

خانوادہ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

رُوضَةُ الْقِيُومِيْنَ

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

مؤلف

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی رحمہ اللہ

مکتبہ نبویہ لاہور



خانوادہ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضة البقیۃ

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہندوی

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی ہندوی

ترتیب

پیر اہل اقبال محمد فاروقی



مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

موضوعات و عنوانات روضۃ القیومیۃ جلد اول

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۱	حضرت عمر اور نسبت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۵۶	ترتیب کتاب
۵۲	۵۶	۵۶	۵۶
۵۳	حضرت مجدد الف ثانی کے نامور اسلاف	۵۴	۵۴
۵۶	دارالارشاد سرہند کی بنیاد	۵۹	اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ
۵۷	براس میں انبیاء کرام کی قبریں	۶۰	اصطلاحات مجددیہ
۵۸	بائی سرہند خواجہ فتح اللہ رحمہ اللہ	۶۱	مقام حضرت مجدد الف ثانی
۸۰	سرہند کے چار قبیلے	۶۳	احوال قیوم اقل
۸۱	سرہند مرکز جہاں ہے	۶۴	القائے نسبت خاصہ
۸۱	بیت اللہ کانونہ	۶۵	ولایت خاصہ حضرت صدیق اکبر
۸۳	ایک نظم	۶۶	حضرت امام جعفر صادق کا نور
۸۴	شیخ حبیب اللہ قدس سرہ	۶۷	حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
۸۶	حضرت خدوم عبدالاحد اور شاہ کمال	۶۸	نسبت انھیں خاص حضرت مجدد الف ثانی
۸۶	کیتھلی کی ملاقات	۶۹	حضرت مجدد الف ثانی کے آباء و اجداد
۸۹	وقت کے امام اعظم	۷۰	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
۹۰	حضرت خدوم کی کرامات	۷۱	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا سے
۹۳	شہنشاہ جلال الدین کا ارتداد	۷۲	مالک کا تھا

روضۃ القیومیۃ

روضۃ القیومیۃ

کتاب	روضۃ القیومیۃ
مؤلف	خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی
موضوع	احوال و مقامات قیومان مجددیہ
ترتیب و تعلیقات	پیرزادہ اقبال احمد ندوی
سال طباعت	۱۹۹۲ء / ۱۴۱۳ھ
ناشر	مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
مطبع	
صفحات	۵۸۲
قیمت	۲۰/- روپے

روضۃ القیومیۃ

روضۃ القیومیۃ

صفحہ	موضوع	صفحہ
۹۳	سلطان الہند کے مصائب	۱۲۲
۱۰۷	قیم اول مجدد الف ثانی پر احادیث کے اشارات	۱۲۳
۹۶	انتمت کا صلہ	۱۲۴
۹۷	انتمت محمدیہ کے علماء حق	۱۲۵
۱۰۸	شریعت کی استقامت	۱۲۶
۹۸	حضرت مجدد الف ثانی اور ایک موسوی عالم	۱۲۷
۱۰۸	حضرت مجدد الف ثانی اولیا کے امت کی نظر میں	۱۲۸
۹۸	شیخ الاسلام احمد جام کی بشارت	۱۲۹
۱۱۰	شیخ خلیل اللہ بخاری کی پیشین گوئی	۱۳۰
۱۱۰	حضرت خورشید الاعظم کی زبان سے بشارت	۱۳۱
۱۰۱	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت	۱۳۲
۱۱۲	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۳۳
۱۰۱	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۳۴
۱۱۲	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۳۵
۱۰۳	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۳۶
۱۱۶	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۳۷
۱۱۶	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۳۸
۱۱۸	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۳۹
۱۱۸	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۴۰
۱۱۹	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۴۱
۱۲۱	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۴۲
۱۲۱	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چہرہ و اقارب	۱۴۳

صفحہ	موضوع	صفحہ
۱۲۰	قادیہ فیضان کا حصول	۱۲۲
۱۲۰	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۲۳
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۲۴
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۲۵
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۲۶
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۲۷
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۲۸
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۲۹
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۰
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۱
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۲
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۳
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۴
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۵
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۶
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۷
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۸
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۳۹
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۰
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۱
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۲
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۳
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۴
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۵
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۶
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۷
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۸
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۴۹
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۵۰
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۵۱
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۵۲
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۵۳
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۵۴
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۵۵
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تدریس	۱۵۶

صفحہ	موضوع	صفحہ
۱۷۶	حضرت مجدد کو خلعت مجددیت سے نوازا گیا۔	۱۵۸
۱۷۷	فحیر سے بنایا ہے۔	۱۵۹
۱۷۸	مقام اصالت۔	۱۶۰
۱۷۹	اہل طینت محمدی کا مقام۔	۱۶۱
۱۸۰	مقام ضمنیت۔	۱۶۵
۱۸۱	حضرت مجدد قیوم اقل کو تاج ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ تک اتباع شریعت محمدیہ کا اعلان۔	۱۶۶
۱۸۲	قیومیت ملا۔	۱۷۱
۱۸۳	خزینۃ الرحمۃ کا خطاب حضرت مجدد الف ثانی کے خلعت قیومیت عطا فرمائی۔	۱۸۴
۱۸۴	سید الانبیاء کے ہاتھ سے دستار قیومیت۔	۱۸۵
۱۸۵	قیوم اول کا مقام قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہوتا ہے۔	۱۸۶
۱۸۶	لعل نایاب۔	۱۸۷
۱۸۷	حضرت مجدد الف ثانی کا حسبِ نسب قیومیت کی طینت۔	۱۸۸
۱۸۸	طینت و اصالت کی حیثیت حضرت مجدد کا بدن حضور کے بقیہ	۱۸۹
۱۸۹	حضرت مجدد کا بدن حضور کے بقیہ	۱۹۰

صفحہ	موضوع	صفحہ
۲۱۱	شاہ سکر کے قتل جناب غوث اعظم کا غور مبارک پیش کرتے ہیں۔	۱۹۱
۲۱۲	نسبت خاصہ۔	۱۹۲
۲۱۳	صدر جہان اور خانِ اعظم حلقہ مریدین میں۔	۱۹۵
۲۱۴	حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی مکتوب۔	۱۹۸
۲۱۵	حضرت مجدد الف ثانی حضرت باقی باللہ کی خدمت میں۔	۲۰۰
۲۱۶	ولایت اور ولایت اپنے مرشد پر توجہ عزیز متوقف۔	۲۰۲
۲۱۷	مرآۃ العالم اور امراۃ جہان نما حضرت باقی باللہ کی خبر رحلت۔	۲۰۵
۲۱۸	مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ وحدت الوجود کا راز۔	۲۰۶
۲۱۹	خواجہ فرخ حسین رحمہ اللہ خواجہ نصیر احمد رومی رحمہ اللہ حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۰۸
۲۲۰	حضرت مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام۔	۲۰۹
۲۲۱	پہلی کامیابی۔	۲۱۰
۲۲۲	دین الہی اور دین مصطفیٰ۔	۲۱۱
۲۲۳	عہد بن سلطنت حضرت مجدد کے مرید بن گئے۔	۲۱۲
۲۲۴	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۳
۲۲۵	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۴
۲۲۶	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۵
۲۲۷	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۶
۲۲۸	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۷
۲۲۹	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۸
۲۳۰	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۹
۲۳۱	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۰
۲۳۲	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۱
۲۳۳	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۲
۲۳۴	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۳
۲۳۵	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۴
۲۳۶	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۵
۲۳۷	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۶
۲۳۸	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۷
۲۳۹	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۸
۲۴۰	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۹
۲۴۱	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۰
۲۴۲	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۱
۲۴۳	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۲
۲۴۴	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۳
۲۴۵	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۴
۲۴۶	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۵
۲۴۷	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۶
۲۴۸	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۷
۲۴۹	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۸
۲۵۰	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۳۹

صفحہ	موضوع	صفحہ
۲۲۸	علماء کرام کا ایک نوری قافلہ	۲۲۸
۲۲۳	خراسان اور بدخشاں کے لوگ حلقہ	۲۲۳
۲۳۰	ارادت میں	۲۳۰
۲۳۵	میرک شیخ کی حاضری	۲۳۵
۲۳۲	سلسلہ مجددی کی ایران میں اشاعت	۲۳۲
۲۳۲	اور مقبولیت	۲۳۲
۲۳۶	شاہ تودمان عبداللہ اوندک کا	۲۳۶
۲۳۶	ایک مراسلہ	۲۳۶
۲۳۶	لڑائی سے پہلے ایک پیغام	۲۳۶
۲۳۶	عبداللہ خاں امام رضا کے مزار پر	۲۳۶
۲۳۶	ردِ روافض پر حضرت مجدد کا ایک	۲۳۶
۲۳۶	رسالہ	۲۳۶
۲۳۶	رسالہ ردِ روافض کی شہرت	۲۳۶
۲۳۶	حضرت مجدد کی قومیت پر شیخ	۲۳۶
۲۳۶	فضل اللہ برہانپوری کی تصدیق	۲۳۶
۲۳۶	ایک عالم دین کی شہادت	۲۳۶
۲۳۶	سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری	۲۳۶
۲۳۶	شیخ حسن غوثی کی عقیدت	۲۳۶
۲۳۶	حضرت مجدد الف ثانی اور سابقہ	۲۳۶
۲۳۳	اولیاء اللہ	۲۳۳

صفحہ	موضوع	صفحہ
۲۵۹	جناب غوث اعظم کی تشریف آوری	۲۵۹
۲۵۹	سلاسل تصوف کے نگرانوں پر	۲۵۹
۲۵۹	انصاف	۲۵۹
۲۵۹	حضرت خواجہ محمد معصوم کی قطبیت	۲۵۹
۲۶۰	کی خوشخبری	۲۶۰
۲۶۱	مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی حاضری	۲۶۱
۲۶۱	مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بیعت	۲۶۱
۲۶۲	اچھے ہیں	۲۶۲
۲۶۵	مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا	۲۶۵
۲۶۵	اعلان خطاب مجدد	۲۶۵
۲۶۵	بگال میں شیخ حمید اور سلسلہ مجدد	۲۶۵
۲۶۵	میر یوسف سمرقندی کا معاملہ	۲۶۵
۲۶۵	جنات کا اخراج	۲۶۵
۲۶۵	سرمند شریف میں جنات	۲۶۵
۲۶۵	سرمند کے جنات	۲۶۵
۲۶۵	حضرت مجدد کی قومیت کے	۲۶۵
۲۶۵	واقعات	۲۶۵
۲۶۵	حضرت شیخ بلخی کا خواب	۲۶۵
۲۶۵	حضرت بہاؤ الدین نقشبند اور	۲۶۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۸

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

۲۵۹

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۹۳	حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری پر	۳۲۳	بغاوت۔
۲۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کی مغل لشکر میں تسلیع	۲۹۵	جہانگیر مہابت خاں کی قید میں۔
۲۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	۲۹۵	حضرت مجدد کی رہائی کی شرط۔
۲۹۶	نماز کے متعلق حضرت مجدد کی خدمت میں	۲۹۶	جہانگیر کی رہائی۔
۲۹۷	کابلان وقت کابلے مثال اجتماع	۲۹۷	حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی۔
۲۹۸	شیخ بدیع الدین جہانگیری لشکر گاہ میں	۲۹۸	رہائی کی مزید شرائط۔
۳۰۰	جہانگیر آصف جاہ کی باتوں میں	۳۰۰	رہائی کے بعد جہانگیر کا علاج۔
۳۰۳	سامانہ کے خطیب کی حرکت	۳۰۳	ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ
۳۰۴	حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے دربار میں۔	۳۰۴	ایک تاریخی مثال۔
۳۰۵	جہانگیر کے دربار میں ایک سیاسی تدبیر	۳۰۵	ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت۔
۳۰۷	مجدد الف ثانی کے مرید سپہ سالار	۳۰۷	ہندوستان میں اسلام کا بول بالا۔
۳۰۷	حضرت مجدد کی قوت ایمانی سے ہندو	۳۰۷	اکبر بادشاہ کا حشر
۳۰۸	راجہ مسلمان ہو گیا۔	۳۰۸	اسلام کے چار ارکان
۳۱۰	حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوانیار میں	۳۱۰	مغلیہ دربار میں نور اللہ شوہتری کی آمد۔
۳۱۰	حضرت مجدد الف ثانی زندان خانہ میں	۳۱۰	شیعہ علماء کا غلبہ۔
۳۱۱	قید و بند کی عظمتیں۔	۳۱۱	نور اللہ شوہتری کا حشر۔
۳۱۲	سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی	۳۱۲	حضرت مجدد الف ثانی کا عیساہوں سے مناظرہ۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۲۷	حضرت مجدد الف ثانی کا جلال	۳۲۷	حقیقت و طریقت شریعت کے
۳۲۹	شہزادہ شاہجہان کی بغاوت	۳۲۹	طالع ہیں۔
۳۵۱	حضرت مجدد جہانگیر کی پنت پناہ تھے	۳۵۱	شیخ آدم بنوری قدس سرہ۔
۳۵۲	داراشکوہ کا رویہ	۳۵۲	حضرت شیخ آدم بنوری شاہی لشکر میں
۳۵۲	تکربات مجدد الف ثانی۔	۳۵۲	حضرت مجدد کی خدمت میں علماء
۳۵۴	حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کیساتھ	۳۵۴	خراسان، بخشاں کی حاضری۔
۳۵۵	حضرت مجدد لاہور میں۔	۳۵۵	اکابر مشائخ ایران کے خطوط۔
۳۵۶	جہانگیر کا مزاج	۳۵۶	استانہ مجدد کی طرف ماسنائی۔
۳۵۷	جہانگیر سرسب میں۔	۳۵۷	حضرت مجدد الف ثانی قیوم ثانی کو
۳۵۸	حضرت مجدد نے دریائے گنگا کا پانی	۳۵۸	خلافت عطا فرماتے ہیں۔
۳۵۸	پینے سے اجتناب کیا۔	۳۵۸	منصب قیومت کی تفویض۔
۳۵۹	حضرت قیوم اقل سے نور الحق دہلوی	۳۵۹	طینت پیغمبری قیومت کی شرط ہے۔
۳۵۹	کا ایک سوال۔	۳۵۹	چار خلفائے راشد۔
۳۵۹	شیخ نور الحق دہلوی اور حضرت یعقوب	۳۵۹	قیوم ثانی کو تمام خلفائے مجدد کو
۳۶۰	علیہ السلام کی مار لگی کے وجوہات	۳۶۰	بیعت کا حکم۔
۳۶۱	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا رجوع	۳۶۱	سرسب میں آخری ایام خلوت۔
۳۶۲	حضرت مجدد پر سرکار دو عالم کی	۳۶۲	حضرت مجدد الف ثانی لشکر سے
۳۶۳	نظر شفیقت۔	۳۶۳	سرسب میں۔
۳۶۴	حدیث صمد کی وضاحت	۳۶۴	حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا تحفہ۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۸۱	دربار جہانگیری سے سرمنہنگ	۳۸۱	شیر بھاگ گیا
۳۸۲	شرب عالی تک رسائی	۳۸۲	ایک غلاف شرع کی قبر کی داستان
۳۸۳	خواجہ ہاشم کشمی دکن میں	۳۸۳	جراحی کی شفاء
۳۸۳	زندگی کی آخری راتیں	۳۸۳	موسم بدل گیا
۳۸۴	دروازہ ابراہیمی کی اہمیت	۳۸۴	حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا
۳۸۵	کمالات محمدیہ کا ظہور	۳۸۵	حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترف
۳۸۶	صابر زادہ سعید کو خاص خوشخبری	۳۸۶	ایک عالم دین کا مشاہدہ
۳۸۷	حضرت مجدد کی چند کرامات	۳۸۷	فرشتوں کا ادب
۳۸۸	سجدہ میں کائنات کے احوال	۳۸۸	ایک موثرہ دعا
۳۸۸	کرامت یا استقامت	۳۸۸	دکن کا ایک فقیر
۳۸۹	ادبیاں سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی	۳۸۹	تھان تھان کا منصب
۳۹۰	حضور کا معجزہ قرآن ہے	۳۹۰	ایک سجادہ نشین کا شعر
۳۹۰	حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے معجزات	۳۹۰	ایک زمانہ صحبت با اولیاء
۳۹۱	حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کا معاشرہ	۳۹۱	ایک صاحب دلی سید کے غور کا علاج
۳۹۱	قطبی ستارہ میں حضرت خورشید اعظم کا تخت	۳۹۱	حضرت مجدد نے اپنے بھائی کی موت کی خبر دی
۳۹۲	ایک کیمیا گر حضرت مجدد کی خدمت میں	۳۹۲	بارش روک دی گئی
۳۹۲	بت خانہ کی بربادی	۳۹۲	گر قی دیوار رک گئی
۳۹۳		۳۹۳	لاہور کا ایک مکان

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۴۱۹	نواہش بشر اور خواص ملائکہ	۴۱۹	حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفات
۴۱۹	شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی کا ادب	۴۱۹	حضرت مجدد الف ثانی کے شبِ ہر روز کے معمولات
۴۲۰	اجتہاد غلطی اور غلط تقلید	۴۲۰	قرآن مجید کی سیاری کا احترام
۴۲۱	حضرت مجدد کا لباس اور محلیہ	۴۲۱	ایک صوفی کو ایک نصیحت
۴۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کے خصائص	۴۲۲	حافظ قرآن کا ادب
۴۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کی یادگار وصیتیں	۴۲۲	حضرت مجدد کے ہنو کا طریقہ
۴۲۰	حضرت مجدد نے اپنے وصالی کا اعلان فرمایا	۴۲۰	رات کے معمولات
۴۲۱	حضرت مجدد الف ثانی کی مریدوں کے لئے آخری دعا	۴۲۱	علم فقر کی ترغیب
۴۲۱	شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی	۴۲۱	لکھنا کھانے کے معمولات
۴۲۲	قیامت تک سلسلہ مجددیہ کے مریدوں کی خبر	۴۲۲	نہم کی نماز کے بعد کے معمولات
۴۲۳	حضرت خواجہ محمد مصمم کو خطاب	۴۲۳	شام اور عشا کی نمازیں
۴۲۳	کمالات مجددیہ چار نسلوں تک	۴۲۳	سنت نبوی کی پیروی
۴۲۵	تیرھویں صدی ہجری کے فتنے	۴۲۵	اللہ کو پیار وہ نبی کا پروردگار ہے
۴۲۵	حضرت امام مہدی کا وزیر اعظم مجددی ہو گا	۴۲۵	تراویح میں چار قرآن ختم
		۴۲۵	قلاوت قرآن کا طریقہ
		۴۲۵	نماز تمام ریاضوں سے افضل ہے
		۴۲۵	نماز تہجد اور نوافل

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۴۳۶	حضرت مجدد کا الوداعی سلام	۴۵۱	حضرت خازن الرحمت کی وفات۔
۴۳۷	حضرت جناب غوث الاعظم کا ایک شعر	۴۵۲	خواجہ سعید کی بخشش
۴۳۸	بزرگان سرسند کے مزارات کی آخری زیارت۔	۴۵۳	بر کی بیکہ۔
۴۳۹	حضرت مجدد کا مرض الموت اور وصال۔	۴۵۴	شاہ عبداللہ شاہ سعیدی۔
۴۴۰	حضرت مجدد کی زندگی کا آخری مجید۔	۴۵۵	حضرت مجدد الف ثانی کے خلفائے کرام۔
۴۴۱	اہل محبت کا اظہار غم۔	۴۵۶	حضرت خواجہ کاظم کشمی رحمہ اللہ
۴۴۲	سایہ دار عالم در رحمت گر گیا۔	۴۵۷	حضرت شیخ طاہر لاہوری قدس سرہ
۴۴۳	قبر کے لئے وصیت۔	۴۵۸	شیخ بدیع الدین شہباز پوری۔
۴۴۴	وصال سے ایک دن قبل طلوع آفتاب کے بعد قیامت کا آفتاب غروب ہو گیا۔	۴۵۹	شیخ نور محمد رحمہ اللہ
۴۴۵	فتاں از شرب و بطحا بر آمد۔	۴۶۰	شیخ حمید بنگالی رحمہ اللہ
۴۴۶	اہل علم نے پانچ سو تاریخ وفات کہیں۔	۴۶۱	شیخ مرتضیٰ رحمہ اللہ
۴۴۷	حضرت مجدد کی تجویز و تکفین۔	۴۶۲	شیخ طاہر بخشش رحمہ اللہ
۴۴۸	خازن الرحمت نماز جنازہ پڑھائی۔	۴۶۳	حضرت مولانا یوسف سمرقندی
۴۴۹	مزار پر دو سونوں کو الوداع جہانگیر سرسند میں۔	۴۶۴	حضرت مولانا احمد برکی رحمہ اللہ
۴۵۰	خلافت کا شاہی اعلان۔	۴۶۵	حضرت مولانا حسن برکی رحمہ اللہ
۴۵۱	حضرت مجدد کی اولاد و امجاد۔	۴۶۶	حضرت مولانا صالح رحمہ اللہ
۴۵۲	خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ	۴۶۷	حضرت خواجہ محمد صدیق بخشش رحمہ اللہ
۴۵۳	مفقولات میں کمال	۴۶۸	حضرت شیخ عبدالحمید رحمہ اللہ
۴۵۴	میرے معارف کا مجموعہ۔	۴۶۹	
۴۵۵	مزار سے سفر پر جانے کی ہدایت	۴۷۰	
۴۵۶	خواجہ محمد صادق کے نام کا لغویہ۔	۴۷۱	
۴۵۷	شیخ محمد یحییٰ قدس سرہ	۴۷۲	
۴۵۸	شیخ محمد ابراہیم سرسندی۔	۴۷۳	
۴۵۹	احوال حضرت خواجہ محمد سعید	۴۷۴	
۴۶۰	مسائل فقہ کا حل۔	۴۷۵	
۴۶۱	ابوالخیر علی اسو سے تھا۔	۴۷۶	
۴۶۲	علمائے لاہور کی ایک مجلس۔	۴۷۷	
۴۶۳	حضرت خازن الرحمت کی تالیفات	۴۷۸	
۴۶۴	ولایت احمدی کے دو افراد۔	۴۷۹	
۴۶۵	بارگاہ رسول پر حاضری۔	۴۸۰	
۴۶۶	ایک گستاخ فقیر۔	۴۸۱	
۴۶۷	کرامت۔	۴۸۲	
۴۶۸	حضرت ابوسفیان کا معاملہ	۴۸۳	

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۳۲	حضرت شیخ جان محمد رحمہ اللہ	۵۰۹	حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمہ اللہ
۵۳۳	حضرت مولانا یار محمد قدیم رحمہ اللہ	۵۱۰	حضرت شیخ یوسف برکی رحمہ اللہ
۵۳۴	حضرت مولانا یار محمد جدید رحمہ اللہ	۵۱۱	حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمہ اللہ
۵۳۵	حضرت شیخ بدر الدین سرسندی رحمہ اللہ	۵۱۲	حضرت شیخ احمد دینی رحمہ اللہ
۵۳۶	حضرت مولانا قاسم علی رحمہ اللہ	۵۱۳	حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمہ اللہ
۵۳۷	حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمہ اللہ	۵۱۴	حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری رحمہ اللہ
۵۳۸	حضرت شیخ یوسف برکی رحمہ اللہ	۵۱۵	حضرت شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ
۵۳۹	حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمہ اللہ	۵۱۶	نواب سید اللہ خان وزیر مملکت۔
۵۴۰	حضرت شیخ احمد دینی رحمہ اللہ	۵۱۷	حضرت شیخ آدم بنوری کے مرید۔
۵۴۱	حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمہ اللہ	۵۱۸	حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات۔
۵۴۲	حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری رحمہ اللہ	۵۱۹	مقام قیامت کا صحیح ادراک۔
۵۴۳	حضرت شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ	۵۲۰	حضرت شیخ آدم بنوری کا اختلاف۔
۵۴۴	نواب سید اللہ خان وزیر مملکت۔	۵۲۱	حضرت خواجہ محمد معصوم سے معذرت
۵۴۵	حضرت شیخ آدم بنوری کے مرید۔	۵۲۲	
۵۴۶	حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات۔	۵۲۳	
۵۴۷	مقام قیامت کا صحیح ادراک۔	۵۲۴	
۵۴۸	حضرت شیخ آدم بنوری کا اختلاف۔	۵۲۵	
۵۴۹	حضرت خواجہ محمد معصوم سے معذرت	۵۲۶	

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۷۶	حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمہ اللہ		قیودان مجددیہ کی حضرت آدم بنوری
۵۷۷	حضرت مسید میر کشادہ بلخی رحمہ اللہ	۵۶۰	کی قبر پر نظر التفات
۵۷۸	حضرت میر مومن بلخی رحمہ اللہ	۵۶۲	حضرت شیخ آدم بنوری کے خلفائے کرام
۵۷۸	علامہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ		حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر، شعراء
۵۷۹	حضرت مولانا عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ	۵۷۳	و حکمران
۵۸۰	حضرت مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ	۵۷۳	حضرت شاہ سکر قادری رحمہ اللہ
۵۸۰	حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ	۵۷۵	حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ
۵۸۱	حضرت مولانا نوک رحمہ اللہ	۵۷۵	حضرت شاہ عیسیٰ برہانپوریؒ
۵۸۱	معاصر شعراء	۵۷۵	شیخ نظام ناریونی رحمہ اللہ
۵۸۲	خاتم الکتاب	۵۷۵	حضرت شاہ قاسم سیستانیؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَوْضَةُ الْقِيُومِيَّةِ

اور

مُؤَلَّفِ عِلَام

روضۃ القیومیۃ ان معروف اور مفصل کتابوں میں سے ایک شہرہ آفاق کتاب ہے۔
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی کے احوال و مقامات پر لکھی
گئی ہیں۔ فاضل مؤلف نے اسے چار جلدوں (چار اراکین) میں تقسیم کیا۔ اور ہر رکن
میں خاندانہ مجددیہ کے ایک ایک قیوم کے احوال و مقامات کو نہایت تفصیل سے بیان
کیا۔ دوسرے الفاظ میں اس کتاب کا دائرہ تحریر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے
یوم ولادت ۱۴ شوال المکرم ۱۰۹۹ھ سے اختتام تالیف ۵ ذی الحجہ ۱۲۰۱ھ تک پھیلا
ہوا ہے۔ چنانچہ ناظرین کے سامنے ساڑھے تین سو سال تاریخ کا وہ دور ہے جو حضرت
مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے مشائخ، ان کے اساتذہ
احباب، ان کے خلفاء، ان کی اولاد، ان کے عقیدت مندوں، ان کے معاندین، ان
کے مخالفین اور ان کے ناقدین کے حالات و کوائف پر محیط ہے۔

مولف علام نے اس کتاب کو فارسی زبان میں تحریر کیا۔ اور کئی برسوں کی مشابہ روز تحقیق و محنت سے اس میں مکمل کیا۔ اس فارسی کتاب کو ایک طویل عرصہ کے بعد اردو میں منتقل کیا گیا۔ اور تصغیر میں اس کے دو تراجم دیوبند طبع سے آراستہ ہوئے۔ اور خانوادہ مجددیہ کے حالات پر ایک مستند اور قابل تمسین مافذ کی حیثیت سے دیکھا گیا۔ حضرات مجددیہ پر لکھی جانے والی اکثر کتابیں اسی کتاب روحۃ القیومیۃ کے گلابائے رنگارنگ کی رنگ و بو سے منور و معطر ہیں۔

کتاب کے دیباچہ میں فاضل مولف نے کتاب کا تعارف لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ کتاب قیوم اقل حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی سرہندی، قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم سرہندی (فرزند سومی حضرت مجدد الف ثانی) قیوم ثالث حضرت امام حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند (حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے) اور قیوم رابع حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد نسیر (فرزند شیخ ابوالعلی مجددی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو چار جلدوں (حصوں) میں تقسیم کرنے کی بڑی لطیف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ اور ہر جلد کے موضوعات عنوانات اور مندرجات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ارکان اسلام کی نسبت سے کتاب کو چار ارکان (جلدوں) پر تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

رکن اول : قیوم اقل حضرت مجدد الف ثانی۔ آپ کے بیٹوں اور خلفاء کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔

رکن دوم : قیوم ثانی، معصوم زمانی حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر محیط ہے۔

رکن سوم : قیوم ثالث حضرت حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بیٹوں اور خلفاء کے حالات پر وقف ہے۔

رکن چہارم : قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال، ان کے بیٹوں اور

خلفاء کے حالات پر حاوی ہے۔

کتاب کے مافذ، جو اس طرح اور منبائع کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مولف نے مختلف افراد اہل اہل اور تاریخی کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔ چونکہ مولف علام خانوادہ مجددیہ کے ایک صاحب قلم بزرگ ہیں۔ اس لئے وہ ان حالات کی بنیاد حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہا کے قابل اعتماد و اعتبار فرزندوں کی خاندانی روایات پر رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات و وسیلوں سے نیچے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد نقشبند کے ایک وسیلہ سے اور حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کے لئے حالات چشم دید شاہد ہیں۔ مزید برآں بعض حالات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے نواسوں کی زبانی حاصل کئے۔ ہو حضرت قیوم کے زیر تربیت رہے تھے۔ پھر بہت سے حالات قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر اور مولف کے والد حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی قدس سرہا کی زبانی کئے اور انہیں قلم بند کیا۔ ان چشم دید حالات کے خاندانی راویوں کے علاوہ کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل کتابیں بھی مولف کے سامنے رہیں۔

حضرات القدس : علامہ الدین سرہندی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی

زبدۃ المقامات : خواجہ ہاشم کشمی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی

کواکب الدریہ : شیخ محمد ہادی (مولف کے دادا)

جنت الاحمدیہ : شیخ محمد ہادی مجددی

تاریخ شیخ محمد ثانی الحال : (حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم سرہندی کے پوتے)

روحۃ القیومیہ صفحہ ۶۔ مطبوعہ ملک فضل دین۔ ملک چمن دین۔ لاہور۔

حضرت القدس فارسی کے کئی ایڈیشن چھپے اب اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

زبدۃ المقامات کے فارسی ایڈیشن پاک دہند میں بھی چھپے اور ترکی میں بھی شائع ہوئے۔ اب

اردو ترجمہ بھی چھپ گیا ہے۔

تاریخ سفر احمد، آپ حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

تجدید یہ: شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی۔

نجم الہدی: شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی۔

ترویجیہ: شیخ محمد ہادی مجددی۔

معصومیت: طبقات معصومی، مقامات معصومیہ۔

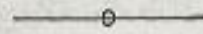
حیات حمین: (یا قوت احمد)، مرقع الشریعہ۔

لطائف مدینہ: شیخ عبدالاحد مجددی سرہندی۔

مقامات نقشبندی: حضرت ابو العلیٰ مجددی۔

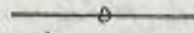
منقب الحضرات: خواجہ محمد امین خلیفہ شیخ آدم بنوری۔

ان کتابوں کے علاوہ مرآۃ العالم مؤلفہ محمد رضا، مرآۃ جہاں بہ مؤلفہ محمد بقا، کرامات اولیاء سفینۃ الاولیاء اور سفینۃ الاولیاء، مؤلفہ شہزادہ داراشکوہ بھی فاضل مولف کے سامنے رہیں۔ ان کتابوں سے فاضل مولف نے ملکی حالات، اقتدار کی جنگ کے شب و روز مغل سلطنت کی زوالی، اقتدار، دشمنان سلطنت مغلیہ کے چلے اور اعیان سلطنت کے لیل و نہار بیان کرنے میں استفادہ کیا۔



روضۃ القیومیہ کے فاضل مولف نے اپنے معاصرین کی روایات سے بہت کچھ ایسی اصطلاحات اور مقامات بیان کیے ہیں جو ہمیں دوسری کتابوں یا تذکریں دستاویزات سے نہیں ملتے۔ پھر خانوادہ مجددیہ کے فضائل اور کمالات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ قارئین ان حالات کو مبالغہ آمیزی، تعلیٰ اور خود ستائی پر معمول کرنے لگتے ہیں اگرچہ ہم ایسے ناقدین کے ہنر نظر سے متفق نہیں۔ جو ان اصطلاحات، خطابات اور مقامات کو مولف علام کی تعلیٰ اور خود ستائی پر معمول کرتے ہیں۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں

کیا جاسکتا کہ صاحب روضۃ القیومیہ نے عام روش سے بہت کچھ اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ وہ قارئین کے لئے غیر مانوس ہیں اور انہیں مشکلات میں ڈال دیتی ہیں۔ ان اصطلاحات کے معانی اور مطالب بیان کرتے وقت بھی فاضل مولف نے عام اصطلاحات لغت سے بہت کچھ بات کی ہے۔ قیومیت ایک ایسی اصطلاح ہے جسے ہم روضۃ القیومیہ میں پہلی بار دیکھتے ہیں۔ پھر قیوم کے مقام اور منصب کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے غلط، اقطاب اور افراد کے بلند مقامات پست دکھائی دیتے ہیں۔ قیومیت کے مقام کے ساتھ طینت، اصالت، غلت، محبوبیت، ولایت ایسے مقامات ہیں جہاں اصطلاحات صوفیہ کے شناسا اور باویہ سلوک کے راہرو بھی چند لمحات رک جاتے ہیں۔ اباب طریقت اور علماء شریعت کے اختلافات تو علمی دنیا میں روایت کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ مگر صاحب روضۃ القیومیہ کے خاصہ اور مکاشفہ (خصوصیات اور مکاشفات) کا بیان اہل تصوف کے ہاں بھی گراں بار ہے۔ حضرت مجدد اور قیوم اربعہ کے مناصب کا موازنہ اور مقابلہ بھی صاحب روضۃ القیومیہ کے قلم کا خاصہ ہے جس پر ناقدین کی تیز نگاہیں ٹوٹ جاتی ہیں۔



ان اختلافات اور تنقیحات کے باوجود زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ حضرت مجدد کے احوال و مقامات کی تفصیل و تعارف کا ایک بے مثال جدید ہے جسے خانوادہ مجددیہ کا بڑے سے بڑا تذکرہ نگار نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اسے اصالت یا کوکلتا روضۃ القیومیہ کو ماتخذ ماننا پڑنا ہے۔ سرہندی تہذیب کے بعد خانوادہ مجددیہ کا علمی مرکز و برم برہم ہو گیا۔ مگر اس خانوادہ عالیہ کے جو حضرات سکھتہ ہی کی تاخت و تاراج سے بچ کر اٹھ کر عالم میں پھیلے تو اس مرکز کے تمام علمی خزانوں سے محروم ہو چکے تھے۔ جو کتابیں ہمیں آج ان میں سے روضۃ القیومیہ ایک روکشی کا مینار بن کر ابھر رہی ہیں اور آج تک زندہ کو تانا

ہے۔ اس تیاری کے بعد حضرت مجددیہ پر جس قدر کام ہوا، جتنی کتابیں لکھی گئیں، جتنے تذکرے سامنے آئے۔ وہ اسی کتاب کی روایتوں کی روشنیوں سے منور نظر آتے ہیں۔ روضۃ القیومیہ کے ناقدین کا قلم جب بھی حضرات مجددیہ پر کچھ لکھنے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو اسے مکتوبات امام ربانی حضرات القدس اور زبدۃ المقالات کے بعد انہیں روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جو روضۃ القیومیہ کے زیر صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔

—○—

حضرت مجدد الف ثانی اپنی زندگی میں بھی اور بعد از حیات بھی اہل بدعت، طغین، اہل تشیع، غیر مسلم، جیٹل کی طرح ناقدین کی مخالفت کا نشانہ بنے رہے ہیں۔ پھر آپ کا سلسلہ مجددیہ، اور خانوادہ مجددیہ کے اکثر حضرات بھی ایسے معاندین کی تنقیدی تحریروں کی زد میں رہے ہیں اور آج تک ہیں۔ ان اعتراضات، تنقیدات اور تنقیحات کے جواب میں حضرت عبیدہ نے پامردی سے مقابلہ کیا۔ جوابات دیے۔ مضامین لکھے، علمی اور سیاسی مباحث کو نہایت عالمانہ انداز میں پیش کیا۔ مجددی اہل قلم نے اپنے دفاع میں قابلِ صدا افتخار تحریریں یادگار زمانہ بنادیں۔ ان دفاعی تحریروں میں روضۃ القیومیہ کی چاروں جلدیں اپنی مثال آپ ہیں۔ فاضل مولف نے اپنے مخالفین کے تمام اعتراضات کا مثبت جواب دیا اور ان تمام اٹھائے گئے شبہات کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھا۔ اور اہل علم کو دعوتِ مطالعہ دی۔ روضۃ القیومیہ کے اس جہاد میں حضرات مجددیہ کے حلقہ اثر کے اکثر علماء نے بھی حضرت مجددی کی تحریکِ عزیمت کا بھرپور دفاع کیا۔ صاحبِ روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ۱۹۳۵ء میں اس خانوادہ کے محققین نے حضرت مجددی کے دفاع میں جو رسائل تصنیف کئے۔ ان کی تعداد تین سو ساٹھ (۳۶۰) تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں سے ۷۷ رسائل تو حضرت مجددی کی اولاد نے ہی لکھے تھے۔ جن میں سے حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نصرت نے خواجہ محمد اشرف مجددی، حضرت شیخ سیف الدین، حضرت محمد صبغتہ اللہ، حضرت شیخ محمد ہادی

سرسندی کے رسائل نہایت ہی اہمیت کے حامل تھے۔ اسی طرح رسالہ درر و مخالفین حضرت مجددی حضرت عبداللہ شاہ گل وحدت، حل المغالقات فی الرد علی اہل الضلالت خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم، رسالہ رد منکر ان حضرت مجددیہ خواجہ محمد صبغتہ اللہ سرسندی رسالہ رد من الغبن حضرت مجددی مولفہ شیخ محمد ہادی، عطیۃ الوہاب العاصیۃ بین الخطا والاعتاب مولفہ شیخ محمد بیگ اوزبکی برہانپوری، اعراس الندی فی نصرۃ الشیخ احمد سرسندی۔ مولفہ علامہ شیخ حسن بن شیخ مراد علی، رسالہ در رد معتزلیین حضرت مجددی مولفہ خواجہ محمد یحییٰ رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی مولفہ علامہ شیخ احمد الشیشی مصری شافعی، رسالہ فی نفی رفع سبابہ مولفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید، بہجتہ النظر فی براءۃ الابرار مولفہ مخدوم محمد معین طھٹوی، سبیل الزکات مولفہ حضرت شیخ عبداللہ وحدت شاہ گل رسالہ فی منع رفع سبابہ مولفہ حضرت شاہ گل وحدت سرسندی، رسالہ در منکر ان حضرت مجددی مولفہ شیخ محمد مراد ملک کاشمیری، حجتہ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ شاہ فی الحال مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم مولفہ شافی الحال سرسندی۔ شواہد التجدید مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ خلت مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ المقدمة السنیۃ فی امتصار الفرقۃ السنیۃ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ احقاق مولفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رسالہ در جواب شبہات بر کلام امام ربانی مولفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رد شبہات پدید نا بکار مولفہ نظام الدین شکارپوری، رسالہ در اعتراضات مولفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی مولفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ شاہ غلام علی دہلوی، رسالہ فی رفع المطاعن عن الامام الزبلی داوود مولفہ مولانا عبداللہ آفندی کراچی الکلام المنی برد ایرادات البرزنجی مولفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری، انوار احمد مولانا وکیل احمد سکندر پوری، ہدیہ محبت دیہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری، رسالہ

فی بشارۃ لائل الاشارة مولفہ میر علی نواز پوری، حضرت مجدد اور ان کے ناقدین مولفہ مولانا زبیر
بدر الحق نادی، مولفہ مولفہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، رسالہ فی منع ربح
سببہ مولفہ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی، المفاحضۃ بین الانسان والکعبہ مولفہ
مولانا محمد امین بخشیش، کشف العطا مولفہ شیخ محمد فریح بن خواجہ محمد سعید سرسندی جلیہ
علمی رسالوں سے حضرت مجدد اور ان کی اولاد کے نظریات پر اعتراضات کا دفاع کیا
گیا۔

روضۃ القیومیہ تھے جہاں ہمیں خانوادہ مجددیہ پر کئے گئے نظریاتی حملوں کا دفاع
کر کے توانا بنی ہے۔ وہاں چاروں قیوموں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرسندی
حضرت خواجہ محمد نقشبند اور حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہم کے روحانی اور علمی کارناموں سے
بھی لگا ہی ہم پہنچائی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا اکبری الحاد کے خلاف، جہانگیری بدعتا
کے استیصال کی کامیاب مہم کے ایسے معاملات سے تعارف کرایا ہے جو ہمیں دوسرے
ذرائع سے میسر نہیں آتا تھا۔ شاہجہان کی اسلام پسندی اور اورنگ زیب کی دینی وابستگی
کے بہت سے واقعات اسی کتاب سے ملتے ہیں۔ مغل حکمرانوں کی روحانی اور سیاسی رہنمائی
کے آثار اس کتاب کے صفحات سے روشن نظر آتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند کے زمانہ
میں سلوک مجددیہ کی برصغیر سے نکل کر شمالی علاقوں میں چین اور روس کے دور دراز علاقوں
میں اشاعت کے بہت سے نشانات روضۃ القیومیہ کے صفحات پر اجاگر نظر آتے ہیں۔
خانوادہ مجددیہ کی دینی اور روحانی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ روضۃ القیومیہ کے صفحات ان

محمد اقبال مجددی پر قدیم سر حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں ملبورہ رسالہ نرسلم
شر پور حضرت مجدد الف ثانی فیروز اہم صاحبزادہ میاں محیل احمد شر پوری، سجادہ نشین شر پور شریف۔

واقعات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جو مغل سلطنت کے زوال کی بنیاد ہے۔ اور برصغیر
میں افغانیوں کا باعث بنے۔ زوالی مغلوں کی جنگ اقتدار، حصول تخت کی کشمکش، مسلمان
مسلمانوں کی اخلاقی زبوں حالی، آخری مغل تاجداروں کی عیاشی اور تساہل کی داستان انہی
صفحات پر پائی جاتی ہے۔ اندریں حالات روضۃ القیومیہ خانوادہ مجددیہ کے علمی اور روحانی
نمائندہ کے عروج کی داستان بھی ہے۔ اور برصغیر میں اسلامی سورج کے ڈوبنے کا منظر بھی
ہے۔ یہ کتاب دینی اور سیاسی ذہن رکھنے والے دونوں قسم کے قارئین کیلئے بہترین موقع ہے۔

کتاب کے ناضل مولفہ حضرت خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ محمد
ابو الفیض محمد ہادی بن حضرت مروج الشریعت شیخ محمد عید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرسندی
فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادہ مجددیہ کے نامور موجد، عالم
ذکرہ نگار اور محقق عبدلہ بن ہیں۔

فاضل مولف نے اپنے مختصر سے حالات زندگی روضۃ القیومیہ میں قلمبند کئے ہیں۔ ہم
مواضع کے سوانحی حالات ان کے اپنے الفاظ میں ہی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-
”میں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں۔ روکین
سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں
مرید ہوا۔ عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا۔ بعد ازاں آنجناب
نے مجھے خلافت دے کر مشرق کی طرف بھیجا۔ مدت تک وہاں رہ کر
پھر حاضر خدمت ہوا۔ آنحضرت نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم
دیا۔ حسب الارشاد میں اسی طرف روانہ ہوا۔ اسی سفر میں معلوم ہوا
کہ آنحضرت عنقریب دنیائے رحلت کو جائیں گے۔ گھبرا کر حضرت کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ فیروزہ ماہ بعد اس جہان سے کوچ کر گئے۔

میں آنجناب کی نفس کے ساتھ سرسند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار پر فائض الانوار رہا۔ پھر مشرقی صوفیہ میں چلا گیا۔ دو سال بعد غم و الم میں شفیع ہوئی تو اس کتاب (روضۃ القیومیہ) کی تالیف دوبارہ شروع کی۔

مشرقی ہندوستان سے مراد فاضل مولف کی وہ خدمات ہیں جو آپ نے نواب علی محمد خاں دوسیدہ آف بریلی کے ہاں سرانجام دیں۔ نواب علی محمد خاں دوسیدہ ایک مرد مجاہد اور متقی عالم دین تھے جو نواب عارف رحمت علی آف دوسیدہ کھنڈ کی ریاست میں منتظم اعلیٰ اور کانڈر افواج دوسیدہ کھنڈ تھے۔ فاضل مولف خواجہ محمد احسان مجددی اس لشکر میں موجود تھے جو سادات بادشاہ کی سرکوبی کے لئے برسرِ پیکار رہا۔ روضۃ القیومیہ کی آخری جلد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مولف دہلی میں ان خونچکان واقعات کے عینی شاہد ہیں جو نادر شاہ کی افواج کے قتل عام کے دنوں میں رونما ہوئے۔

فاضل مولف نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم اور سرسند کے علماء اور مجددی مشائخ سے حاصل کی تھی۔ علوم متداولہ دینیہ اور اسرار سلوک مجددیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد مختلف اہل علم و اہل طریقت سے استفادہ کیا تھا۔ آپ نے اپنے والد مکرم شیخ حسن احمد سرسندی مجددی (۱۱۹۵ھ - ۱۲۱۵ھ) بن شیخ محمد ہادی (۱۱۹۲ھ - ۱۲۱۲ھ) بن حضرت محمد عبید اللہ مروج التریقہ (۱۱۸۵ھ - ۱۲۰۵ھ) بن قیوم ثانی معروفہ لوفقی خواجہ محمد معصوم سرسندی (۱۱۷۹ھ - ۱۲۰۹ھ) بن قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ سے

۱۔ روضۃ القیومیہ۔ مطبوعہ مکتبۃ الدین ۱۳۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۲ء مکتبہ سوئم

ابتدائی تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد زبیر سرسندی (قیوم رابع) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرِ نگاہ رہے۔ آپ نے ہی آپ کو اپنے خصوصی فرمانِ خلافت سے نوازا۔ جس کی ایک نقل روضۃ القیومیہ کی جلد چہارم میں موجود ہے۔ آپ نے اسی روحانی تربیت کے دوران ایک کتاب کشف اللغات بھی جو تعلیمات مجددیہ کے ساتھ اسرارِ حروف و مقطعات قرآنی پر مبنی ہے مثال کتاب محقق۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بے حد پسند فرمایا تھا۔

زیرِ نظر کتاب روضۃ القیومیہ کی تالیف کا کام ایک طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اور بعض مقامات پر حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصلاح فرمائی۔ مبالغہ آمیزی سے پاک رکھنے کی ہدایات فرمائیں۔ اور مولف عالم کی کوششوں کو سراہا۔ یہ کتاب سہ میں شروع کی گئی اور سہ کو مکمل کی گئی۔

فاضل مولف کی زندگی کا آخری زمانہ اور کتاب کی ترتیب و تالیف کا زمانہ پنجاب کی تباہی کا دور ہے۔ خصوصاً سرزمین سرسند پر اس زمانہ میں جو قیامتیں گذریں۔ جاٹوں و مرہٹوں اور سکھوں کی لوٹ مار نے سرسند کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ دہلی اور پنجاب کو نادر شاہی حملے نے جس قدر تباہ و بالا کیا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک خونچکان باب ہے۔ ہمارے نزدیک بدامنی کا یہ زمانہ مولف اور ان کے معاصرین کے سوانحی حالات کی تفصیلات محفوظ نہ رکھ سکا۔ اسی مجددی تذکرہ نگار مولف کے حالات و مقامات سے خاموش نظر آتے ہیں۔

روضۃ القیومیہ فارسی میں بھی لکھی گئی تھی۔ اس اہم اور مفید کتاب کے موضوعات پر کتاب کے دیاچہ میں فاضل مولف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہماری نگاہ میں فارسی زبان میں طبع شدہ نسخہ کہیں بھی نہیں گزرا۔ فارسی کے قلمی نسخے پنجاب پبلک لائبریری لاہور، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، انادہ میوزیم علی گڑھ، برٹش انڈیا لائبریری لندن میں اس کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ اس کتاب کا سب سے پہلا اردو ترجمہ ۱۳۱۱ھ مطبع الیور فرید کوٹ چھپا۔ جسے ولی اللہ صدیقی نے حدیث محمودیہ کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کے سترہ سال بعد لاہور کے ملک فضل الدین نے ۱۳۳۵ھ میں پیر غفار شاہ کاشمیری قادری قدس سرہ کے خطی نسخہ سے ترجمہ کر دیا اور زیر جمع سے آراستہ کیا۔ اگرچہ یہ ترجمہ ولی اللہ صدیقی کے ترجمہ سے زیادہ وقیع نہیں تھا لیکن ہمارے موجودہ ایڈیشن کی بنیاد اسی ترجمہ پر استوار ہوئی ہے۔ ہم نے کئی مقامات پر حواشی و تعلیقات کا اضافہ کر کے اس ترجمہ کو "قبول خاطر احباب" بنا دیا ہے۔ اور اسے چار علیحدہ علیحدہ جلدوں میں زیر طبع سے آراستہ کیا ہے۔

کتاب کی طباعت و اشاعت میں جن بزرگانِ مجددیہ نے اپنے تعاون کو پیش کیا ان میں مولانا اکرام حسین مجددی خطیب لاہور، سید عاشق حسین مجددی آف مرٹر شریف، پروفیسر محمد اقبال مجددی، جناب علی بزرگ آغا، صاحبزادہ محمد سلیم شامی سجادہ نشین شیخ عبدالنبی شامی، صاحبزادہ قطب نثار، رضی شیرازی علی پوری اور مکتبہ نبویہ کا چاک و چوبند عملہ ہمارے شکر و سپاس کا مستحق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرقعِ مجددیہ "روضۃ القیومیہ القیومیہ" المجدیہ ان حضرات کی شبانہ روز مساعی جلیلہ کا نتیجہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ ﷺ وَآلُصَّلٰی عَلٰی رُسُلِهِ الْکَرِیْمِ

افتتاحیہ

از رشحاتِ قلم، مجددی حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک و ہند میں بہت سے مفکرین و مجددین ہوئے جن میں چار نہایت ممتاز ہیں۔

۱۔ شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۴۲ھ / ۱۶۲۳ء)

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۶۳ھ / ۱۷۶۳ء)

۳۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)

۴۔ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی (م ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۵ء)

ان چاروں مفکرین میں بعض حیثیات سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نمایاں نظر آتے ہیں مختلف محققین نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اس امتیاز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے۔

شیخ احمد — جو شاہ ولی اللہ اور اقبال سے پہلے اسلامی ہند کے نہایت ہی طاقتور مملکت گزرتے ہیں — دمرت برصغیر پاک و ہند بکرم عالم اسلام کے علامہ صوفیہ میں اعلیٰ ترین مقام کے مالک ہیں ترجمہ انگریزی، ۱۷

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی فضیلت کو پاک و جہند کے اکثر علماء و صوفیہ نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جا بجا آپ کی کتابوں سے حوالے دیے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم و فقیہ، حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و ارشادات سے استدلال فرمایا ہے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے، حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ (د ۱۳۶۲ھ) نے بھی استدلال کیا ہے اور دوسرے صاحبزادے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں مظلہ العالی نے مولانا عبد الغفار رام پوری کی کتاب آثار المبتدین لاہرام جبل اللہ الثمین کا تقاب کرتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا دفاع کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں بعض حضرات نے جو یہ لکھا ہے کہ آپ نے غور و خوی تجویز فرمایا صحیح نہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی کے متعلق بھی بعض لوگوں نے اسی قسم کا اظہار خیال کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم، مآ عبدالمکیم

۱۔ (۵) احمد رضا خاں، انوار الاقمار فی صلوۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) مطبوعہ بریلی، ص ۳۸

۲۔ (۶) احمد رضا خاں، الحاد الکاف فی حکم اضعاف (۱۳۱۳ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۶

۳۔ (۷) احمد رضا خاں، الکوثر الشہابیہ فی کلمات ابی الواب (۱۳۱۴ھ) مطبوعہ مکتبۃ (۱۳۱۵ھ) ص ۵۱، ۵۲، ۵۳

۴۔ (۸) حامد رضا خاں، سلامۃ اللہ لاصل المسئد من سبیل المناوی فی فضیلتہ (۱۳۳۲ھ) مطبوعہ بریلی، ص ۵۷

۵۔ (۹) مصطفیٰ رضا خاں، متل کذب و کبیر، مطبوعہ بریلی (۱۳۳۲ھ) ص ۵۶، ۵۵

۶۔ (۱۰) نظامی بلوچی نے اس خیال کا اظہار کیا ہے، ملاحظہ ہو قاموس الشاہیر، جلد اول، مطبوعہ دارالین، ۱۳۳۲ھ

۷۔ (۱۱) ۱۹۲۴ء، ص ۶۷۔ اسی طرح فیض عالم مدینی نے بھی یہی بات کہی ہے، ملاحظہ ہو اختلاف امت کا المیہ

۸۔ (۱۲) مجموعہ (۱۳۹۲ھ) ص ۳۸۰

۹۔ (۱۳) مولوی حسین احمد دیوبندی نے یہ الزام لگایا ہے اور امام احمد رضا کو تہال الہدیین لکھا ہے (الشہابیہ ثقبہ ص ۴)

۱۰۔ (۱۴) ملاحظہ ہو عربین شریفین میں شیخ موسیٰ علی شامی دروہری مدنی نے آپ کو الحمد للہ الامم تحریر فرمایا ہے۔

۱۱۔ (۱۵) دائرہ مضامین ص ۴۴، اور ملاحظہ اکتب الحرم شیخ اسماعیل بن سیدیل بن توفیق لکھا ہے۔

۱۲۔ (۱۶) قول لوقیل فی حقہ اند مسجد و هذا الثمن لکان حقاً و صدقاً (حسام الحرمین، ص ۱۴۱)

سیالکوٹی (د ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۸۱ء) نے حضرت مجدد کے نام ایک مکتوب میں اس لقب سے نوازا۔ پھر یہ لقب زبانِ روز خاص و عام ہو گیا، حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت مجدد کے چودھویں تہد سلطان شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی دہلی

کابل تھے۔ پانچویں تہد حضرت امام رفیع الدین شیخ جلال الدین بخاری (د ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء) کے ہمراہ

ہندوستان تشریف لائے اور سہرورد (سرگند) آباد کیا۔ اسی شہر میں سلسلہ میں حضرت مجدد کی ولادت ہوئی۔

حضرت مجدد کے والد کا نام گرامی شیخ عبدالاحد (د ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء) تھا۔ شیخ عبدالقدوس

لکھنوی (د ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء) کے صاحبزادے شیخ رکن الدین (د ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء) سے آپ کو سلسلہ تاقیہ

پشتینی میں اجازت و ملاقات حاصل تھی۔ حضرت شیخ عبدالاحد جلیل القدر عالم و عارف تھے۔

حضرت مجدد نے بیشتر علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔ ان کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری،

مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بھلول بدیشی وغیرہ سے علوم معقول و منقول کی تحصیل فرمائی۔ اسارت قلعہ

گوایا کے زمانے (۱۰۲۸ھ/ ۱۰۲۹ھ) میں قرآن کریم حفظ کیا۔ تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً

۹۹۰ھ میں دارالسلطنت اکبر آباد (اگرہ) تشریف لائے اور یہاں دربار اکبری کی دواہم شخصیتوں یعنی

ابو الفضل اور فیضی کے ساتھ صحبتیں رہیں۔ فیضی کی تفسیر سوانح الالہام (د ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء) میں ایک جگہ آپ

نے اس کی مدح بھی کی۔ لیکن بعد میں ان دونوں مجاہدوں کی بے راہروی کی وجہ سے حضرت مجدد نے

۱۔ (۱۷) وکیل احمد مکندر پوری، جدید مجددیہ، مطبوعہ دہلی (۱۳۵۹ھ/ ۱۸۹۱ء) ص ۹۸۔

۲۔ (۱۸) شاہ محمد فضل اللہ عمدة المقامات، مطبوعہ لاہور (۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) ص ۹۹۔

۳۔ (۱۹) محمد شمس کشمی، زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور (۱۳۵۵ھ/ ۱۸۹۱ء) ص ۸۹-۹۱۔

۴۔ (۲۰) محمد شمس کشمی، زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور (۱۳۵۵ھ/ ۱۸۹۱ء) ص ۹۹-۱۰۳۔

۵۔ (۲۱) محمد شمس کشمی، زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور (۱۳۵۵ھ/ ۱۸۹۱ء) ص ۱۰۳-۱۲۸۔

۶۔ (۲۲) مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب ۴۳، محمد شمس کشمی، زبدۃ المقامات، ص ۱۳۲۔

کنار کشی اختیار کر لی حضرت مجدد اپنے والد ماجد شیخ عبداللہ کے ہمراہ اکبر آباد سے واپس سرحد روانہ گئے۔ راستے میں تھانیر کے شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد کا عقد ہو گیا۔ شیخ سلطان، اکبر بادشاہ کے مقررین میں تھے۔ اس طرح اہل خاندان کا شاہی دربار سے ایک گونہ تعلق ہو گیا اور تبلیغ وارشاد کی ایک نئی راہ کھل گئی۔

حضرت مجدد کا سلسلہ طریقت متحدہ واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ ۲۱ واسطوں سے، سلسلہ قادریہ ۲۵ واسطوں سے اور سلسلہ چشتیہ ۲۷ واسطوں سے۔ سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد شیخ عبداللہ سے بیعت تھی اور اجازت و خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کیل سے غرق خلافت حاصل تھا۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت خواجہ باقی محمد (م ۱۱۳۰ھ) سے مستفیض ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت حاصل کی اور آسمانِ علم و عرفان پر آفتاب بن کر چمکے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی نظر میں جو حضرت مجدد کا مقام و مرتبہ تھا وہ زبدۃ القادریات القدس اور مجمع الاولیاء وغیرہ معاصر کتب تاریخ و سیر سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت مجدد کی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد حکومت سے ہوا اور چنانچہ بادشاہ کے عہد حکومت میں کوششیں بار آور ہوئیں۔ اسی عہد میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی اصلاحی کوششوں کا جائزہ لینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تاریخی پس منظر پیش کر دیا جائے تاکہ ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے۔

۱۔ محمد باقلم شمس زبدۃ المقامات، ص ۱۵۹

۲۔ محمد دالت ثنائی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مطبوعہ انجمن ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ء، مکتوب ۸۰

۳۔ محمد باقلم شمس، زبدۃ المقامات، ص ۱۳۵

۴۔ اڈا آدم بھڑی، علوم و معارف ائمہ اربعین، لاہور، ص ۱۲۵ (۱۳۲۶ھ) ورق ۲

۵۔ ابد محمد بنی، زاد اکاوی، انوار العارفین، ص ۱۱۸ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ کھنڈ ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء، ص ۴۳۰-۴۳۹

۶۔ محمد باقلم شمس، زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۵ (۱۲۹۹ھ) / ۱۸۷۶ء، ص ۲۱۹-۲۱۸

پہلے دور میں اکبر ایک مخلص مسلمان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ دوسرے دور میں فقیر و سیکری میں عبادت خانے کی تعمیر ہوتی ہے، جہاں علمائے اسلام مباحث علمیہ میں معروف نظر آتے ہیں، رفتہ رفتہ یہاں عیسائی پادریوں اور اربابِ قتل کا عمل دخل ہو جاتا ہے اور بات گھٹنے لگتی ہے۔ دوسرا دور قیسرے دور کا نقطہ آغاز تھا۔ تیسرے دور میں دین الہی کا آغاز ہوا اور وہ کچھ ہوا جو ناگفتنی ہے، ہر وہ کام کیا جانے لگا جو اسلام کے سراسر منافی ہے مثلاً کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اکسب خلیفۃ اللہ پڑھا جانے لگا، گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی۔ خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا۔ شراب اور خمر عام ہو گیا، اکبر نے علماء کو بالخصوص شراب پلائی، عورتوں کی بے حجابی عام ہو گئی۔ پروردگار پابندی لگادی گئی۔ زمین بوس کے نام سے سجدہ کا آغاز کیا گیا۔ عالم دعویٰ سب بادشاہ کے آگے سجدہ کرنا ہونے لگے، بعض مساجد ڈھادی گئیں اور مذہبی عریہ سہا کر دیے گئے، دار و حیان مندر وادی گئیں اور شعار اسلام کا برسر عام مذاق اڑایا جانے لگا۔ اس ساری غرابی میں بعض علمائے دین کی باہمی حقیقت پسندی، دنیا سے محبت، مختلف ادیان کے علماء کی اکبر سے ملاقات، اکبر کی جہالت و بے علمی، ہندو عورتوں کی حرم شاہی میں شمولیت اور ہندو سیاست کا بڑا دخل ہے۔ عہد اکبری کے ایک بے ہک و نڈر مؤرخ، محمد عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں عہد اکبری کے چشم دید پرستیدہ حالات لکھے ہیں۔ عہد اکبری کے مشہور شاعر ملا شبیری بیباکوئی نے تو اپنے ملازمی قطعہ میں اکبر کے

۱۔ عہد اکبر، ی کو مندر جو ذیل ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دور :- ۱۵۶۲ء / ۱۵۵۶ء تا ۱۵۸۳ء / ۱۵۷۵ء

دوسرا دور :- ۱۵۸۳ء / ۱۵۷۵ء تا ۱۵۸۹ء / ۱۵۷۷ء

قیسرا دور :- ۱۵۸۹ء / ۱۵۸۳ء تا ۱۶۰۵ء / ۱۶۰۵ء

۲۔ ملاحظہ فرمائیں :- منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۵ (۱۲۹۹ھ) / ۱۸۷۶ء، ص ۲۱۹-۲۲۰، ۲۲۱-۲۲۲

۳۔ ۲۶۱، ۲۹۹، ۵۲۹، وغیرہ وغیرہ

دعویٰ نبوت اور دعویٰ الہیت کا ذکر کیا ہے۔

بادشاہ امسال دعویٰ نبوت کر رہا است

گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

عہد اکبری کے مورخ نظام الدین احمد نے طبقات اکبری میں اس معضنامہ کا ذکر کیا ہے جو اکبر کے دعویٰ نبوت کی تمہید ثابت ہوا لیکن نظام الدین احمد نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے ایک جابر و طاہر بادشاہ کے جوئے کھل کر کھٹنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ابو الفضل کی آئین اکبری لکھنے اکبر کی بے راہ روی سے متعلق بہت سی باتوں کا بالواسطہ علم ہوتا ہے۔ ابو الفضل کا انداز مورخانہ نہیں خوشامداز ہے۔ ابو الفضل نے اکبر نامہ میں بھی یہی طرز اختیار کیا ہے مگر کچھ بھی بہت سے سرسبز راؤ معلوم جاتے ہیں۔

عہد جاہلی کے مورخ محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی نے اپنی تاریخ فرشتہ میں (۱۶۶۱ء تا ۱۶۸۱ء) اکبر کے بعض چشم دید حالات لکھے ہیں مگر حالات کے دباؤ کی وجہ سے اس نے بہت سی باتوں کو چھپا دیا ہے۔ ای ڈی اے فریڈ آبادی، تاریخ مسلمانان پاکستان، مجلد ۱، ص ۲۶۹، بحوالہ منتخب التواریخ، مجلد دوم، ص ۲۵۰۔ وہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر کے انتقال پر شیخ فرید بخاری کے نام جو تعزیتی خط ارسال فرمایا ہے اس سے اکبر کے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو

عبدالحق محمود مکتیب وال رسائل، مطبوعہ دہلی، ۱۳۱۵ھ/ ۱۹۰۲ء - ۱۳۳۰ھ (مسعود)

۱۔ طبقات اکبری، مطبوعہ کھنؤ، ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء

۲۔ ایضاً، ص ۳۲۳ - ۳۲۴

۳۔ آئین اکبری، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۵ء

۴۔ مورخین نے ابو الفضل کی خوشامد و چاپلوسی کا ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمائیں: لے شارٹ ہٹری آف انڈیا، مطبوعہ

لندن، ۱۹۵۵ء، ص ۱۱۱

۵۔ اکبر نامہ، مطبوعہ کھنؤ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۸۶۵ء۔ تاریخ فرشتہ، مطبوعہ علامہ، ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء۔

۔۔۔ اس عہد کی ایک اور کتاب، خلاصۃ المعارف فی اسرار العقائد (۱۰۳۵ھ/ ۱۶۲۶ء) میں شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ نے بہت سی گرائیڈوں اور بے راہ رویوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی عہد کے ایک مورخ معتمد خان نے جہانگیر نامہ میں اکبر کے بعض حالات لکھے ہیں جن کی عہد اکبری کے مورخوں کے بیانات سے تصدیق ہوتی ہے، بالواسطہ بھی اور بلا واسطہ بھی۔

عہد جاہلی کے مورخ محمد کاشم خانی خاں نے اپنی تاریخ منتخب الباب (حصہ اول) میں بعض ایسے حالات لکھے ہیں جن سے بالواسطہ اکبر کی بے راہ روی کا علم ہوتا ہے، مگر اس نے بعض مقامات پر اکبر کا دفاع کیا ہے۔ اس میں جہانگیر کی شراب سے توبہ، شاہجہان کی شراب نوشی اور پھر توبہ کا ذکر ہے۔

عہد شاہجہانی کے صاحب دبستان مذاہب نے بھی ایسے حقائق لکھے ہیں، جن سے آخری دور میں اکبر کی بے راہی کا اندازہ ہوتا ہے۔ صاحب دبستان مذاہب ایک ایسا مورخ نظر آتا ہے جس نے ہر قدم پر نور غازی آن کو قائم رکھا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں ۲۰ سے زیادہ مذاہب دیان کا ذکر کیا ہے، پھر بھی یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ کھٹنے والے کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ بعض محققین اس کا نام محسن خانی بتاتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ پارسی تھا، واللہ اعلم

عہد شاہجہانی کے ایک اطالوی تیارچ نکولس مینونکی نے دین الہی کی اختراعات کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکبر نے سکندر میں ایک باغ کے اندر اپنا مقبرہ بنوایا تھا۔ باغ کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلوب ہونے اور حضرت مریم کی تصاویر تھیں۔ اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں ان کو ختم کروایا اور غنیمتی پھر وادی۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے جب اورنگ زیب شیلوہی

۱۔ جہانگیر نامہ، مطبوعہ کھنؤ، ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۵ء۔

۲۔ دبستان مذاہب، مطبوعہ مینونکی، ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء

۳۔ نکولس مینونکی، ۱۳۵۵ء میں تقریباً اس کی عمر ۶۰ کے پہنچا اور شہزادہ داراشکوہ کے ہاں تو پہلے میں بھرتی ہو گیا۔ ۱۶۵۵ء میں داراشکوہ اور اورنگ زیب کے مابین جنگ میں یہ دلا کی طرف لڑا۔ داراشکوہ کے قتل کے بعد وہ بھی شیلوہی مسعود

سے برسرِ پیکار تھا تو باغی اس مقبرے میں گھس آئے، تمام طلائی سامان اور جواہرات لوٹ لئے۔ قبر کو دگر اکبر کی ہڈیاں نکالیں اور ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

پروفیسر محمد حبیب اور پروفیسر محمد اسلم نے اپنی تصانیف میں عہد اکبری کی بہت سی بدعات اور گمراہیوں کا ذکر کیا ہے، جن کی دسترس میں معاشرتا نہیں رہیں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جن مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے جدوجہد کی۔ بقول کے۔ ایم پائیکنگ وہ یہ ہیں اہم مقاصد تھے۔

(ا) قومی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے مفاہمت

(ج) متحدہ ہندوستان

یہ تینوں مقاصد حضرت مجددِ ثانی علیہ الرحمۃ کے مقاصدِ جلیہ کی ضد تھے۔ حضرت مجدد نے مندرجہ ذیل تین مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کی۔

(ا) اسلامی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے عدم مفاہمت

(ج) اسلامی ہند کی تعمیر

انہیں مقاصد کے حصول کے لئے چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی نے بھرپور جدوجہد کی

۱۔ مجلسِ بینک، فاضلین، متعلیہ، مترجمین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۲۲۔

۲۔ محمد حبیب، انڈین مسلم، مطبوعہ لندن، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

۳۔ محمد اسلم، دین الہی اور اس کا پس منظر، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء۔

۴۔ کے ایم پائیکنگ، اے سرشے آف انڈین ہسٹری، مطبوعہ ممبئی، ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء، ص ۱۵۵۔

۵۔ (۱) محمد سعید فاضل بریلوی اور ترک ممالک، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

(ب) محمد جلال الدین، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء۔

نندہ سہروردی، تحریک آزادی ہند اور اسواذِ اعظم، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء۔

حضرت مجددِ ثانی علیہ الرحمۃ نے ان مقاصد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل شعبوں میں بھرپور جدوجہد کی اور اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔

(ا) شریعت و طریقت

(ب) سیاست و حکومت

(ج) معاشرت و معیشت

عوام و خواص شریعت سے بیگانہ نہ ہوتے جا رہے تھے۔ آپ نے اپنے علمی مکالمات اور کتب کے ذریعہ آشنائے شریعت کیا۔ بیشتر صوفیہ طریقت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر گمراہ ہو رہے تھے، آپ نے ان کو طریقت کا وقت کار بنایا۔ نظریہ وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات کی بنا پر ایک عالمِ گمراہ ہو رہا تھا، آپ نے اس نظریہ کی لاج رکھی اور اس کے ساتھ نظریہ وحدۃ الشہود پیش کیا، جو دل و دماغ دونوں سے قریب تھا۔ یہی نظریہ تھا جس نے فخرِ اقبال میں ایک انقلاب پیدا کیا اور ایک نئی روح پھونکی۔ حضرت مجدد ہوتے تو اقبال نہ

۱۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوبات ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳۔

۲۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوبات ۸۳۔ نیز ملاحظہ کریں: تذکرہ مجددِ ثانی، مطبوعہ کھنڈر، ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳۔

۳۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوبات ۹۱۔ دفتر دوم، مکتوبات ۳۳۔

۴۔ فخرِ اقبال، تعلیماتِ مجددیہ جو اثرات مرتب کئے وہ اقابیات کی ایک اہم کڑی ہے جس کی طرف محققین نے

اجتماعِ کلمۃ حق توجہ نہیں دی۔ اس سلسلے میں ما قلم نے مندرجہ ذیل تین مقالات نظم بند کے اور لاف و براہین سے

حضرت مجدد سے اقبال کی حقیریت اور انکارِ اقبال پر انکارِ مجدد کے اثرات کو بیان کیا اور یہ ثابت کیا کہ اقبال کے تصور

نورانی میں سببِ فراغِ حضرت مجدد کا نظریہ وحدۃ الشہود ہے، (۱) ملازِ اقبال اور حضرت مجددِ ثانی، مطبوعہ اقبال پریس لاہور،

۱۹۵۲ء، ص ۳۲، (۲) اقبال کے عقدِ نورانی میں مقامِ حبیب، مطبوعہ اقبال پریس لاہور، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، (۳) شریعت

و طریقت، اقبال کی روشنی میں، مطبوعہ اقبال پریس لاہور، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، عرصہ ہزار تینوں مقالات کی بابت میں متفقہ کہ

صاحبزادہ میل احمد شریقی نے یہ غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی۔ انشاء اللہ العزیز وہ شائع کریں گے۔ (سعود)

ہوئے۔ حضرت مجدد اقبال کی آرزو متناقص تھی۔

تین سو سال سے ہیں ہمت کے میخانے بند

اب مناسب ہے تیرا فیض ہر عام اے ساتی

سیاست و حکومت میں حضرت مجدد نے جو اہم کام انجام دیے وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلافت و قومی نظریہ کا اعلان تھا۔ اپنے سیاسی مفاد کے حصول کے لئے اکبر نے دین الہی کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی، اس دین کا مقصد وحید می تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے۔ اسی نتیجے پر چودھویں صدی ہجری میں مشرکانہی نے کام کیا۔ بہر کیف حضرت مجدد نے اس کے خلافت کو تجدید و جہد کی اور یہ دین اپنی موت مر گیا اور رفتہ رفتہ اس کے اثرات بھی زائل ہو گئے۔ چنانچہ پاکستان ہندو کی تالیف:۔ اے شادرت ہندو کی آفت ہندوستان کے نولٹ نے لکھا ہے۔

جہاں گیر کی تخت نشینی کے بعد دین الہی اپنی موت مر گیا۔ بہر کیف اس الحاد و ارتداد کے خلاف جہاد وادارہ ادا تھاں گئی وہ شیخ احمد کی آواز تھی، جن کو حضرت مجدد دالت ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد نے اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلافت و قومی نظریہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ ہندو اسلام دو علیحدہ حقیقتیں ہیں جو کسی طرح یکجا نہیں ہو سکتیں۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت سے مکتوبات تحریر فرمائے آپ کی گوششیں دور جہاں گیری میں بار آور ہوئیں اور جہاں گیر نے امر نذہب و سیاست میں مشورے کے لئے علامہ کا ایک کمیشن مقرر کیا۔

اس کے بعد درشا جہانی اور پھر دور عالم گیری میں حضرت مجدد کی مساعی نے اپنا رنگ

۱۔ اے شادرت ہندو کی آفت ہندوستان، مطبوعہ کراچی، ۱۹۳۵ء، ص ۲۹۸

۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵ - ۸۱ - ۱۶۳ -

۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۳، بنام شیخ فرید بخاری۔

دکھایا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے دور عالم گیری کو حضرت مجدد کی مساعی کا نقطہ عروج قرار دیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ حضرت مجدد کی سیاسی تعلیمات کے اثرات آنے والی چار صدیوں پر بہت گہرے پڑے۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے لکھا ہے:-

شیخ کے اثرات مغرب میں افغانستان، وسط ایشیا اور سلطنت عثمانیہ تک اور مشرق میں ملایا اور انڈونیشیا تک پھیل گئے۔ (ترجمہ انگریزی)

چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور ڈاکٹر محمد اقبال نے حضرت مجدد کے قومی نظریہ کے احیاء کے لئے سخت جدوجہد کی۔ اس صدی میں دوسرے علماء نے بھی گوششیں کیں مگر ان کی گوششیں مصلحتوں کا شکار ہو کر ایسے نشیب و فراز سے گزریں کہ تودخ کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ گوششیں خاص اسلام کے لئے تھیں یا خلق آزادی کے لئے۔ بہر کیف گیارہویں صدی ہجری میں حضرت مجدد ہی وہ بطل میل نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام اور نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگا کر غائبہ قوم کو بیدار کیا اور ایک نئی روح پیدا کر دی۔ ڈاکٹر حفیظ ملک نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فی الحقیقت آنے والی نسل کو شیخ احمد نے بے حد متاثر کیا۔ ان کا نعرہ تھا چلو

چلو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلو۔ مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے یہ

۱۔ اشتیاق حسین قریشی، مقدمہ ہندو کی آفت فریدم مونس، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ۱۹۳۵ء، ص ۲۰

۲۔ اشتیاق حسین قریشی، مسلم کیونٹی آف انڈیا پاکستان، ص ۱۵۲۔

۳۔ کیا ت اقبال کے نام سے اقبال کے فارسی کلام کا مجموعہ ایران شائع ہوا ہے جس کا دیباچہ احمد رشید نے لکھا ہے۔ اس دیباچے میں مصنف نے جو تیرہ ایک ہندو صرف ہند کے نام سے یاد کیا ہے اسلام اور ہندو اور ایک قرار دیا ہے اور ہندو اور کو دیکھتا ہے تعبیر کیا ہے زمانہ اندہ۔ مسرگامی کو گاندھی بزرگ کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے آگے سر نیا زخم کیا ہے۔

۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۳، بنام شیخ فرید بخاری۔

نعرہ نہایت ہی دُور رس نتائج کا حامل ہوا۔۔۔۔۔ ان کی تعلیمات نے معا
فکر مسلم کو بنیادی طور پر متحرک کیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو لادینی بنانے کی
مخالفیت کی۔

ہندوستانی مسلم معاشرے اور معیشت کی اصلاح کے لئے بھی حضرت مجدد نے بھرپور کوشش کی۔
آپ کے کتبہات شریعت اور دوسری تصانیف کے مطالعے سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مذہب و سیاست اور معاشرت کی اصلاح کے لئے
جو جدوجہد فرمائی اس کو مختلف ادوار پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً

۱) دورِ اکبری ۱۵۵۶ء تا ۱۵۸۵ء

۲) دورِ جہانگیری ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء

• قیدِ جہانگیری سے پہلے ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء

• قیدِ جہانگیری کے بعد ۱۶۰۵ء تا ۱۶۱۹ء

• جہانگیر کے شعوں ۱۶۱۹ء تا ۱۶۲۷ء

• جہانگیر کے ٹھکرے یا بونے کے بعد ۱۶۲۷ء تا ۱۶۲۸ء

اکبر کا آخری دورِ حکومت حضرت مجدد کی اصلاحی اور تبلیغی مساعی کا نقطہ آغاز ہے۔
جہانگیری دور میں یہ مساعی تیز تر کر دی گئیں۔۔۔۔۔ پھر اسی دور میں قلعہ گوالیار میں آپ کی نظر بندی
نے آپ کی اصلاحی کوششوں کے اثرات کو عوام و خواص اور حکومت و ملت میں دیر پا اور مستحکم بنادیا۔
حضرت مجدد کی اسیری ۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء اسلامی نظامِ حکومت کے لئے رحمتِ بگینی
اور پُر خاں دادیاں صاف ہو گئیں۔

۱) ڈاکٹر حفیظ محمد، اسلام شناسان، انڈیا، پاکستان، مطبوعہ رشکون، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء، ص ۵۵

۲) مکتوباتِ ام ربانی، دفترِ اَوّلِ مکتوب، ۱۹۱۱ء۔

۳) حضرت مجدد کی اسیری پر بحث کرتے ہوئے بعض حضرات نے نہایت غاں کی غلامت کا اہل (باقی مکتبہ پر)

حضرت مجدد اپنی اسارت کے تیغوں اور ارمیں منزل مقصود کی جانب رواں دواں نظر آتے
ہیں، یعنی نظر بندی (۱۵۸۵ء تا ۱۶۰۵ء) جبکہ آپ ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رہے۔۔۔۔۔ دورِ
پابندی (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) جب آپ تقریباً پانچ سال جہانگیر کے لشکر میں رہے۔۔۔۔۔ دورِ
زبان بندی (۱۶۲۷ء تا ۱۶۲۸ء) جب آپ تقریباً چھ ماہ اپنی خانقاہ (سرمنہ شریف) میں غفلت گزریں
رہے اور آخر اسی غفلت گزینی میں ۲۹ صفر ۱۰۲۸ھ کو وصال فرمایا۔

حضرت مجدد نے اسلام کے لئے اپنا تین دن وین سب کچھ نڈا دیا۔ ایک عربیت پسندی کی یہی
شاندار مثالیں پیش کریں جس سے مردہ دل زندہ ہو گئے اور ایک عظیم انقلاب آگیا۔۔۔۔۔ بادشا
کے حضورِ مجتہد غنیمی زمین بوس ہو قوف کر دیا گیا، گائے کی قربانی عام ہو گئی اور سب سے پہلے خود
جہانگیر نے قلعہ کا ٹکڑا میں حضرت مجدد کی موجودگی میں گائے ذبح کرانی۔ یہ شراب پر پابندی لگا دی

(باقی مکتبہ سے آگے) محرک اسی اسیری کو قرار دیا ہے مثلاً

۱) ایس۔ ایف۔ محمود، شہادتِ مشرقی، اسلام، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء، باب ۳، ص ۵۴

۲) ڈاکٹر حفیظ محمد، ارقی، فلسفیانِ اسلام، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء، ص ۲۰۰

۳) جی الانا، آفر فریم، ناٹرس، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء، ص ۲۰ وغیرہ وغیرہ

تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت مجدد کی اسارت اور جہانگیرتِ خاں کی غلامت میں
کئی سال کا فاصلہ ہے صاحبِ وقت، قیصرِ مغل، اکبر ۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء (میر منور) ابو الفیض کمال الدین محلہ اسی نے
بہت سی باتیں غیر غلط و گھڑی ہیں، یہ بات بھی وہیں سے لی گئی ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ جہانگیرتِ خاں حضرت جہانگیر کا
مستقل تھا اور ممکن ہے حضرت مجدد کی اسارت کا جذبہ کئی سال بعد جوش میں پیدا ہوا، جو خود جہانگیر
کی اسارت پر منتج ہوا۔ (مسعود)

۱) بدر الدین سرور، احوالِ احمدی، مطبوعہ ساگر پورٹ، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۱۸

۲) تزکِ جہانگیری، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء، ص ۹۹

حضرت مجدد کی باقیات صالحات میں اولاد امجاد تصانیف اور خلفاء یادگار ہیں۔
— اولاد میں سات صاحبزادے ہوئے جن میں سے پانچ حضرت مجدد کی حیات ہی میں انتقال کر گئے، باقی دو صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید (م ۱۲۶۱ھ/ ۱۸۶۱ء) اور حضرت خواجہ محمد مصحح (م ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۶۵ء) نے بڑا نام پیدا کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ان دونوں صاحبزادگان سے گہرے مراسم تھے۔ بلکہ حضرت عالمگیر، خواجہ محمد مصحح علیہ الرحمہ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ ایک اور موقع پر خواجہ موصوف نے عالمگیر کی درخواست پر اپنے صاحبزادے خواجہ بیعت الدین (م ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۹۲ء) کو عالمگیر کے اصلاح باطن کے لئے لال قلعہ دہلی بھیجا جہاں انھوں نے قیام فرما کر عالمگیر کی روحانی تربیت فرمائی تھی۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا پر سے (شہزادے آگے) اس کی نسبت تعزیراً ڈالر دو سو پچیس ہے۔ محترم بشیر حقائق صاحب کی فہرست کتب سے واقف کو یہ مقدار معلوم ہوا۔

اس مقالے میں فرمایا ہے حضرت مجدد کے اسے میں منفی انداز کو اختیار کیا ہے۔ اکبری پالیسی کے خلاف حضرت مجدد کی ساری پھر جاگیر شہزادوں اور اعلیٰ اورنگ زیب عالمگیر پر آپ کے اور آپ کی تعلیمات کے اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی غیر مؤثر خاکہ کشی کی ہے کہ دوسرے مروجین نے اس باب میں جو مثبت انداز فکر اختیار کیا ہے صحیح نہیں۔ — تیسویں صدی عیسوی میں حضرت مجدد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا، فرمایا ہے اس کو بھی اچھا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ حضرت مجدد کو عالمی سیاسی اور روحانی پیشوا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، یہ خیالی بیرونی صدی کی بہادر سہ ہے۔ واقف کے خیال میں بنیادی طور پر یہ مقالہ ان اثرات کو زائل کرنے کے لئے لکھا گیا ہے جو گذشتہ برسوں میں حضرت مجدد پر شائد کام کے نتیجے میں ترتیب پائے گئے۔ لیکن اس کی جڑیں میں ہی قسم کے کام چبے ہیں (مسودہ)

لے ملاحظہ فرمائیں: مکتوبات سعید، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

دہلی مکتوبات مصوریہ، مطبوعہ کھنڑ، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

لے محمد امین، مقامات احمدیہ و ملفوظات مصوریہ، ص ۱۰۸

لے دہلی مکتوبات مصوریہ و مکتوبات احمدیہ، (اب) مستند خان، اثر نام گیری، مطبوعہ گلشن، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء، ص ۸۰

عالم اسلام پر اس کی کیا ہے کہ انہوں نے نظام مصطفیٰ نافذ کیا اور دولاکھ کے خرچ سے نزاری مالگیری مرتب کر لی جو آج بھی تھ صغیہ کا ایک عظیم ماخذ ہے اور خانوادہ مجددیہ کا عالمگیر پر احسان ہے اس لئے یہ کتاب بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد اور ان کے خلفاء کا عالم اسلام پر احسان ہے۔
خانداں مجددیہ اور عالمگیر کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر شیخ محمد کلام نے لکھا ہے:
تاریخی حیثیت سے اورنگ زیب اور حضرت مجدد کے خاندان کے درمیان جتنی طور پر روابط تھے اور حقیقت قابل توجہ ہے کہ قربانہ تمام اقدامات جو اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے متعلق تھے حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں ان سب اقدامات کی پُر زور تبلیغ و تلقین فرمائی تھی۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد کی تصانیف میں ان کے نزاری مکتوبات شریف زیادہ شہور ہوئے، تین مکتوبات پر مشتمل ہیں اور علوم و معارف کا خزینہ ہیں، ۱۳۱۶ھ/ ۱۹۰۶ء میں ان کا عربی ترجمہ مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔ نزاری اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن پاکستان و ہندوستان اور ترکی سے شائع ہو چکے ہیں۔ مکتوبات شریف کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

اثبات النبوة، مبادی و معاد، مکاشفات غیبیہ، معارف لذیذہ، رد الرافضہ، شرح رباعیات خواجہ بزرگ، رسالہ تعلیم دلائل، رسالہ مقصود الصالحین، رسالہ در مسئلہ وحدۃ الوجود، آداب المریدین، رسالہ جذب و سلوک، رسالہ علم حدیث وغیرہ۔

حضرت مجدد کی بیشتر نگارشات کی حیثیت خالص تخلیقی ہے۔ ایسی تخلیق قبول اقبال جس کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور انگریزی زبان میں ہر وسعت و ہم گیری ایسے الفاظ سے خالی ہے جو افکار مجدد کی ترجمانی کر سکیں۔ — حضرت مجدد کے خلفاء کی تعداد بھی کم نہیں، خلفاء میں صاحبزادگان کے علاوہ بہ حضرات زیادہ مشہور ہیں: خواجہ محمد ہاشم کشمی، خواجہ میر محمد نعمان بڑا بٹوی

لے محمد اکرم، ہنسی آن سلم، پبلیشرین ان انڈیا، پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء، ص ۱۰۱

لے تشکیل جدید الہیات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء، ص ۲۹۸، ۲۹۹

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی شیخ محمد طاہر لاہوری، شیخ اکرم بنوری، شیخ بدیع الدین سرہندی وغیرہ وغیرہ۔
حضرت مجدد کے عہد مبارک سے لے کر آج تک یہ شمار علماء و صوفیہ نے آپ کو غزلی حقیقت
پیش کی ہے لیکن دور جدید کے تارکین کے لئے حقیقت مندوں کا غزلی عقیدت پیش کرنا زیادہ
وزن نہیں رکھتا، اس لئے یہاں صرف ان حضرات کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت
مجدد کو تاریخ کے آئینے میں دیکھا ہے، جو حقیقت مند و ارادت مند نہیں بلکہ مورخ و محقق ہیں۔
(۱) مشہور مورخ و محقق ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں۔

جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی آگے آئے، آپ کی
مسلک کو مشرکوں سے تحریک احیائے دین کا آغاز ہوا، چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی
سطح پر جو کشمکشیں کی گئیں وہ اکبر، جہاںگیر، شاہ جہاں اور درنگ زیب عالم گیر کے درباروں کی بدلتی
فضا میں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور اتحاد کا نقطہ عروج تھا، جہانگیر کی
تحفہ نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہو گیا ہے، شاہ جہاں اگرچہ ایک پاراستی مسلمان تھا
لیہ ملاحظہ فرمائیں (۱) زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۹ھ/ ۲۱۸۔

(ب) شاہ غلام علی: مکتبہ شریفہ، مکتبہ اول، مطبوعہ لاہور، ۱۳۵۱ھ/ ۱۳۵۱۔

(ج) شاہ غلام علی: ایضاح الطریقہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۵۶ء، ص ۵۶۔

(د) تاملی شہزادہ، ارشاد الطالبین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۵۱ء، ص ۳۔

(ه) رحمان علی: تذکرہ علماء ہند، مطبوعہ کھنؤ، ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۳ء، ص ۱۱۔

(و) غلام علی آزاد بگڑی: سجدۃ الخوان فی آثار ہندوستان، ۱۳۵۶ھ/ ۱۸۸۵ء، ص ۴۷۔

(ز) حبیب الرحمن خاں شرانی: قرۃ العین، مطبوعہ جہاد آباد دکن، ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۲ء۔

(ح) صدیق حسن خاں: نقصان الجہود الاحرار، مطبوعہ بھولال، ۱۳۹۹ھ/ ۱۸۸۰ء، ص ۱۱۱، ۱۱۲۔

(ط) صدیق حسن خاں: ریاض المتامین، ص ۱۲۱، ۱۲۲۔

(ی) ابوالکلام آزاد: تذکرہ، مطبوعہ لاہور، ۲۵۵، ۲۵۶۔

اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی و عقل برداشت نہیں کرتا تھا، تاہم اس نے غیر مسلموں کو بھی مطمئن رکھا،
اور رنگ زیب عالم گیر مسلموں کا نشان نصرت تھا (ترجمہ انگریزی)
(۲) ڈاکٹر محمد سلیم غل سیاست پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دور جہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر غل سیاست پر حضرت مجدد کے اثرات کا کوئی ذکر نہ
کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے گی (ترجمہ انگریزی)

(۳) ڈاکٹر شیخ محمد اکرم غل سیاست و حکومت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بلاشبہ یہ کمنا زیادہ غلط نہ ہوگا کہ دور اکبری سے لے کر دور عالمگیری تک حکومت کی مذہبی
پالیسیوں میں جو نشیب و فراز آتے رہے وہ بڑی حد تک حضرت مجدد اور آپ کی تعلیمات ہی کی
وجہ سے آئے ہیں (ترجمہ انگریزی)

(۴) ڈاکٹر حفیظ ملک، ڈاکٹر اقبال پر حضرت مجدد کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شیخ احمد سرہندی کی عظمت اور جہانگیر بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیمی سے آپ کے انکار کو

ڈاکٹر اقبال نے بہت سراہا ہے۔ مسلمانوں کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دیں ان کو

غزلی حقیقت پیش کرتے ہوئے اقبال نے آپ کو ہندوستان میں ملت اسلامیہ کا روحانی نگہبان و

پاسان قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو خطرات اکبر بادشاہ کی مذہبی اور سیاسی بدعات و اختراعات میں

پوشیدہ تھے اللہ نے اس سے آپ کو بروقت آگاہ اور خبردار کر دیا (ترجمہ انگریزی)

(۵) مشہور محقق پروفیسر عزیز احمد پٹنویر پاکستان و ہند میں حضرت مجدد کی اسلامی خدمات کو سراہتے

ہوئے لکھتے ہیں:-

۱۔ اشتیاق حسین قریشی: مقدمہ ہندی آف می فریم مونیٹ عبداللہ مطبوعہ کراچی، ۱۳۵۶ھ/ ۱۳۵۶ء، ص ۲۰۔

۲۔ محمد سلیم: لے موشل ہندی آف اسلامک انڈیا، مطبوعہ کھنؤ، ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۵۶ء، ص ۱۲، حاشیہ۔

۳۔ ایل ایم اکرام: مسلم سولیزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۰۔

۴۔ حفیظ ملک: مسلم سولیزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ کھنؤ، ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء، ص ۵۵، ۵۶۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی نگارشات اور آپ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاد کو روکا۔ آپ نے مذہب کی حرکتیت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ متبع کیا۔ اسلامی ہند میں مذہبی تصوف یا فکری اسلامی کے سلسلے میں آپ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔ (انگریزی ترجمہ)

(۶) جمیل احمد، حضرت مجدد کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے خراج عقیدت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی تصنیف کلاسیک عقیدات میں آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے اسلامی فکر میں بہت سی ناہمواریوں کو درست فرمایا، آپ باطنی رہنمائی کے لئے شافی نمونہ تھے اور آپ نے بہت سے خفاقی مضموم کروا شکاف فرمایا۔ (ترجمہ انگریزی)

(۷) ڈاکٹر زبید احمد لکھتے ہیں :-

شیخ احمد سرہندی کو بجا طور پر مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے دوسرے ہزار کے صدوز میں ایک نئی روح پھونپی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکبر اعظم کی محدود سرگرمیوں کا مقابلہ کیا۔ (زبیر انگریزی)

قیوم اقل
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہندوی

دیباچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ الطَّاهِرِينَ الطَّاهِرِينَ اور حضرت قیوم البقیہ کی ادوار قدسیہ
پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے

حضرت قیوم اول امام اولیاء امت، امامہ صوفیہ ملت، خزانۃ الرحمۃ،
محبوب صمدانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ
بمک اولیا چوں او نزادہ محمد شہرہ چوں او ندادہ
زبد بیکش حدیث کہنہ نوشد کے داند کہ در عشقش گروشد
ہزار اندر چمن دستان گذار است کہ این گل رونق بارغ ہزار است
نغمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند چمن لب تشنہ نیمہ نگاہ اند
قیوم دوم حضرت امام محمد معصوم قطب المذنبی عروۃ الوثقی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی)

زہے عزت کہ رب العزتش ولو کہ بر سرتاج قیومیش نہباد

جہاں قائم باد او با حسد اوند
ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
کرم شد منصب قیوم اورا
علم شد نام در معصومی اورا
قیوم سوم = امام حزب اللہ حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
خلف الصدق حضرت خواجہ محمد معصوم

امام اولیاء شاہ ولایت
چنان روشن زرفے نور او
فقیران درش شاہان درویش
قیوم چہارم = حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان اولیاء خواجہ
محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (فرزند اکبر شیخ ابوالعلی دہلویہ حضرت خواجہ محمد نقشبند)
آن اختر رابع سموات
آن شاہ طہریت معظم
آن حق تم مظہر محمد
آن صدر امامت ولایت
سلطان خلافتش وظیفہ
آن خورشید نہایت ولایات
آن ماہ شریعت مکرم
آن کمال دین احمد
آن بدر حلافت جلالت
بر تخت خلیفہ بن خلیفہ
ان حضرات کی اولاد کرام اور خلفائے عظام پر بحق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
بے پناہ رحمتیں نازل ہوں

اس مختصر حمد و نعت کے بعد مسکین ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت
شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقیت مروج الشریعت حضرت
شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ
مبدع الف ثانی شیخ احمد سرسندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، ناظرین کی خدمت میں
عرض گزار ہے کہ اسلام کے یہ چار بروج اور دین کے یہ چار رکن اپنے کمالات کی

وصفوں کی وجہ سے احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ زبان کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف
بیان کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات
کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمن اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی ہیں۔ ان میں چار چار
حرف ہیں۔ محمد اور احمد حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اسم ہیں۔
ان میں بھی چار چار حرف ہیں۔ اسی طرح اسمائے الہی کے اُتھات یعنی اول و آخر
و ظاہر و باطن چار ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کتب سماوی یعنی تورات و زبور۔ انجیل و
اور فرقان چار ہیں۔ اور ملائک مقرب بھی چار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں۔ اصحاب مذاہب مجتہد امام چار ہیں۔ ارکان اسلام
یعنی کتاب، سنت، اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قرب الہی کے مقام یعنی شریعت و طہریت
حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں
چار ہیں۔ عناصر تخلیق ہوا، پانی، آگ اور خاک جن سے مخلوق بنائی گئی چار ہیں۔
پروردگار کے اسماء و صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے۔ بیان کرنا بڑا طویل
مفصل موضوع ہے۔ اس اصول کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے
چاہئیں، جو خدا و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اسماء و صفات کے پورے
پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ جاری نگاہ میں وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہیں۔
جن کے اسمائے گرامی ادھر یکجہ گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ
ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ
کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں۔

قیوم اول حضرت مبدع الف ثانی کا اسم گرامی احمد ہے۔ جن میں خاب ختم المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں۔
انجناب کا مبدع تعین اسم رحمن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم

سے اپنی تمام رحمت و نجات کو غایت فرمائی۔ اور خیریت الرحمة کا خطاب عطا فرمایا۔ رحمت، رحمن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں۔ اسی مناسبت سے حضور کے منصب یعنی مجدد میں چار حرف نظر آتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرات قدیم دوم، قیوم سوم اور قیوم چہارم کے اسماء میں بھی چار چار حرف ہیں۔ چوتھے قیوم کے اسم مبارک میں جو محمد زبیر ہے، چار حرف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسماء گرامی میں چار چار حرف کا ہونا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی مظہریت۔ اکمیت، اتمیت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخانہ انہیں رحمت فرمایا۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی۔ اور چاروں خلفاء کے کمالات کا رواج ہوا۔

ان کے زمانہ سے پہلے اولیا نے نفاذ شریعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی تھی چنانچہ بعض حضرات تو نقص اور سمار تک کرتے رہے اور اکثر وحدت الوجود کے قائل تھے۔ ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات مشکف ہونے کی اصل وجہ شریعت محمدیہ کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی اور جو کام شریعت کے خلاف تھے انہیں بند کیا۔

گذشتہ اولیا امت کے کمالات، صرف ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بھی بدرجہ انتہا نصیب ہوئے جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی بہت تعریف کی ہے کیونکہ ان اولیا نے جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقام تک ترقی کی۔

بے شک و شبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ولایت کے امام ہیں مگر باقی تین خلفاء کے مقام کمالات نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی

باقی خلفاء کے مقام کی سیر کرتے۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرح ان کی تعریف کرتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار یہ حضرات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے انتہائی مقام تک بہ مشکل رسائی حاصل کر پائے ہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو کمالات نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے۔ لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیا کے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے منسوب ہوئے۔

جب کمالات نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے رسائی حاصل کی۔ اس طرح انہیں چاروں خلفاء کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفاء کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ اور دل و جان سے چاروں خلفاء کے جان نثار رہے۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اس واسطے ان پر کمالات نبوت ظاہر ہوئے۔

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ قوت شریعت کی قوت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قیوم اربعہ سے سنت رسول کے کمالات کس قدر اجاگر ہوئے۔ کسی کی کیا مجال کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں۔

میری دلی خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات قیوم اقل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر خاندانہ مجددیہ کے آخری فرد تک بیان کر دوں۔ تاکہ لوگ ان کی احوال کے کمالات سے واقف ہوں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں۔

تالیف کتاب کی اجازت میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم

چہارم خلیفہ اللہ کے حضور پیش کیا۔ جب آپ سے اس بارے میں گزارش کی کہ اجازت ہو تو اس موضوع پر کتاب تالیف کی جائے تو حضور نے میری التماس و عرض منظور فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی تالیف کا حکم دیا۔ چنانچہ چند ایک جیسے آپ کے سامنے ہی تیار ہوئے۔ جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گزرے۔ بعد ازاں قبلہ زمین و زمان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور ہم مجوروں کے سینوں میں داغِ ہجرت دے گئے۔ آپ کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس وجہ غم و الم میں مبتلا رہا کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔

علیہ التکلان والمستعان۔

ترتیب کتاب میں اسلام کے چار ارکان کی مطابقت

رکن اول۔ قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی۔ آپ کی اولاد اور خلفاء کے احوال پر مشتمل ہے۔

رکن دوم، حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ، آپ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر مذکور ہے۔

رکن سوم، قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند، آپ کی اولاد اور خلفاء کے سوانح قلم بند ہے۔

رکن چہارم، احوال قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ، آپ کے فرزندان اور خلفائے کرام کے تذکار پر حاوی ہے۔ علاوہ انہیں برصغیر کی سلطنت کے اُن حادثات اور واقعات کا ذکر بھی ہے جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کو تاریخ سیاست پر صحیح معلومات مل سکیں۔

آنجناب کے زمانے میں جس قدر مشائخ، علماء اور شاعر تھے، ان کے حالات بھی

مجملاً بیان کئے ہیں۔

وجہ تسمیہ

چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندان اور خلفاء کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام روضۃ الفیوض تسمیہ رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں جس قدر احوال اور اذکار لکھے گئے ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معتبر فرزندانوں سے براہِ راست نقل کئے گئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول کے حالات دو وسیلوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم ثانی و ثالث کے ایک وسیلہ سے۔ چوتھے قیوم کے حالات چٹم دید ہیں۔

کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ان نواسوں سے منقول ہیں جنہوں نے آنجناب سے تربیت پائی نیز قیوم رابع اور مولف کتاب کے والد بزرگوار شیخ حسن احمد کی زبانی معلوم ہوئے۔ نیز اُن تانبہ بھی کتابوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور ان کے فرزندانوں کے احوال میں لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ اس کتاب کے مستند ماخذ جو ہمارے زیر نظر رہے یا ہمارے ممد و معاون ثابت ہوئے حسبِ ذیل ہیں:

- ۱۔ تانبہ حضرت القدس جو حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ ملا بدر الدین کی بیعت ہے۔

- ۲۔ تاریخ زبیدۃ المقامات برکات احمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔

- ۳۔ تاریخ کواکب و درریتہ جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد مادی کی تصنیف ہے اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔

- ۴۔ حجت الاحمدیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات مندرج ہیں۔

۵۔ تاریخ شیخ محمد شافعی الحال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے۔

۶۔ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

۷۔ تجدید یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے اس میں آنحضرت کی تجدید الف کاحال خصوصیت سے درج ہے۔

۸۔ نجم الہدایے یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے۔

۹۔ تہذیبیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے لیکن اس میں مروج الشریعت کے احوال مفصل اور دوسرے متاخر کے محل

حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں

۱۰۔ معصومیہ

۱۱۔ طبقات معصومی

۱۲۔ مقامات معصومی

۱۳۔ یا قوت احرار حسنات حمیرین تصنیف حضرت مروج الشریعت۔

۱۴۔ لطائف مدینہ تالیف شیخ عبدالاحد۔

۱۵۔ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابوالعلی کی تالیف ہے اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں۔

۱۶۔ مناقب احرار جو شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں۔

ان کے علاوہ حسب ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ مرآۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں دس سال سلطنت کے حالات قلمبند ہیں۔

۲۔ مرآۃ جہان نما جو محمد قلی نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی۔

- ۱۔ کرامات اولیاء
- ۲۔ سفینۃ الاولیاء
- ۳۔ جو شہدادہ دارا شکوہ کی تالیفات سے ہیں۔
- ۴۔ سفینۃ الاولیاء
- ۵۔ سکینۃ الاولیاء

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں تاکہ آنجناب اور ان کا باہمی فرق معلوم ہو جائے۔

اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ

پہلے ہم گذشتہ اولیا نقشبندیہ کی اصطلاحات کا ذکر کریں گے اور بعد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصطلاحات مجددیہ کو بیان کریں گے تاکہ دونوں کا فرق معلوم ہو جائے۔

گذشتہ اولیاء نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ۔

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں۔

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے۔

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے۔

احدیت سے مراد صفات باری تعالیٰ کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلہ اعیان ثابتہ ہے۔

وحدت سے مراد صفات کا محل بیان جو حقیقت محمدی ہے۔

احدیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا۔

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدسی۔ بحت اور احدیت

عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس احدیث، وحدیت و واحدیت، عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں۔

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے، ورنہ درحقیقت احدیت سے لے کر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ان اولیاء کے منصب یہ ہیں، اول قطب الاقطاب، اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار، لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں، چار افراد ہیں، اور چالیس ابدال، ان کے بعد سجدہ نقباء، شرفا اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔

اصطلاحات مجددیہ جس چیز کو اولیاء سے سیر الی اللہ، وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے، رکھا ہے، اور سیر فی اللہ کو سیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے۔ جس مقام کا نام گذشتہ اولیاء نے احدیت رکھا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں، اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الورد فرمایا ہے۔ اور وہ مقامات یہ ہیں، کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیا ہے، اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے اور ولایت کبریٰ کا علم سے، یعنی وہ اہم صفت تھا اور یہ اہم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں، علم الگ ہے اور علیم جدا، ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں، کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں۔

کمالات نبوت، بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ، کبریٰ، علیا) سے فاضل

ہے اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے۔

کمالات نبوت کا انتہائی مقام قیومیت، حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے، حتیٰ کہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے، اس کے بعد معبودیت صرف ہے، کمالات نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعث طولیت ہے۔ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ انبیاء کی ولایت ہے، اور ولایت علیا فرشتوں کی ولایت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیاء گذرے ہیں، سب کے سب ولایت صغریٰ میں تھے، اور اولیاء کے مختلف منصب مثلاً قطب، غوث وغیرہ بھی ولایت صغریٰ میں ہیں۔ ولایت کبریٰ، ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ درجہ عنایت ہوئے، ان کے ہزار سال گذرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان مقامات کا ظہور ہوا، جن اولیاء مجاہدین و مجاہدین نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالات نبوت کو نہیں پہنچے اور مقامات نبوت سے نا آشنا رہے۔

مقام حضرت مجدد الف ثانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بیٹوں اور خلیفوں کا طریقہ بعینہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء سابقہ کے مقرر کردہ منصوبوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں، ان کے بالمقابل آپ

نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً خلافت، امامت، سابقیت، خالصیت، مخلصیت، اصابت اور قیومیت وغیرہ۔

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا کیونکہ قیومیت کی خدمت کے لئے طہیت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت کے بدن مبارک کا خیر طہیت محمدیہ سے ہی میسر ہوا تھا۔

تمام اولیاء قطب، غوث وغیرہ قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں چنانچہ قیومیت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائے گی۔

ان تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقامات قیومیت میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔

احول قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رستمدی

بشارت | بعد تجسد ان حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام واولیاء امت بوجہ مسعود حضرت مجدد الف ثانی و بیان الفا کرون حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نسبت خاص الخاص خود را بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و وصیت کردن جناب نبوت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ را کہ اس نسبت باہل ان برساند۔

جب یہ آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور اندرونی دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوا (ناندل ہوئی تو حق تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو لقاے پروردگار حاصل کریں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی امت کے حق میں بہت کریم تھے اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر آپ مغموں ہو گئے کہ کہیں یہ امت میرے بعد مرتد نہ ہو جائے جیسا کہ پہلے انبیاء کی امتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیاء ان میں موجود رہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئیں۔ جیسا کہ سامری کا قصہ مشہور و معروف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ امت باقی امتوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امت کی محافظت کرنے والے میں خود ہوں۔ اس امت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری بارگاہ میں حاصل ہوں گے گذشتہ امتوں کے انبیاء کی طرح ہیں چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے۔

قوله تعالى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (یعنی امتیں آج تک گذر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)۔ (پ ۲ ع ۱۲)

إِنَّا كُنْزُكَ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)۔

نیز پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینان قلبی کے لئے امت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا کہ اس قدر اولیا اور صالح مرد آپ کی امت سے ہوں گے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی امت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق و فجور اور حق تعالیٰ کی نافرمانی و داری میں غرق ہیں اور عہد نبوت سے دور ہونے کی وجہ سے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائے گا۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

القاء نیت خاصہ

سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت خاتم المرسلین والنبیین تھے) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنے والا تھا۔ اس سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاصہ کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا منہا تھی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر اتفاقاً اور انہیں

اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیاء کو چھوڑ باقی تمام نبی فروع انسان سے افضل قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد پیمانے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اور کے سپرد کرے اس سے بھی یہی عہد و پیمان ہے۔ جب ہزار سال کے بعد لوگ فسق و فجور میں پھیل جائیں گے اور دنیا ظلم و ستم سے پر ہو جائے گی۔ اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صا حب شریع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا تھا لیکن اس امت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہو گا جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہو گا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہو گا جو دین و ملت کو از سر نو تازہ کرے گا۔ کتاب و سنت کو تقویت دے گا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اس کے وجود کے نور سے منور ہو جائے گا اور مرد و بدعت و مکر ایسی مغلوب اور سرنگوں ہو جائیں گی۔ جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آنے کی شرعی احکام جو بدعت کے باعث بلیا میٹ ہو گئے ہوں گے از سر نو نصیحت حاصل کریں گے اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت ایک ہو جائیں گی۔ اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے فرزندوں اور خلفاء کے ذریعہ قیامت تک قائم رہے گا اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اسی واسطے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہو گا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کریں گے۔

ودیعت خاصہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"اں نسبت را کہ از رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یافتہ بود برسان فانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورسیدن آن بتدریج بحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں سونپی اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کریں گے اور جس کے سپرد کریں گے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لے لیں گے اور یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ حتیٰ کہ اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قائم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کی۔ انہوں نے اپنے نواسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہو گئی۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ تَحْتَهُ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ تَحْتَهُ سب سے اچھا زمانہ میرا ہے پھر وہ لوگ ہوں گے جو انحراف سے کام لیں گے اور اسی طرح بتدریج انحراف کہنے جائیں گے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَمْتِي وَآلِهَا خَيْرٌ وَآخِرُهَا خَيْرٌ فِي وَسْطِهَا كَدْرٌ مِثْلِي اَمْتٌ كَاثِرَةٌ وَآخِرُهَا خَيْرٌ وَآخِرُهَا خَيْرٌ۔

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آباء کے کرام سے بھی نور حاصل تھا اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا اور آپ نے یہ نسبت اولیوں کے

طریق کے مطابق سلطان العارفین بابزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی جو یہ نسبت سلطان المشائخ کی پیچیدہ رکھی گئی ہے اور سلطان المشائخ کا رخ دوسری طرف ہے۔ سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں۔ اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا جو خواجہ صاحب پر ہوا۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی۔ کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے خواجہ محمود الخیر فغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے شیخ علی رامیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطور ولایت ملی۔ شیخ علی رامیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت عزیزان بھی کہا کرتے تھے۔ ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملی۔ ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا۔

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند

نبیہ المرتبہ کو ان سے خواجہ یعقوب چرخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ
نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان
سے خواجہ محمود زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کو۔ ان سے خواجہ اکیلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اور خواجگی سے بعینہ وہ نسبت حضرت
خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت تسلیم پجری میں
اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔

نسبت اخصل الخاص نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی | اس وقت وہ

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات نبوت کا اخصل خاصہ تھی حضرت مجدد الف
ثانی پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر
ہوئے جن کا کسی اہل اللہ پر ایک پر تو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود
کیا، شریعت اور طریقت کا جو دور دورہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک میں تھا وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں از سر نو
تازہ ہوا، گذشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی نہ آکر تھا جو دین گد
کو ضو و نور سے دین کو مروج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منوخی اور تبدیلی نہیں
اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ
میں آتی وہ اس زمانہ میں از سر نو تازہ ہوئی اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد

مذہب میں جو ناہمواری داخل ہو گئی تھی اور شرعی امور میں جو علی الاعلان مخالفت رائج ہو
لی تھی، ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا۔
اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور کوشش سے تمام جہان مشرق سے مغرب
تک روشن ہو گیا۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منور رہیگا۔ حضور نے اس وقت
طبقة صحابہ سے پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مثل امتی کمثل امطر لا تدری اولھا
خیرھا اخرھا خیر میری امت بارش کی طرح ہے، نہیں معلوم اس کا شروع
اچھا ہے یا اخیر۔

بعد الفتن سر مخفی شد جل | از محمد شیخ احمد کامل
خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہونے اور ان احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں واقع
ہوئیں عنقریب کیا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی کے آباء و اجداد کے حالات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت میں شریف ہیں۔ اور شریف اس
شخص کو کہتے ہیں جسے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مادینہ سے تشریف
ملا ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوبیسویں پشت میں امیر المومنین حضرت
عمر فاروق اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب
ہی مفصل بیان کیا جائے گا۔

نبی اکرم نے اپنی دعائیں حضرت عمر کو مانگا | ایک روز جناب سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

والہ وسلم قبیلہ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گزرے جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دینِ متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا۔ اس واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بارگاہِ الہی میں التجا کی اللہم اعز الدین من اسلام عمر بن الخطاب اسے معبود! اس دینِ متین کو عمر بن الخطاب کے دینِ اسلام قبول کرنے سے غالب کر۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کے لئے مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دین منین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کو پورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار ہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پُر اور ظلمت و عصیان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیرہ تھا۔ اسلامی شعار کا کوئی پُرسان حال نہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بدعت کو دور کر کے سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو از سر نو تازہ کرے اور اس کے وجود سے دین منین منور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں زیادہ واضح اور صادق ہیں۔

چونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام گزشتہ اور آئندہ سے

واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہوں گے۔ اور اس کے وجود سے سارا جہان منور ہو جائیگا اور بدعت مٹ جائے گی۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں باب بیٹوں کے حق میں یہ حدیث منسوخ فرمائی۔

نیز جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے: **كَوْكَانَ يَعْدِي نَبِيًّا كَكَانَ عُمَرُ** اگر میرے بعد کوئی نبی سوتا بھی تو عمر سوتا۔

یہ حدیث بھی معنوی طور پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ ختم المرسلین والنبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحب شریعت نبی مبعوث ہوا کرتا تھا جو نئے دین اور شریعت کو رائج کیا کرتا تھا اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو مکرم و مشرکہ دین کو مضبوط کرتا اور جو کام انبیاء و کرام کیا کرتے تھے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو مشرف ہوئے۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات نور نبوت کے ذریعہ معلوم
 تھی اس لئے یہ حدیث دونوں کے حق میں فسرمانی .

اللہ تعالیٰ کا یہ قول یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تیرے لئے اللہ تعالیٰ اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت

علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا۔
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل زندگی اور بیان و تحریر عین قرآن
اور حدیث کے مطابق رہی۔ ان میں بال بھر کا فرق نہیں۔ برخلاف اس کے بعض
دوسرے مشائخ کا طریقہ احکام شریعت کے خلاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ بعض وحدت ال
وجود کے قائل ہیں۔ بعض سماع و نغمہ سنتے ہیں۔ یہ اعمال سراسر کتاب و سنت کے برخلاف
ہیں۔ طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے۔

میں فرزند فاروق است چوں آب کنوں نطق از زبان او کتب آب
سراپا نسوا احسلاق فاروق بزر مر منقصت تر پاک فاروق

حضرت عمر اور نسبت حسن و حسین رضی اللہ عنہما
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے اور خلف الرشید ہیں۔ آپ کی عمر خباب سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیس سال کی تھی۔ عابدوں کے
رئیس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں
فرمائی ہیں چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سے منسوب تھے۔

خیر الانساب کتاب میں جس میں سادات کے حالات دیئے ہیں، اس وصیت کا
ذکر بھی ہے جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی۔

اس وصیت کے بعد بڑے محنت ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العریة
فهل یدخلون فی ہذہ الوصیة کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

بھی اس وصیت میں داخل و شامل ہے؟ تو ابو نصر یحییٰ نے کہا ینظر کل من ینسب
الی الحسن والحسین ویصل بہما یدخلون فی ہذہ الوصیة
اور نہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابنتہ زوجت
اولاد عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کا سلسلہ نسب حسنؑ اور حسینؑ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل و شامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی
اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے۔

خواجہ ناصر بن عبداللہ رضی
حضرت مجدد الف ثانی کے نامور اسلاف

سے تھے۔ خواجہ ابراہیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے۔ خواجہ
اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے
مہندوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلیٰ تھی۔

خواجہ ابو الفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے۔
خواجہ عبداللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور محدثین کے ہر وار تھے۔ واعظ
بکثرت کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا۔

خواجہ عبداللہ واعظ الصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبداللہ
کے فرزند ہیں۔ علم ظاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علماء آپ سے استفادہ
کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی دعا کرتے تھے۔

خواجہ مسعود بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفائے بنی عباس نے بڑی
منت سماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ

نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا کرتے تھے۔ کینیچہ اس زمانے تک رسم مٹی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے۔

خواجہ محمود بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی رائی میں بھیج دیا۔ جہاں سے آپ فارغ اور کامیاب ہو کر آئے اور پھر غزنی کا قلعہ جاکر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد کر دی۔

خواجہ نصیر الدین بن محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور فتحیاب ہو کر آتے۔ حتیٰ کہ آپ نے کابل کو فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک ان کی اولاد کابلی کہتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ولی عہد خواجہ نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موعوظ تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ پہلے سمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں۔ بزمینوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران، خراسان، بدخشان اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے۔

بعد ازاں آپ مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے ان کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ آج تک

مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہیں۔ آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسخ دین میل کا ایک فرسخ اکے فاصلہ پر درہ میں ہے۔ جو درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے۔

خواجہ یوسف بن فرخ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا۔

خواجہ احمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے۔ باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں میں بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین مہروردی دونوں سے کیا۔

خواجہ شعیب بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے۔

خواجہ عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی۔

خواجہ اسحاق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔

خواجہ عبد اللہ بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے۔ خواجہ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

خواجہ یوسف بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونوں کے جامع تھے اور لوگوں کو دونوں علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے۔

خواجہ سلمان بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ علم و حلم و ورع اور تقویٰ سے آراستہ و موصوف تھے۔

خواجہ نصیر الدین بن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا۔

امام رفیع الدین بن نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانے کے اعلیٰ مشائخ سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی۔

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے اخیر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بخدم جہانیاں کے خلیفہ بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ ایسے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرسہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی۔

دارالارشاد سرسہند زاد اللہ شرفاً و کراماً کی بنیاد

جس مقام پر آج کل شہر سرسہند واقع ہے وہاں قدیم زمانے میں ایک دھنناک

جنگل تھا جس میں شیر اور دھند سے لاکرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سرسہند یعنی بیشہ شیر ہے۔ میر ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور ہند جنگل کو اسی واسطے بکوں میں سرسہند ہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سرسہند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسجناب کے فرزند دل جیسے شیراز اسلام جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے۔

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر اس میں انبیائے کرام کی قبریں | پر بدواس نام ایک شہر تھا جہاں پر حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء کے مقبرے مشکوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بڑی شرف و قدر ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شہر میں پیدا ہوئے کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیاء کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے وہل جا رہا تھا۔ جب شاہی آدمی خزانہ لے کر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں سے ایک مرد خدا صاحب حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا جو سربراہ اور دہ امت ہوگا۔

جو لوگ خزانہ لے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا، ندیوں کی کثرت، تروتازگی اور نظارے سے بہت دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

علاوہ بریں اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا۔ صرف ایک سامانہ شہر تھا جو سرسہند سے جو بیس میل کے فاصلہ پر تھا لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جا رہے تھے سب کے سب مخدوم

جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ہوسلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے، آئے اور عرض پر واز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اس مرد خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کی التماس قبول کی اور اپنے وطن مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کر کے بڑی عزت سے آپ کو شہر لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کر کے اسی وقت حکم دیا کہ فلاں مقام پر شہر آیا دیکھا جائے۔

امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بڑا بھائی خواجہ بانی سرہند خواجہ فتح اللہ | فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا اس کام کے سرانجام دینے کے لیے مقرر ہوا۔ خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں آکر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اس ٹینڈ پر رکھی جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہفتہ اونچی دیوار بنائی۔ جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہفتہ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو بادشاہ نے اس کا علاج مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفہ اعظم و امام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہرستانام میں رہا کرتے ہیں حکم دیا کہ وہاں جا کر حقیقت حال دریافت کر کے اطلاع دیں اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مرد خدا کا آنا اغلباً تمہارے حق میں ہے۔ وہ سربراہ و مدہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا۔

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوست خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کونسا دوست خدا ہے تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بوعلی قلندر

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مددوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں، فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا دوسواں نہ کریں۔

بعد ازاں ایک سبابت لے کر اس کا ایک سرا حضرت امام نے چمڑا اور دوسرا شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور بسیم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی۔

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علوشان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ شرف بوعلی قلعہ در رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا۔ شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے۔ قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جاسیجہ ہیں۔

شہر سرہند والا خلافت شاہجہان آباد سے شمال کی طرف ستیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہجہان آباد کے وسط میں ہے۔ کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس فرسنگ ہے۔

سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور نیا زاد دیئے اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے۔

حضرت امام کا سزا شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گردونواح کے لوگ آپ کے لئے مولد کتاب کے وقت (بارہوی صدی ہجری) میں شہر سرہند بارہ کوسوں میں آباد تھا۔ بازار کو چھ ہفتے عمارت باغات، طرحیں، آدم کمانیں اور مساجد و مزارات کماں کے کمان تک پہنچے ہوئے تھے۔ لاکھوں کی آبادی، فقر و شای کا قیام اس شہر کی شان کو ظاہر کرتا تھا۔ مگر انقلاب زمانہ نے اسے عظیم شہر کو کس قدر تباہ و بالا کر دیا۔

مزار سے دینی و نبوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب براری کے لئے ریضہ مبارک کی ایک اینٹ سے جا کر گھر میں محفوظ رکھتا تھا۔ جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے۔

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدا یا تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور یہ کہ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ قیامت کا طوق قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دور کر دیا ہے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار قدوم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے معنیوں کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے لئے اس کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دور رہے گا۔

ہر جسے در عنائی تو از ہر در کہ بازائی

و سے باشد کہ از رحمت بر دئے خلق بہ کشائی

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نہیں اور آدمی بھی آ

کر اس شہر میں آباد ہوئے۔ اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رہتے تھے جاتے ہیں وہ ان چاروں غریبوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی تین ہمدانی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کاہلی کے نام مشہور ہے۔ دوسرے کی

فہمدانی، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں۔ تیسرے کردیزی، یہ بھی صدیقی ہیں۔ فہمدانی اور کردیزی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے ماہر وصال۔ یہ بھی صبیح النسب شیخ ہیں۔ بخاری اتھا صیخانہ بنی اسرائیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے لیکن دوسرے شرفا سے پھر بھی سابق ہیں۔ آج کل سرہند میں قریش کے قریبی تائبین صبیح النسب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ ازیں ہزار ہا گھر چٹانوں اور رینگوں کے آباد ہیں۔

شہر سرہند تیسری ولایت میں مرکز عالم ہے اور

سرہند مرکز جہاں ہے | حرمین الشریفین بھی تیسری ولایت میں ہے۔

سرہند کے مرکز عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہاں کے دریا جو سرہند سے مشرق کی طرف واقع ہیں ان کا رخ مشرق کی طرف ہے اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ سرزمین ہندوستان میں بخارا اور تترقہ سے بیج لا کر اور شربت و بطیخ کی خاک سے سرمایہ حاصل کر کے بویا گیا۔ پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب وہ پھل پھولا تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے، یعنی حضرت مجدد اور آپ کے فرزند جو زمین امت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔

ایک اور جگہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

بیت اللہ کا نور | عنایت الہی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لئے

سے شہر سرہند میری جائے ولادت ہے۔ میری خاطر گہرے اندھارے کنوئیں کو پُر کر کے بلند معراج بنایا گیا اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا گیا۔ اور اس سرزمین میں ایک آب نور بھرا گیا جو نور ہے مصطفیٰ و بے کیفی سے لیا ہوا ہے اس نور کی شعاعیں بیت

اللہ کی سر زمین پاک سے چمکتی ہیں۔ دراصل وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں جو اس سر زمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ عِنْدَ اللَّهِ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہے۔ اَللّٰهُمَّ تَوَكَّلْ عَلَیْكَ وَاعْلَمْ وَاعْلَمْ اِنَّكَ تَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اول کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

”بھل شہر سر ہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے بلکہ مدینہ پاک کی کھڑکی ہے اس خاک بطن کے پانی سے گوندھی ہوئی ہے۔ اور اس کی مٹی میں محبت کی شراب سے ملی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ مٹی کا جوش اس کے طالبوں کے جوش گم کئے ہوئے ہیں اور دہان کے رقاصوں سے سر و دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے :-

انہاں انیوں کہ ساقی درے افگند

حریفان را نہ سمرماند و نہ دستار

ولایت کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے اور بھانا صحو و صحت ترقی تازہ ہے۔ یہ سب ہدایت و ارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ دبیر و آواز اس کا پر تو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض اسرار۔ بخشش اور انوار کو ظاہر کروں۔ عقلمند طالبوں سے غنی اور عشاق کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بجز اسرار کا ایک گہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے اور خم خانہ سے مشاقق کے حلق میں وہ شراب انبلی جاتی ہے جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بے فکر کر دیتی ہے۔

اس کسٹم خود زیر کاں را این بس است
بانگ دو کروم اگر در وہ کس است

نظم

کنوں چوں ذکر ہندوستان فرفتاد
مرا عود جگر در بخت افتاد
کون قندیکہ شیریں تر ز جان است
کنوں در خط ہندوستان است
یکے زین تنگ شکر کئے نیزنگ
سراجم کر شکیب آید و لم تنگ
الا سودائیاں شہر بہت در ہند
کہ اندر پائے او نہاد سر ہند
سوادش زلف رخسار فوج است
غبارش تویتائے چشم فوج است
ازاں شہر یکہ نامش مضمحل آمد
بعد ما عجب کئے بر آمد
چہ معدن معدن قند معانی
بہ شکر اوست این شکر فشان
مسکے حنا تم اہل اشارت
باہم کز مسیحا شد بشارت
بود ہر حرف نامش رمز غایت
الف از راستی بگرفت رایت
بود قلا بہادر بحسب نامش
کہ او صاف شہاد آمد بکامش
دہن شد میم تا با شد سخن گو
نزد کار علم ہر شد او
چہارم حرف کاں جا راست و دال است
کہ دور از چار نعمت ذی نوال است
برسد و شہادت لایت چشمہ افراشت
پس از شمع نبوت نور برداشت
ز نامش اول و آخر شہر دم
از آنجا سوئے ریزے راہ برم
کہ شخصے نام بر اولے و آخرے
زر جہتا است در باب این محبتا
ہمیں تنہا با حمد او صبح غیبت
چہ گویم با کہے کس محبت غیبت
ہزار اندر چہن دستاں گذارہست
کہ ایں گل رونق بارغ ہزار است

وے کڑاں بردت و زکام است
چہ اندنا فاش گرو مرثام است
بتذکیرش لے ہر ذرہ حاصر
قد کثر انما انت مذکور
اگر ظاہر کند زاسرار مورے
در اندازد بہ ہفت افلاک شورے
دو فاقہ کہ چہ صد مویا رواں کرد
یکے گفت و صدے دیگر نہاں کرد
ہمہ پیاں بزوش طفل راہ اند
چون لب تشہ نیلے نگاہ اند
بلک اولیا چوں او نزادہ !
محمد ثمرہ چوں او ندادہ
بہ صحرے سمند انجخت آن شاہ
کہ ماند ارشاد را حجب زہ در راہ
جہاں در سایہ احسان او باد
فلک ایم بہ فرزند ان او باد
بزرگ و خود دایں پاکیزہ دایاں !
بہ خلوت گاہ عصمت پارسیاں
ملک را اگر چہ در عصمت رسانی است
ازیشاں کردہ کسب پارسانی است
یا ہم پائے ہر مشہور گر مسند
زمین مقدس گر دید ہر مہمند
فرد تر طفلگان آن گذر گاہ !
قدم بر مسکب پیران آگاہ !
چہ گویم بدست پیران آن دہا
کہ آمد طفل آن در پیر رہبر
بزرگے بزرگانش از بس دہا
کہ با خور دہاں بزرگی داد بزرگاں
چرا اگر دشن ملک را گشت پیشہ
کہ بر گرد سرش گرد ہمیشہ
جہاں روشن ز راہ انور او
سر نور شید یک خشت در او

ہدایت کار اہل ایں دکان را !

بود کار نہایت دیگران را !

آپ امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
شیخ حبیب اللہ قدس سرہ | فرزندوں میں سے تھے اور باپ کے بعد امام
صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی کامل اور

مشہور شخص تھے۔

آپ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ الرشید تھے۔ آپ
شیخ محمد | نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت
کے لئے تیار ہوئے۔ سرسند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ ہی کے سپرد ہوئی۔
آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے۔ باپ
شیخ عبدالحی | کی طرح لوگوں کو نیکی کی راہ پہلاتے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جید عالم
تھے۔

آپ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے اور
شیخ زین العابدین | خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانے کے شیخ اور ظاہری اور
باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے۔
آپ شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مخدوم شیخ عبدالحق قدس سرہ | کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرسند کی ظاہری و
باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی۔ حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ
میں سے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
امت محمدیہ کے بڑے اولیاء | سے تھے کہ مخدوم عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ملک بیدام عزیز امت محمدی کے بڑے اولیاء سے تھے۔

حضرت مخدوم عبد الرحیم نے جوانی میں ظاہری علوم حاصل کئے پھر شیخ عبد القدوس
لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشم میں سے تھے پہنچ
کہ باطنی سلوک کی تکمیل کی۔ گو آپ کو آباء و اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی
سلوک چشمیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی

رہ گئی تھیں۔ کہ شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت
مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفات
کی۔ تو میں کہاں جاؤں گا؟

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور تمام مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ
رکن الدین کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ
رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ
شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پورا کیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال کی عقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے باطنی
حصہ بہت کچھ حاصل کیا۔

شیخ کمال کی عقلی اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف
ہوتا ہے تو غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا
کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدمت میں رہ کر قادری
سلوک کو پورا کیا۔

حضرت مخدوم عبدالاحد اور شاہ کمال کی ملاقات
اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت ملاقات یوں ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ جلال تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک
شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا۔ شیخ جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا کہ یہ
سپاہی آدمی ہے اس سے بادشاہی نور کے حالات پوچھنے شروع کیے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ

کہ شیخ صاحب ہیں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن آپ تو خود بادشاہ
کے مقصد کے لئے شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم و خلیق تھے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے تو بے اختیار ان کی ہمنشین کی طرف مائل ہوئے۔
تھے وقت حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال سے ان کا نام اور مقام پوچھا
تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اور میں
اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں جو سرسند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر سپاہی مجلس
کا شوق ہو تو وہاں تشریف لائیں۔

حضرت مخدوم چند روز بعد ہی پائل میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے مخدوم رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مخدوم رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ میں محبت ہو گئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیعتیں
سرسند میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کئی کئی روز رہتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متبذع معاد میں فرماتے ہیں کہ نسبت
فردیت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مرد خدا صاحب جذب
سے حاصل ہوئی جو خوارق عظیم کے سبب مشہور تھے۔ اس مرد خدا سے مراد شاہ کمال رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ادیبانے متاخرین میں سے اس قدر
خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے۔ جتنے شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظہور میں
آئے۔

شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات جگہ اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے

پیشے کی ضرورت ہوتی تو اسس وادی میں اپنا نک شہر نمودار ہو جاتا، وہاں کے پائندے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لاکر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رستہ رہتے، جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام و نشان ہوتا نہ لوگوں کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات دیکھنے والوں مثلاً امام کشی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمدانیہ مقامات برکات الاحمدیہ اور مکتبہ بدر الدین صاحب حضرات القدس جیسے حضرات نے حضرت مخدوم اور شاہ کمال کسیتقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندوں اور مخدوم کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ اس واسطے میں نے اس کتاب میں ان کے حالات نہیں لکھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیروسیاحت بہت کی ہے۔ کابل سے لے کر بنگال تک کی سیر کی ہے۔

شہر رہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مرد خدا راہ کرتے تھے جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی۔ حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے۔

ایک دفعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو پور گئے۔ وہاں پر ایک مرد خدا سید علی قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام رہتے تھے جو نہایت صاحب حال، صاحب کسرت، صاحب دہد اور صاحب سخاوت سے تھے۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے وابستہ تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چسپورغ و موی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کا سلسلہ ملا تھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنگال میں شیخ بڑیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی۔ جو عموماً رات جاگا کرتے، اور رات کے وقت بہ سبب بے قراری گریہ و

وادی میں مشغول رہتے۔ ساری ساری رات آہ و بکا میں گزار دیتے۔ آپ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت ظاہر کی۔ چونکہ ان کے بعض افعال خلاف مشروع تھے اس لئے حضرت مخدوم ان سے پرہیز کرتے۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو معتبر نسخے تھے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنا کہ شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ویش کی معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لا کر وہ مر گیا۔ حضرت مخدوم ان کی ملاقات کی جستجو میں تھے کہ ان سے بل کر پوچھیں کہ وہ بلا نہ کونسا تھا جس سے درویش کا کام تمام ہو گیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتفاق سے کسی موقع پر سرہند آئے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو انہیں لا کر اپنے گھر پر ٹھہرایا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو عرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دنیا جو دکھائی دیتی ہے حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے اس بات کی تاب نہ لا کر مر گیا۔

وقت کے امام اعظم | حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانہ کے امام اعظم تھے۔ اس زمانہ کے تمام علمائے آپ کو اپنا استاد مانا۔ آپ علم تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے۔ چنانچہ عوارث المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو تہنہ شرح و بسط سے پڑھایا کرتے تھے۔

عالموں اور فقیہوں کے پیشوا شیخ میرک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شہزادہ داراشکوہ کے استاد اور شطیحات اور سفینۃ الاولیاء کے مولف تھے علم ظاہری

اور باطنی میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مشرب وحدت الوجود تھا اور اس مقام پر سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب وسنت بنویر علیہ النقیۃ والتسلیم اسے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلاف شرع ہے اس کے دلی ہونے کا اعتبار نہ کرتے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا۔

آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوارق عادات
حضرت مخدوم کی کرامات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیدرآباد تحریک سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں:-

”ہمارے والد صاحب کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ منکرہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا نہیں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جلاتے تھے لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یاد رہے تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے۔ اور آشنائے ہیں۔ یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو۔ یہ محض افتراء پر لڑائی ہے۔“

خواجہ اشتم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے زبدۃ مقامات برکات احمدیہ جمع کی ہے۔ حضرت یونم انی مصمم زمانہ امام الدہ سے عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ کا ایک بچا غلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ کے تمام اعضاء الگ الگ پرشے ہیں۔

اس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چھوٹے نے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ روزا بیٹا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونوں مل کر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدوم صحیح و سالم زندہ اپنی مندر پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دونوں بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ راز ظاہر نہ کرنا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقہ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ساری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نظر نہیں۔ جس کی ہم نشینی سے اس طریقہ کی برکاتیں حاصل کی جائیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ آرزو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی ان کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے ستر سہ پہنچ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف وتصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار المشہد ہیں۔ ان میں پہلے پناہ علوم ومعارف بیان فرمائے ہیں۔

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۸۵ھ کو شہر حیدرآباد میں ہوا۔ اس وقت جناب کا سن شریف اسی سال تھا۔ جناب کے کنز کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القاء

کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے منجھنے فرزند تھے۔ تین آپ سے گزریں برے تھے اور تین چھوٹے۔ حضرت مخدوم کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے تمام فرزند تعداد میں چھ تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے۔ لیکن ان کے دائرے کا مرکز حضرت قیوم اول ہیں۔ جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے۔ جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے اور آفتاب بھی چوتھے مرتبے پر بحساب الجحد ہزار ہوا جاتا ہے۔ اس واسطے آفتاب امت کی تجدید حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت ہوئی۔ جو گذشتہ اور آئندہ تمام اولیاء پر بادشاہ ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے ارد گرد کی قبروں پر جو لوگ دیاں مین برکت کے لئے اپنے موعوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمت الہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عام شخص قبرستان سے گذرتا ہے تو اس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھ جاتا ہے۔ لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل قطعہ لکھا ہے۔

قطعہ

آل شیخ کہ بود علم اندر دفن جانش گہر ستر ازل و معدن
چون شیخ زمانہ بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو شیخ زمن
حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات، یکے دونوں سداً مل بدر الدین صاحب حضرت تقدس اور خواجہ باشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے دادا بزرگوار جو کوکب دریا کے مولف ہیں۔ اور حضرت شیخ محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہیں لیکن اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ قاری اکتا نہ جائے۔

شہنشاہ جلال الدین اکبر ازید اور مسلمانان ہندوستان

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر بن اسدہم سے پھر گیا۔ ہم اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فیضی اور ابوالفضل دونوں بھائی اس کے مغرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں بدیہینا حاصل تھا۔ خصوصاً علم منطق، حکمت، طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و تحقیق سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہل سنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بغور و فرق آ جاتا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دین حق سے بالکل سحر ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بنارس جاکر کفار کے علوم حاصل کئے۔ اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابوالفضل ان علوم کو سن کر اس سے فارسی میں ترجمہ کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح علوم دینیہ سے جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا اور ابوالفضل بھی ہندی

کی چندی کر کے بتاتا۔ کسی اور شخص کو یہ اجازت اور رسائی نہ تھی کہ اگر حق بات سنانے یا اکبر کی رہنمائی کرے۔ ایک دن ابو الفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوؤں کا ایک اوتار آنے والا باقی ہے جو اس آخری زمانے میں پیدا ہوگا۔ اس کی تمام علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر پائی جاتی ہیں۔

کافروں کی اصطلاح میں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں جن میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے۔ معاذ اللہ اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں۔ یہ سن کر اس بے وقوف بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

شیخ سلطان کو جن کی دفتر نیک اختر حضرت قیوم مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکوٰۃ تھیں۔ بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا۔

بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے قرآن لکھو جس میں دین الہی کی شریعت ہو۔ شیخ صاحب قلم دوات پکڑے کبھی بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں، ہمارا قرآن لکھو بھی۔

شیخ صاحب نے فرمایا۔ دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے۔ آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لاتے ہیں۔ تو میں لکھوں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کو کہنے لگا کہ ہاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے دیبانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اس ملک کا بندوبست کرو۔ شیخ صاحب بھی چاہتے تھے کہ اس موعود کی خدمت سے دور رہیں۔ اس ملک میں جا کر وہاں کے محضوں کو علماء فقرا میں تقسیم کیا۔ چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے کچھ نہ پوچھا۔ آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب سے مدھر سے گذرا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے مصمم ادا وہ کر کے نکلے کہ آج غزوہ شہید ہونا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے

کہ تو دین سے مرتد ہو گیا ہے۔ سو مرتد کا مال ادا جانا شریعت اسلامیہ میں جائز و مباح ہے۔ اس لئے میں نے فقرا و مسکین کو تقسیم کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر بغل سے ایک پتھر نکال کر بادشاہ کے چہرہ پر دیا تاکہ مرانا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا۔ شیخ صاحب کو سولی چڑھا گیا۔

ابو الفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہمارا سیوں سے جدا ہو گیا۔ تو کیا دیکھا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے۔

ان بیوقوفوں کا کہنا سن کر دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈال کر ہی کتاب دیتا۔ انبیائے حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلا وساطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا۔

اس باطل کتاب میں احکام اس قسم کے تھے: **يَا أَيُّهَا الْبَشَرُ لَا تَزْنِ** (البقرہ وان تذبح) **الْبِغْرَ فَمَا دَاكُ فِي السَّقَرِ** (اد انسان اگر گائے نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کرے گا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ جو چیزیں قرآن شریف کی رو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں۔ چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سور کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور علانیہ حکم دیا گیا کہ کھنکھلا پاڑوں میں سور کا گوشت بکا کرے۔ گائے بھیڑ کا گوشت بالکل کم کر دیا۔ شراب عام کر دی گئی۔ مسجدوں اور مسکنوں کو زار دیا گیا۔ اگر گائے سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کر۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے ان پر بڑا ظلم و ستم کرتے تھے۔ قصور و تقصیر بات پر بہت مومن

کو قتل کیا گیا چنانچہ اکبری دربار کے ایک شاعر نے کہا تھا۔
شاہ ما امساں دعوائے نبوت میکند
سال دیگر گر خدا خواهد خدا خواهد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس بے دین بادشاہ کی مہر کی یہ عبارت ہے۔ ”جل جلالہ است اکبر“ دوسری مہر کی عبارت یہ ہے۔ ”ما اکبر شائے تعالیٰ“ اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کروانا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کر لاتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ محمد نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور دین متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہزار سال بعد انبیاء کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نئی الٰہ العزم صاحب شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین والنبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر نہ تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جو پیغمبر الٰہ العزم کا قائم مقام ہو اور اس دین کو از سر نو ترمیم و تازگی بخشے۔

قیوم اول مجدد الف ثانیؑ کے وجود پر اچانک نبوتی اشارات

کتاب جامع المدرسین یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بیان کی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث اللہ رجلاً علی راس احد عشر مائۃ سنۃ ھو ذور عظیم اسمہ اسمعی بین السلاطین الجاریرین ویدخل الجنة بشفاعتہ رجال الوفا جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گیارہویں صدی کے شروع میں میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ شخص ذور عظیم ہوگا۔ اس کا نام

میرے نام پر ہوگا اور دوزخ عالم بادشاہوں کے درمیان زندگی بسر کرے گا۔ اور اس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزار ہا اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

مجاہد ابوالدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جمع الجوامع میں یہ

امت کا صلہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لائے ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون رجلاً فی امتی یقال کہ صلہ یتدخل الجنة بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلقت، صلہ کہے گی۔ یعنی دو متفرق چیزوں کو ملانے والا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت اور طریقت کو ملائیں گے۔ اور اس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عودۃ الوتقی کے نام لکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعل فی صلہ بین البعیدین ومصلح بین الفسکین اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب ذیل وجہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے ملا وصباحت کو ملایا۔ یہ حکمت انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے مسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے بعض مقامات پر عمائد اہل حق کی مخالفت کی۔ بعض وحدت الوجود کے قابل تھے۔ سماع وغیرہ سنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

توحشوری کی کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن امت محمدیہ علیہ التحیۃ والہ کے ہزار ہا اہل جنت میں داخل ہوں گے۔

امت محمدیہ کے علماء و حق | نیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جَاکُمَا رِوَاہِیْیَ اَہْتِیْیَ کَا نَبِیَّاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ
یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کا سادہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے نبی پیدا ہوئے جنہوں نے الہی علوم و معارف کو ظاہر کیا۔ اس امت میں بھی ہزار ہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی طرح ان علوم و معارف کو تافہ کرے۔ جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَوَّلُہَا خَیْرٌ وَآخِرُہَا خَیْرٌ قِیْ وَسَطُہَا اَکْثَرُ تَرْمِذِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے روایت کی کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول و آخر حصہ اچھا ہے اور درمیانی گدلا۔ بیان کدورت یا گدلا بن سے مراد اسماء و صفات کا مقام و ظلال ہے۔ اکثر اولیاء اللہ اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے۔ وہ توحید و جود کی قائل اور سماع و نغمہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسماء و صفات کی اصل کا ظہور تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا۔

شرعیات کی استقامت | شرعیات کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدد الف ثانی اور انجناب کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے زمانہ میں شرعیات اور ظہر

نے اندر فوزیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیاء اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو وہ کبھی توحید و جود کی قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسماء و صفات کی اصل رقص و ظلال کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید و جود رقص و سماع اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گشتہ انبیاء اور صحابہ کرام وغیرہ بھی اس قسم کی حرکات کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بخت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوں اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل و ظلال میں۔ اور یہ اصل الاصول جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں۔ اس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں۔ بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیاء کے احوال معروضہ جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان انبیاء سے افضل ہیں جو اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے۔

اس امت میں بھی اللہ تعالیٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسماء و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انجناب کے فرزند ہیں اسی واسطے شرعیات کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے۔

وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سنتا اور رقص کرنا وغیرہ امتعت محمدی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے، مطلق منع ہیں۔

انہیں کمالات کے سبب حضرات قیومہ اربعہ جن سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزند رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ انبیاء اور خلفائے راشدین سے اتر کر تمام گزشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کمالات، والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثلاً امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر اھل اخرھا سواہ ترمذی۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت باریش کی طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصہ بہتر ہوتا ہے۔ اور کبھی پچھلا معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصہ اچھا ہے یا پچھلا۔ کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تھے۔ اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ ان بزرگوں کا اخیر اولیت کا سہا ہے۔ یہ سب غایت بزرگی، دونوں فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا۔ پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے۔

حق تعالیٰ نے جو تہران شریف میں فرمایا ہے۔ وَالْمُشْرِقُونَ السَّابِقُونَ اُولَٰئِكَ الْمُقَدَّمُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ثُمَّ تَكُونُ الْاَوَّلِينَ وَاقْبَلُ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ جو سابقین کے سابق ہیں وہی اعلیٰ بہشت میں مقرب ہیں۔ اولین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی اور ایک موسوی عالم

حضرت قیوم ثانی معصوم وزمانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے فواسی شیخ محمد عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عرفۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبیح اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبیح اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور انجیل کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں تورات پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اُن اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا۔ اور پورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ النبیۃ والثناء کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سنے تو بعینہ وہ تھے جو میں نے تورات میں سے تورات میں پڑھے تھے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے رہنمائی کی اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہو گئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا اور مرید ہو گیا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی اولیائے امت کی نظر میں

داؤد قیسری جو تفصیل کے شارح ہیں۔ قیسری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک ائمہ اور تارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیائے اولوالعزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص

مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا اور انبیائے اول العزم کا قائم مقام ہوگا۔

شیخ الاسلام احمد جام کی بشارت | شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد شرعاً آدمی احمد نام پیدا ہوں گے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ وہ امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولید سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدین رموز العاشقین میں بکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبرہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ریاضت اولیاء اللہ نے فرداً فرداً کی۔ وہ میں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرما فرما انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایت الہی ہوگی۔ کہ تمام خلقت دیکھے گی۔ یہ فضل الہی ہے جسے چاہے عطا کرے یعنی اس میں تمام گزشتہ اور آئندہ اولیاء کے کمالات پائے جائیں گے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گزرا۔ چنانچہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ انجناب نے الف ثانی ہجرت کے بعد خلعت پہنی۔

شیخ خلیل اللہ بدشی کی پیش گوئی | لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا جو امت محمدی صلوٰۃ اللہ وسلامہ کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اس وقت تک وفات نہ کرے گی کہ ہم اس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی نیاز و نذر اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبعوث ہوں۔ یہ خط بڑی نیاز و مندی سے ان کی خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔

جواب عبد الرحمن بدشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو تجدید قومیت کے دسویں سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قدیم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم کی زبان سے حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کی خوشخبری | ایک روز شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ اسٹان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ اور دم بدم اس نور کی روشنی برہمنی گئی۔ اس نور سے تمام گزشتہ اور آئندہ اولیاء کے چہرے منور ہو گئے۔ انجناب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے۔ الامام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیاء امت سے افضل ہے جو آپ کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کرے گا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہِ اہدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقة اتار کر اپنی مخصوص نسبت و دیعت کر کے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالے کیا اور مصیبت کی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل کرے گا۔ اور اسے اپنے سے اونچا بٹھائے گا اور مریدانہ سلوک کرے گا۔ اسے ہمارا سلاہ پہنچاؤ اور یہ خرقة بطور تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقة اس خاندان میں بطور امانت رہا۔ آخر شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقة حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا جیسا کہ آقا اللہ تعالیٰ حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا۔

جب حضرت مخدوم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی بانی
حضرت مجدد الف ثانی کی پیدائش کی بشارت
ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کے لئے

اتماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آئیں حضرت مخدوم نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی عمر نے وفات نہ کی۔ حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفات نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبراہٹ نہیں۔ آپ جلد ہی ہی علوم کی تحصیل کر کے سلوک باطنی کو طے کریں گے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند زریہ پیدا ہوگا جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی ملبا میٹ ہو جائے گی۔ اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفائے سلسلے

قیامت تک قائم رہیں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی خدمت کروں گا۔ اور اس کی خدمت کو قرب یار گاہ الہی کا وسیلہ بناؤں گا۔
حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھا گئی ہے اور بندر، کچھ اور سور تمام کائنات ارضی میں پھیل گئے ہیں اور لوگ ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے۔ اس نور سے ایک بجلی بجلی جس نے تمام بندروں، کچھوں اور سوروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک شخص تکبیر لگا سے بیٹھا ہے اور ہزار ہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے آکر بڑے ادب سے صاف بستہ کھڑے ہیں۔ اور تمام دنیا کے بے دین ظالم، مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے روبرو لا رہے ہیں۔ انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت یہ آواز بلند پڑھ رہا ہے۔
وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَدَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا کہ حق آیا اور باطل جانا رہا۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کو رات کا واقعہ فرد زمانہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فرزند زریہ ہوگا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت و بدعت، سنت فحشی عنیہ التخییہ والتسلیات کی روشنی سے بدل جائیں گی۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر

اس کی اطاعت کریں گے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلے گا اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور وہ اس امت کے تمام اولیاء کا سرور ہوگا۔

حضرت شیخ سلیم حسینی کی نگاہ میں مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ فرشتہ زمین سرسبز تھے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ الہی یہ کس کا نور ہے غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اور تمام خلقت اس کے فیض سے ہدایت پائے گی اور احکام شرعی اس کو طفیل از سر نو تازہ ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ نظام نارولی کی نظر میں بادشاہ جلال الدین اکبر

مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہو گیا تو لوگ حضرت شیخ نظام نارولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ہو کر مقتدرائے اہل اسلام تھے گئے اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں اتنا دعا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور سنت سے بدل جائے گی۔ اور اسلام کو رونق تازہ حاصل ہوگی۔ اور شریعت اور طہارت کو زیب و زینت حاصل ہوگی اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائیں گے اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق و مغرب تک منور ہو جائے گا اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت شیخ عبد اللہ علاؤ الدین سہروردی کی زبان پر جب ہندوستان میں اکبر

حضرت مجدد الف ثانی کے وجود مسعود کی خبر بادشاہ کا ظلم و ستم اور کفر کا غلبہ مسلمانان ہند پر بڑھ گیا اور خلقت گھبرا اٹھی، ہزاروں مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا جاتا۔ مسجد کے لئے پر مجبور کیا جاتا۔ اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے تو تمام مسلمان حیران ہو کر شیخ علاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانے کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھ پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ غفریب ہی ایک شخص مبعوث ہوگا جو تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ شریعت سے جہاں کی تنگی فرحت سے بدل جائے گی اور دین اسلام میں رونق آئے گی۔ دنیا میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی۔ اس کے ارشادات ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

نجمیوں اور خوشیوں کے اعلان جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں

پر بدرجہ کمال پہنچی اور تمام جہان گھبرا اٹھا۔ اس وقت بہت لوگوں نے نجمیوں اور ریلیوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کب تک اس آفت دین و دنیا سے نجات دے گا اسی اثنا میں خاں اعظم جو سلطنت کا اہم رکن تھا اور جسے اسلام سے بڑی محبت تھی۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت میں جلتا تھا اس نے سلطنت کے تالوں اور منجھتوں کو بلا کر پوچھا۔ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے اس سے چالیس روز کی مہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ خاں اعظم نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز منجھتوں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے۔ اوصاف فنی سے یوں معلوم

ہوتا ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا اس جیسا پہلے کوئی اس امت میں پیدا نہ ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ سے دین اسلام کی ترقی و تازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائیں گے۔ یہ لوگ بے عزت و خوار ہوں گے۔ گمراہی اور بے دینی جڑھ سے اکھڑ جائے اس کا طریقہ بعینہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے نظریات جو مخالف شرع تھے مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و غنہ سنا سب کا قلع قمع ہو جائے گا۔ چند سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجوں سے لائق تھا۔ کئے لگا۔ چند روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزارہ سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا چونکہ اس امت میں پیغمبر کا مبعوث ہونا محال ہے اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قائم مقام ہو۔ اور تمام بیڑھے و گمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں بحسب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو از سر نو منور کرے۔ اور جہان بھر کے صاحب اقتدار اور سرکش آپ کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اس کا رعب چھا جائے اور اس کا ہر عمل شریعت کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں گے۔ نجومی نے خانہ مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہوں گے۔ اس روز سے خانہ اعظم حضرت مجدد العنثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ جتنی کہ تہجد کے دوسرے سال شرف زیارت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسب موقعہ یہ بیان کیا جائے گا۔

مولانا عید الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے زمانے کے جید عالم اور صاحبین کے سردار تھے

مولانا عید الرحمن کی بشارت

فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبر آباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہوا۔ میں جنگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چل دیئے میں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غنی آباد محل تھا۔ میں جاؤں کے مارے دہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات یہیں بسر کروں۔ آدھی رات گزری تھی کہ کہا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے۔ پھر امنوں نے نہایت عایشانہ فرش اس محل میں بچھایا۔ فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک فیخون آکر اس تخت پر بیٹھا اور ہزار ہا آدمی اس کے گرد گرد بڑے ہی ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا۔ اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سولے ہزاری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد بھی ہے۔ آخر مجھے پکڑ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک ملامرد ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں اور ساتھ ہی کہا کہ ان دونوں ہمارے علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا چار بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونے والا ہے جس کی ایک اللہ تعالیٰ کفر کی تائید کی کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدل ڈالے گا۔ اور اس کا طریقہ تمام اولیائے امت سے جدا گانہ اور افضل ہوگا۔ اس کے تمام اعضاء و اطوار اور اقوال و افعال سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے۔ اس کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور قیامت

سبک رہے گا۔ آپ ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے۔ مولانا عبدالرحمن قدس سرہ
اس روز سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد ہو گئے۔ حتیٰ کہ
تجدید و قومیت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدیموبی سے مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور صالحین عصر کے خواب

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت
کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ ہم ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان
میں لکھ آئے ہیں۔ آپ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب
آنے سے متفکر اور مغموم رہتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں
دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے اور ایک قوی الجشہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا
ہے۔ اتنے ہی ایک نورانی مسرود خدا بہت سی فوج لے کر جن کے چہروں سے نور
چمک رہا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل تھی۔ ظاہر ہوا ہے جن کی روشنی سے
جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منور ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج
کا وہ نور ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پکے درپے اور فوجیں بدستور آ رہی
ہیں۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اس فوج سے پر ہو گئی۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ
سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف ڈالی۔
دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گرا۔ تڑپا اور مر گیا۔

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح معبر لوگوں سے کیا تو سب نے
یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ غریب ایک شخص پیدا ہو گا جس
کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو اس وقت جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی

سے بدل جائے گی اور بدعت و گمراہی جہان سے بالکل ختم ہو جائیگی۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ
والسلام از سر نو تازہ ہوگی اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے وہ اس کے فرزند اور خلیفے میں
جو سب کے سب بدعت اور گمراہی کو جوڑے اکھیر پھینکیں گے اور سنت و ہدایت کو تازہ
کریں گے۔ دن بدن اس عجز کا طریقہ ترقی کرنا جائے گا۔ چنانچہ عام دنیا اس سے مستفید
ہو جائے گی۔ اور قیامت تک یہی مسد جاری رہے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور
دن بدن زیادہ ہوتا جائے گا۔ وہ قوی الجشہ ہاتھی اکبر بادشاہ سے جسے حق تعالیٰ اس
عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب دنیا سے اٹھائے گا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کرینگے
بلکہ آپ کے قرب و جوار سے ہی ظاہر ہوگا۔ اور آپ اس کے قریبی اصحاب سے ہوں گے
ان اشارات کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
فائزہ مخلص اور معتقد بن گئے۔

ان اشارات کے بعد بھی حضرت شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حق میں اور کئی واقعات بھی مشاہدہ کئے۔ حتیٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشا اللہ تعالیٰ اپنے
مقام پر بیان کی جائے گی۔

نہان اعظم کا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق ایک خواب

رکن سلطنت تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک
دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ۔ کچھو کچھ نکل رہے ہیں جس طرف اس
دریا کی لہریں جاتی ہیں اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے
ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوتا نظر آتا۔ جس کے نور کی شعاعوں سے
تمام زمین مشرق سے مغرب تک منور ہو گئی۔ جہاں پر اپنا قدم رکھتا ہے۔ وہیں سے

پیشہ جاری ہو جاتا ہے، ہزار ہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں، نہاتے ہیں، نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ میں نکھار آ جاتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہو گیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہو گئے ہیں اور درختوں کے پتے اندر سر نو تازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دریا باطل معدوم ہو گیا ہے۔

خان اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معجزوں سے پوچھی تو انہوں نے بہت سوج بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد ہندوستان میں کفر کا غلبہ ہے اور سانپ اور بچھو محمد اور بے دین لوگ ہیں جو شخص آسمان سے اُترتا ہے وہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اس کے قدم سیمنت ازوم سے ہدایت و ارشاد کا چشمہ جاری ہوگا جس کے نور ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا۔ تاریکی، بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہو جائے گا۔ اس کے نور ارشاد سے تمام بے دین اور ملحد مر جائیں گے۔ دین اسلام کو رونق ہوگی۔ مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا۔

یہ سن کر خان اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ معتمد ہو گیا اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا، جہاں تک کہ آنجناب کے جہاں آ رہے مشرف ہوا۔

صدر جہاں کا حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں ایک خواب | سید صدر جہاں

سید تھے۔ آپ اکبر کے مقرب بلکہ ملازمہاں تھے لیکن بادشاہ کے بے دین ہو جانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولوں

نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنیادیں اکھڑ گئی ہیں اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آ رہے ہیں اور لوگوں کو کاٹ لٹ رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے کاٹنے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سر ہند کی زمین سے ایک نور نکلا جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزار ہا خوش رنگ و خوش وضع پرندے نکل کر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ کَیْدٌ حَقٌّ آگیا اور باطل جاننا رہا۔

صبح سید صدر جہاں نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلیفہ شیخ جلال قدس سرہ کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے جو ان دنوں پھیل رہا ہے۔ اور بچھوؤں سے مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں جو لوگوں کو راہ حق سے بہکا کر راہ باطل پر لاتے ہیں اُس نور سے جو سر زمین سر ہند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے جو اس شہر سے پیدا ہوگا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا۔ بدعت اور گمراہی اٹھ جائے گی۔ بدعت و گمراہی کے سرغنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ان پرندوں سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مرد خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو دور کر دے گا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے ارشادات اور ہدایت کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ اور آپ اس کے اصحاب اور مقرب قرار پائیں گے۔ یہ سن کر صدر جہاں کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پیدا ہو گئی اور آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدسوسی و امدت سے مشرف ہوا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع بیان کیا جائیگا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ولادت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد اکثر سیر و سیاحت کی طرف مائل رہتے۔ خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں سمجھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے، ہوا۔ وہاں علماء وقت سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے۔ تو بہت دلدادہ ہو گئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ اسی اثناء میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کی حاکمہ اور صحیح النسب سیدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے جس پر ایک عزیز نکمہ لگا ہے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گنبد اور آئینہ اوپاٹے امت دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص اعلان کر رہا ہے کہ یہ مخدوم عبدالاحد کا فرزند آج جنم لے رہا ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

صبح اس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا۔
حضرت مجدد کی والدہ اس نے کہا کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صالحہ نے کہا۔ میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس سے انکار کیا لیکن جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اُسے سہتارے آئے۔ اس پاک دامن صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہندوستان کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا

اور جہان بھر میں کفر پھیل گیا تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ بر ملا کلمہ ہی پڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی دیوی کی طرح سجا کر رکھی رہتی تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی تو بارگاہ الہی میں زمین و آسمان رونے لگا اے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش غیر کی کرتے ہیں زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ندا ہوئی کہ عنقریب میں ایسا شخص پیدا کروں گا جو حضور کی شریعت کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے دور کر دے گا۔ اور ہدایت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس کے صاحب حمل کے وجود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائیگی اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چرچہ چرہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت حضرت کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گزرے ۲۴ شوال ۹۶۹ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا چاند مکرمت کے افق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان پر نور اور اہل جہان مسرور ہو گئے۔

مہرے بر آویج سپہر کمال طالع شد

کہ کس ندید چنناں ماہ در ہزار سال

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت لفظاً خاشع سے

نکلتی ہے شمسِ حساب کے مطابق آفتاب اس وقت بروجِ حمل کے خانہ شرف میں تھا جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور اشرף ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالبرکات لقب شریف بدر الدین اور اسم مبارک شیخ احمد مقرر کیا۔

شہر ملک ولایت شیخ احمد بمثلش مادرِ آیام کم زاد

حضرت مجدد الف ثانیؑ کی ولادت کے چند واقعات

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی آگئی تو کیا سمجھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کتا ہے کہ حق تعالیٰ نے گذشتہ و آئندہ تمام اولیاء کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ دوستو! اس کی زیارت کو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے گناہ بخش دوں گا۔ قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کروں گا۔

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین و البیتین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بذات

خود ازادہ کرم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلو میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فخرِ زندگی مبارکباد دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بیٹے کو بڑی خوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں آذان اور بائیں میں کبیر کہہ کر منہ پایا کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قائم مقام ہوگا اور میری امت کے دنیوی اور اخروی تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے امت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح فارغ کر لیا۔ حضور مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو ہم صحابہ کے امت کی طرف متوجہ تھے۔ ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیاء پیدا ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کو برداشت کی طاقت نہ تھی کہ ہم اس کے حوالے کھتے اور بارگاہ حقیقی میں غلوت گزریں ہوتے۔ اب یہ فرزند آیا ہوتا ہے کہ اب ہم ساری امت کا دنیاوی اور اخروی کارخانہ اس کے اور اس کے فرزندوں کے سپرد کر کے فراغ دلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں غلوت اختیار کریں گے۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہ خداوندی میں غلوت گزریں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم نہ بنا جو آپ کا قائم مقام ہوتا کہ چونکہ گذشتہ زمانے میں انبیاء کرام کی بعثت اور تبدل کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی ترجمانی کرتا اور اسے مضبوط بناتا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے اس امت میں علماء سے امت کو نبی اسرارِ نبیل کے انبیاء کا سامر تہ و یا گیا

ہے تاکہ دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں اور تقویت دیں۔ گذشتہ
 زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر اور رسول مبعوث ہوتا تو ساتھ
 ہی سابقہ دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالیٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیج
 دیتا۔ پورے نئی شریعت عنایت کرتا۔ ہزار سال بعد کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری
 تھا جو پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وارث
 کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سر نو تازہ کرتا۔
 چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیلی نہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کی انصاف خاص نسبت جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
 مبارک میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس
 فرزند کو جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل
 ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ دوسرے ہزار سال
 کے شروع میں ملی۔ اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو تازہ زندگی نصیب
 ہوئی۔

حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرہند پر انوار کی یارشیں فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت
 کے دن فرشتے انبیاء اور اولیاء اور رسولوں کی روئیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ
 تمام شہر سرہند اور اس کا گرد و نواح چر ہو گیا۔ اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لاکھ شہر
 سرہند میں گاڑ دیے گئے جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھیں چندھیا بی گئیں ایک
 فرشتہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ انبیاء کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیاء
 کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قائم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور
 امت محمدی علیہ السلام والثناء کے تمام اولیاء و اصفیاء اس کی اتباع میں ہوں گے کیونکہ
 وہ تم سب میں سے افضل ہے۔

ہندک اولیاء چوں اور نزاہ محمدؐ چوں اور نزاہ

شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حضرت

کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت مجدد الف ثانی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے دن ترسند میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے
 گروہ در گروہ کعبہ پر آ رہے ہیں اور وہاں سے شہر سرہند کی طرف جلتے ہیں۔
 اور کعبہ پر نور کے ہزار ہا جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔ اور کعبۃ اللہ کی چھت پر
 منادی کر رہے ہیں۔ گوگو! آج رات ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے
 جس کے سبب سے حق تعالیٰ دین اسلام کو عزت دے گا اور بدعت و مکر اہل کو
 برطرف کرے گا۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرے گا۔
 اور وہ تمام اولیاء امت سے افضل ہوگا۔

چندیں ہزارہا صنع خدا سے بکار رفت

نابو العجوبہ مثل تو مخلوق خلق شد

ایک بزرگ شیخ ابو الحسن
نبی کریم کی ایک ہزار سالہ تربیت کا ثمرہ چشتی نام حضرت مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت سرہند میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ
 آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت
 جمع ہیں اور ان کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے جس پر ایک مرد خدا کھڑا
 ہو کر کہتا ہے کہ گوگو! تمہیں مبارک ہو کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کی

روح کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیاء کو جو کمالات فرداً فرداً نصیب تھے وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے اور اپنے تمام کمالات کا مظہر اتم بنایا ہے

ہزار سال بیاید کہ تا باغ یقیں ز شاخ ہمت چو نتوگے بار آید
ہر قرآن و ہر قرن چو توی نہی بروز گار چو تو کس روز گار آید

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے لے کر سات روز تک جب تک عقیقہ نہ ہو چکا تمام راگ و رنگ کے ساز، مثلاً بانسری، ڈھول، دف، طبلہ، چنگ، سازنگی، ڈھولک وغیرہ سے سربلی آواز نہ نکلی اور شراب میں سے نشہ کی قوت زائل ہو گئی۔ عیش و عشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا تو ان بڑے اعمال سے توبہ کی۔ لوگوں نے جب توبہ کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف جاتا رہا ہے مفت میں انہی عذاب ہماری گردن پر پڑھتا جاتا ہے اس واسطے ہم دست بردار ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ وقص سماع و فغہ وغیرہ مخالف شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آگئے کیونکہ سماع و فغہ و وقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام صاحب حال حیران رہ گئے جب اس راز کی تہہ تک پہنچنے کے لئے توجہ کی تو حق تعالیٰ نے انہیں بذریعہ الہام خبر دی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو امور شرع کی تمام مخالفت کو دور کر دے گا۔ اور اس کے وجود کے فورے بدعت اور گمراہی مٹ جائے گی۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رونق ہوگی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنت نبوی اور شریعت کے مناسب امور

ظاہر ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم ولادت اکبر کا تخت الٹ گیا | پر اکبر بادشاہ ہند کا تخت الٹ گیا۔ پھر لوگوں نے دست کیا۔ پھر سزنگوں ہو گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ تھے خواب میں دیکھا۔ کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ ایک بڑا ستلہ تیز ہوا آئی اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے مارا۔ اس خواب کے ذریعے سات روز تک بادشاہ کی نینان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہو گیا ہے۔ کون مرض لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام حافظ طیبوں کو اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے جب ساتویں دن بادشاہ نے گفتگو کی تو کہہ مجھے کوئی مرض نہیں اور اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقل مند تارگئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی۔ اور اس کی باطل رسم و آئین کو دہم برہم کر دے گی۔ خان اعظم اور سید صدر جہان نے بھی اس کے پیشتر ایسے خواب دیکھے تھے اور معجزوں اور عجوبوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے علاوہ ان میں شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب واقعات کے ساتھ ساتھ پندھوں۔ معجزوں اور عجوبوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ پر دہشت چھا گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن

حضرت قیوم اول سنت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق پیدا ہوئے۔ لہٰذا کہ آپ کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی

آپ کا بدن مبارک نگاہ بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے۔ جینا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں اور پڑے رہتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ چہرہ ہر وقت خوش و خرم اور خندان رہتا اگر سالہا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی۔ تو بھی آپ نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے۔ آپ ہر دلعزیز تھے۔ جو آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت بیدار ہو جاتی۔ آپ چند دنوں میں اس قدر نشوونما پائی۔ جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے۔ اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشوونما ہوئی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے۔

قادریہ فیضان کا حصول | ایک سالہ شیر خواہ گی کے زمانے میں آپ لاغر اتفاقا شہر سرہند میں آ سکے۔ حضرت مخدوم قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس بچے سے نائل کرے۔ جب شاہ کمال نے دُور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب سا آیا۔ کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ عنقریب یہ ایسا آفتاب بنے گا۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک پر نور ہو جائے گا۔ اور یہ بدعت اور گمراہی کو ہر طرف کر دے گا۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان

مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبا رکھا۔ جب چھوڑا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس بچے نے تمام قادریہ نعمت ہم سے حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں تشریف لاتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خوش خبری سناتے کہ عنقریب یہ بچہ اس اس مرتبے کا مالک ہوگا۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت ان کے پاس موجود تھا اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا اور وصیت کی کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہوگا۔ یہ خرقہ اسے دے دینا۔ یہ وصیت کر کے اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ابھی سات سال کی تھی کہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دابر فانی سے رحلت فرما گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی ظاہری تعلیم و تدریس

ملا بدر الدین سرہندی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی مصنف زبقة المقامات برکات الاحمد یہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور دوسرے علوم کی تفصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی۔ بہت سے علوم آجنگاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و متقی علامہ روزگار عابد اور

زائد تھے۔ معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں
پھر حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ مولانا یعقوب
کشمیری سے جنہوں نے عربی الشرفین پہنچ کر برس برس حدیثوں سے استفادہ کر کے
سند حاصل کی تھی پڑھ کر سند حاصل کی بلکہ سند کبروی میں آپ مولانا کے مرید ہوئے
یہ تمام علوم آپ نے بلوغت سے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے جب آپ علوم ظاہری
کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالع علموں کو پڑھانا شروع
کیا۔ حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث
کو مکمل درس کی اجازت جو انجناب کی اولویت کے سبب آپ کو پہنچی اور حدیث یہ
ہے۔ المرحومون یرحمہم الرحمن تبارک و تعالیٰ ارحمہوا من فی
الارض یرحمکم من فی السماء۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے جو
روئے زمین پر ہیں ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔
محمد بن کے پیشوا محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمن سے جو اپنے زمانے کے بڑے
محدث اور عالم تھے سند حاصل کی چونکہ انجناب رحمت الہی کے خزانہ تھے اس واسطے وہ
حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مکمل آپ
کو پہنچی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک
ایک رسائل تصنیف فرمائے اور ان میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج
فرمائے۔ رسالہ تمیلید اسی وقت کی تصنیف ہے۔ علوم ظاہری میں انجناب کو اس قدر محنت
حاصل تھی کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے اور خود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس
بات کے آخری مجتہد تھے۔ انجناب نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے
میں جنہیں امام ابو حنیفہ شافعی ابو یوسف اشعری اور ابو منصور ماتریدی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم
نے بھی افشاء نہیں فرمایا تھا۔ انشاء اللہ حسب موقع اس کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی سید الانبیاء علیہ السلام شرف مصافحہ فرماتے

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات کوسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کرے گا اس کے لئے
بہشت واجب ہو جائے گا۔

مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلے سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ اس کی ترتیب یہ ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمن بخشی کابلی المعروف بہ
حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان ادہمی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی اور انہوں نے شیخ محمود الغفری رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اس کتاب کے مولف کمال الدین محمد حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھ وسیلوں سے
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا جس کی ترتیب یہ
ہے:

میں نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الخ۔

حضرت قیوم اربع خلیفہ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت
یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

و اکبر و سلم کے مابین چار شخص ہیں جن میں سے ایک جوت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول کا اکبر آباد کا پہلا سفر

اکبر آباد کے علماء حاضر خدمت ہوتے ہیں | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دار الخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ (اکبر بادشاہ) کا پایہ تخت تھا۔ چونکہ اس کے دربار میں اکثر علمائے نامدار موجود ہوتے تھے اس واسطے آپ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف فرما ہوئے تو بادشاہ کا تمام شکر آپ کی علییت سے حیران رہ گیا۔ تمام علمائے زمانہ اپنے علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے جیسے کہ پہاڑ کے سامنے میں راہی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرنے لگے۔ آنجناب کی شاگردی پر بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ علمائے کرام تو جوق در جوق آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور اکبری لشکر کے بہت لوگ بھی آپ کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجناب کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل لشکر میں ہو گیا۔

سیلم چشتی کے ایک خلیفہ | ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال خلیفہ جو آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات سے متعارف تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ بیکتا سے روزگار ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجناب کے حلیہ بالک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجناب کی توفیق آوری کے منتظر تھے۔ حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے ان سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ دریافت کی

تو انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علیہ مبارک کے سنایا کہ یہ وہی شخص ہیں جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے لیکن ابھی تک آنجناب نے تجدیدی امور کو سر انجام دینا شروع نہیں کیا تھا۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لے کر دونوں بھوؤں کے درمیان مقام تک ایک سرخ لکیر تارہ کی طرح چمکاتی تھی جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید کی علامت تھی۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ علامت گذشتہ و حال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ بغیر یہ ہی یہ بزرگ حق تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کریں گے جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کرے گا۔ آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔ اور قیامت تک یہ فیضان جاری و ساری رہے گا۔

مشائخ اور عقل مند علماء ابو الفضل اور فیضی حضرت مجدد کی خدمت میں | میں سے جو شخص حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرتا وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ابو الفضل اور فیضی جو اکبر بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے مقرب خاص تھے۔ اس وقت علم و فضل میں سرور اکبر اور بے نظیر تھے۔ چنانچہ ابو الفضل نے بادشاہ کی تعریف میں اپنی دونوں ایک قصیدہ کہا جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

دہ سال پہنچ پیش پہ کافرین بڑو تحصیل کردہ ام ز علو مے مقدر
ان کے بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر شن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے اس نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر تشریف

لائیں لیکن بے سود چنانچہ دونوں بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت اعتدال کا اظہار کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ان کے حال پر عنایت و شفقت فرمائی۔ دوسرے دن انہوں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں بھائیوں نے حسب دستور خدمت کے مراسم ادا کئے۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا اور شاگردوں کی طرح خدمت سجا لاتے رہے۔ دونوں بھائیوں اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت محبت ہو گئی اور اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا۔ جو تحفہ دونوں بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی دوسری طرف سے آتا۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، برکات الامجدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ابوالفضل نے اپنے ایک ارشاد کو چند ایک کلمات لکھ دیئے ان میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام کو بطور سند پیش کیا اور ساتھ ہی حضرت کی بہت تعریف کی۔ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی تھی۔ ابوالفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے لفظ کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی۔ اگرچہ خود دونوں بھائی علم میں یکساں زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جمال لاہوری تلوی وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر مذکور کی تصنیف کا آغاز ہوا۔ چند ایک جزیں لکھی بھی گئیں۔ اتفاقاً ایک مقام پر پہنچ کر تمام علماء اور وہ دونوں بھائی رک گئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔ ابوالفضل نے حضرت قیوم اول کو تکلیف دی کہ ہم دونوں بھائی اور تمام علماء اس مقام پر مجبور ہو گئے ہیں نیز اس نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم غنیمت سمجھیں گے اور احسان مانیں گے کیونکہ ہم اس مقام پر مجبور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے کبھی بے لفظ عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کی التجا سے قلم اٹھایا۔ اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں لکھ دی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علماء کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور قصص اور شان نزول آیات اس قسم کے لکھے۔ کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔ پھر تو ہر روز اس تفسیر بے لفظ کے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ یا تو خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے یا آپ کی مدد سے تصنیف ہوا۔ یہ دیکھ کر ابوالفضل اور فیضی اور تمام علمائے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب کے علمی مقام اور اجتہاد کے معترف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی سے ابوالفضل اور فیضی کا منظر

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الامجدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ فلسفیدان اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس قدر مبالغہ ہونے لگا کہ بار بار علمائے دین کی توہین ہوتے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شش اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے آپ کو واضح قرار دیتے ہیں مثلاً الہیات، حکمت، نجوم، ہیئت اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرے کار آمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیائے گزشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چراگے ہیں اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں جیسے ریاضی اور طبیعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے دین کو کیا فائدہ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علمائے حق نے اپنی تعنیحات میں ان پر کھرا فتویٰ دیا ہے۔ جب ابوالفضل نے یہ سنا۔ تو سخت اندیش

ہوا۔ اور کہنے لگا کہ غزنائی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت برا فروخت ہوئے اور ابو الفضل کو سخت سست کہہ کر مجلس سے اٹھ گئے۔ ابو الفضل اپنے کہنے سے سخت نادوم ہوا۔ اور بہت معافی مانگی بلکہ دوسرے روز خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر حاضر ہو کر عرض کی جو کچھ کل مجھ سے ہوا۔ سہوا ہوا جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں وہی حق ہے جناب کسی قسم کا طعن نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی منت و حاجت سے سوا کہہ کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک بار عید الفطر کے روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو الفضل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ آسمان ابرا کو دسپہنے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کر لی تھی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ کیا۔ عصر کا وقت تھا کہ آنجناب کی ابو الفضل سے ملاقات ہو گئی۔ ابو الفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں فرمایا۔ واقعی میں بذرے سے ہوں۔ ابو الفضل نے کہا۔ تمام جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ابرا کو دسپہن تھا کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر مان ہی لیا جائے کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں۔ اس موقع پر ایک مجمع کی گواہی کی ضرورت تھی جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں روزے اور عید کے بارے میں بادشاہ کی گواہی مطلقاً غیر معتبر ہے کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو کر مرتد ہو گیا ہے۔ ابو الفضل نے کہا تاحی کا علم کافی ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قاضی کا علم معاملات ملکی میں کفایت کرتا ہے عبادات میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ آخر اس نے کہا کہ ان کو کوک کو جانے دیجئے۔ آج عید ہے افطار فرمائیے گا۔ چنانچہ پانی منگا کر ہاتھیں لیکر آنجناب کے

لوگوں کے قریب ملے گئے۔ آنجناب نے پیاسے پر ہاتھ مارا جس سے سارا پانی اس کے گالوں پر پڑا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ اس لئے کپڑوں کے بھیگ جانے سے بہت ناراض ہوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اتنے میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی گواہی دی۔ آنجناب نے خود اللہ کر پانی لیا اور روزہ افطار فرمایا۔ چند روز بعد پھر ابو الفضل اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کر دی۔ اور کہا کہ خرق الیقیم کے نہ ہونے کی وجہ سے آسمان سے فرشتے ناراض نہیں ہو سکتے۔ آنجناب نے عقل و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کر دیا ہے کہ فلسفیوں کے نزدیک بے خرق الیقیم فرشتہ نامنزل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین کہتے ہیں ان دونوں کے لئے آسمانوں کا رہنے میں نہ ہونا زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آتے ہیں جس طرح نظر عینک میں سے روشنی شیشے میں سے۔ ابو الفضل نے کہا کہ ممکن ہے کہ فرشتہ نزول کرے۔ لیکن یہ کہہ کر معلوم ہوا کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے۔ اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابو نصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتاب میں اور ان کے علوم ان کی حکمت و ولایت کرتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پس اسی طرح قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے۔ اور فرشتہ انہی پر ہی اترتا تھا۔ یہ سن کر ابو الفضل خاموش ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قہر و غضب سے "الحب للہ والبغض للہ" کہہ کر ابو الفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کر دی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی اور کئی مرتبہ آنجناب کے

درد و دولت پر حاضر ہو کر معافی کا خواست گزار ہوا۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔

آنجناب نے رسالہ اثبات نبوت اسی موقعہ پر تصنیف فرمایا تھا۔ اس کی تصنیف کی وجہ یہی اہل الفضل والا مناظرہ تھا۔ اس مناظرے کے حضور سے عرصے بعد شاہزادہ جہانگیر کے اشارے پر اہل الفضل کو قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو کڑا کر کٹ واسے تابان میں پھینکا گیا۔ یہ قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور تھا۔ کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ بھی ہے۔ مصرعہ

تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید

اہل الفضل کا حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا دونوں آنجناب کی تجدید سے پہلے وقوع میں آئے۔

چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپا **شیخ عید الاحد اکبر آباد میں** میں رہتے ہوئے مدت گز گئی۔ اس لئے آنجناب کے والد بزرگوار حضرت مخدوم آنجناب کے شوق دیدار سے بے قرار ہو کر باوجود ضعف پیری اور بعد مسافت اکبر آباد تشریف لائے۔ شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے تو پوچھا کہ اس بڑے پاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔

یوسف زود برکنساں یعقوب بیرون آمد

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت قیوم اول بھی اپنے والد بزرگوار کے آتے ہی ساتھ ہوئے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں ہمیشہ انہیں کی خدمت میں رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی شیخ سلطان کی دختر نیک اختر سے شادی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آ رہے تھے تو آٹھائے دہائی میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیہ میں آپ کا گزر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان نے ملاقات ہوئی۔ آپ بادشاہ جہند کے رشتے مقرب اور اس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیان مطلقے کا حکم مقرر ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے حضور اس کا بکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد کی شادی کے لئے شیخ سلطان کو حکم | **شیخ سلطان رحمۃ اللہ** | تعالیٰ علیہ نے جناب کے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو شیخ صاحب کو کہتے ہیں کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے تمہاری اور میں کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سرہندی سے جو کہ میرا فرزند اور عظیم الشان ہے کر دو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے کہ وہ شیخ احمد سرہندی کون ہیں۔

دوسری بار پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ سلطان سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علیہ مبارک بیان فرمایا۔ جب شیخ سلطان نے اس سے تو ایسے شخص کی تلاش کی۔ اتفاقاً حضرت قیوم اول بھی ان دنوں تھانیہ میں جو علامات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ سلطان سے بیان فرمائی تھیں۔ وہ سب آنجناب میں پائی گئیں۔ تاہم شیخ سلطان اطمینان قلبی کے لئے حکم تانی کے منتظر رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سرہندی سے کر دو۔ تم اس بات کو مانیں یا نہیں۔ اگر اب بھی نہیں کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔

علاوہ انہیں شیخ سلطان اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے کہ ایک مرد خدا پیدا ہوگا جن کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا اور بدعت اور مگر اسی کو جہان اتحاد دیں گے۔ وہ مرد خدا یہی شیخ احمد سرہندی ہیں۔

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب کا ذکر کیا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں تو مجھے بھی منظور ہوگا۔ حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دونوں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے اسے اپنے وطن مالکوت میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظاہر مال و دولت بکثرت ملا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ کر ایک نئی حویلی بنوائی۔ پھر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محلہ ہے۔ حویلی کے ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے تو پرانی جگہ پر آتے۔ اسی سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب ”پرانی حویلی والے“ پڑ گیا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریاست بھی حضرت مجدد الف ثانی کے جتنے میں آئی۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَجَدَكَ عَائِلًا خَائِفًا اور تنگ دست پایا۔ سو غنی کر دیا۔ اسی طرح حضرت مجدد اس شادی کے بعد غنی ہوئے۔ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری امت میں شیخ احمد سرہندی پیدا ہوئے ہیں۔ پھر خطبہ کے دوران ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار اصحاب راشد ہیں۔ پانچواں دوست شیخ احمد ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کرے گا اس کے ایمان میں پیدا پورا فرق آجائے گا۔

شیخ سلطان نے خواب کے شکریہ میں دو گنا ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سادہ پیسہ دیا۔ اور اس بات کا شکریہ بجالا کر کہ ایسے شخص سے رشتہ ہوا جو امت میں سے افضل ہے۔

تجدید سے پہلے عالم شباب میں ایک بار حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کمزور ہو گئے۔ چنانچہ صنعت اس قدر طاری ہوئی کہ زیت کی امید باقی نہ رہی۔ زہرے عصر نے شیخ سلطان کی بیٹی جو آنجناب کے حرم محرم تھیں۔ از سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عجز و انکساری سے باگاہ الہی میں آنجناب کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ خاطر جمع رکھو بھی اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے ہزار ہا کام لینے ہیں جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلد ہی آنجناب شفا یاب ہوئے۔ اور آنجناب کو قرب الہی کا وہ دھج غایت ہوا۔ اس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آ سکتا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو خرقہ خلافت ملا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آنے اور شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سرہند ہی رہے۔ اور یاطی کمالات کا فیضان حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آ گیا۔ تو

آپ نے تمام بیٹوں کو بلایا اور خرقہ خلافت جو سلسلہ گنگوہی، سہروردیہ میں کہا و اجازت سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا تھا اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا۔ سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ "مبدأ و معاد" میں فرماتے ہیں کہ مجھے نسبت خردیت کا سرمایہ اپنے والد بزرگوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مرد خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ، کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ یہاں مرد خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں۔

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس درویش کو عبادت نافذہ کی توفیق حاصل تھی۔ نافذہ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے نصیب ہوئی۔ یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

شجرہ چشتیہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مجدد شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ محمد عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ احمد عبدالحق

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ فرید الدین مسعود اجدہنی معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ قطب الدین کاکلی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ معین الدین سجری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علی دیوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ حذیفہ مرغشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں سلطان ابراہیم اوجم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں عبدالاحد زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے۔ اور اسی واسطے آنجناب کے خلفاء آج تک مختلف بسطوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالف سنت مثلاً رقص و سماع اور توحید و جود سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ حضرت قبور الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید سے پیشتر سالکوں کی ترقی شرعی امور کی مخالفت کی وجہ سے مودود ہو گئی تھی۔

اولیاء اللہ کے یہ سلسلے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود شریف کے توسط سے از سر نو

متبع شریعت ہوئے۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پر کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ قدس سرہ کے متوک حالات

حضرت باقی باللہ بزرگ قدس سرہ کے والد بزرگوار قاضی عبدالستار ہیں جو اپنے زمانہ کے مشہور ولی اللہ تھے۔ دن رات خوف خدا سے گریہ و زاری میں مشغول رہتے خواجہ باقی باللہ کابل میں پیدا ہوئے۔ لیکن سہری بزرگ کے آثار جناب کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ آپ نے ظاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ ماور النہر کے مختلف علاقوں کی بہت سی سیاحت کی۔ اور وہاں کے علماء و مشائخ سے ظاہری اور باطنی فیض کا حصہ حاصل کیا اور سلسلہ خواجگان کے خلفاء سے بہت سی نعمتیں حاصل کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے۔

آپ رام خدا میں حد سے زیادہ گوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں اور بوڑھوں اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور قلق کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پیغمبر مہیہ کہہ جاتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پروا نہ کرتے۔ اور کچھڑ مٹی، برف اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتیٰ کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر اپنے خوان نعمت سے آپ کو معمور کرتے۔

خواجہ یاشم کشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برکات الاحمدیہ میں بکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہمارا کام خواجہ بہار الحق والدین نقشبند اور ان کے خلفاء کی وجہ سے سرانجام ہوا ہے۔

علاوہ انہی حضرت خواجہ بزرگ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اویسی

تھے۔ آپ کے مفصل حالات آپ کا ماور النہر، بخشاں اور ہندوستان میں سیاحت کرنا۔ مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہندوستان میں اقامت پذیر ہونا۔ اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصاً حضرات القدس اور برکات الاحمدیہ میں تفصیلی طور پر درج ہیں۔ اس واسطے یہاں پر آپ کے مفصل حالات نہیں لکھے گئے۔

ایک روز حضرت خواجہ بزرگ حضرت خواجہ بزرگ بہار الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ پُر نور پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ تو خیر اللہ کر نے خواجہ بزرگ کو فرمایا کہ عزیز من عنقریب ملک ہندوستان میں حضرت سید محمد علی علیہ السلام کے حکم کا نائب اتم مبعوث ہوگا۔ صحابہ کرام کے بعد اولیائے امت میں کوئی ولی اس حدیث پیدا نہیں ہوا۔ اور قریب بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیاء کی توجہ اس کی طرف ہے ہر ایک اسے اپنے سلسلہ میں لانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے وسیع سے ان کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت و ارشاد کے نور کی شعاعیں عرش سے فرش تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ ہماری بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امتین غالب ہے کہ ہماری یہ امید برآگئی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہندوستان جاؤ اور اس مرد خدا سے ملو ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلہ میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا فرمائی تھی وہ حضرت بابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم تک بطور امانت پہنچی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفاء کے سپرد کر دی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہے۔ اغلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہوگا۔ پہلے خواجہ امکنگی کے پاس جاؤ اور ان سے یہ نسبت حاصل کر کے ہند کائرخ کرو۔ پھر یہ نسبت

اس عزیز کو پہنچاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصل جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پسے گز چکا ہے)
نسبت نقشبندیہ | حسب الحکم خواجہ نقشبند خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
 خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ کو بھی اس معاملہ سے گاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں فرمایا کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں
 حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے
 گذشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سن کر ہر دو خواجہ صاحبان چند روز خلوت
 میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت
 کی تربیت سے سرانجام ہوا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو
 تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت ہو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک نسل قبیلہ
 ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب الحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ہند کی تیساریں میں مشغول ہوئے۔

خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں تشریف آوری

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت القدس میں اور خواجہ ہاشم کشتی رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ ہرکات الاحمدیہ میں بکھٹے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب مہذوم خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔
 تو میں نے اس کام کی ہندی کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔
 جب میں نے استخارہ کیا تو کیا دیکھا ہوں کہ ایک لہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے
 نسبت کی کہ اگر یہ طوطا خود اگر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو یہ سفر میرے لئے بامراد ہو گا۔
 بینچال کر تہری وہ طوطا اُن کے میرے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ میں نے اپنا دم اس کی چونچ میں
 ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا
 کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیے۔ کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ کوئی مرد خدا
 ہندوستان میں تمہارے دامن تربیت میں آئے گا جس سے تمام جہان اور اہل جہان منتور ہو
 جائیں گے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہو گا۔ مدت سے تمام اولیا اس
 مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں جلدی جا کر اس سے ملو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو
 تمہارے دامن تربیت میں آئے گا۔ اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا
 قصہ زمانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے۔

حضرت باقی باللہ کی حضرت مجدد کی خواب میں ملاقات

اور ملا بدر الدین اپنی توانہ یوں میں بکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ تم اب قطب الاقطاب کے پروردگار میں آئے ہو اور پھر اس کا اعلیٰ بھی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی کسی کو بھی اس صورت و شاملی کا نہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں محسوس کیے۔ میں نے کہا شاید اس شہر کے کسی باشندے میں قطبیت کی قابلیت ہو جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حاکمیت مل گیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دونوں حضرت خواجہ بیرنگ سرہند میں ولاد ہوئے ان دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے۔

سرسبزین سرہند جہراں ہو گئی

تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا کہ زمین سے لے کر عرش تک ایک مشعل روشن ہے جس سے تمام جہاں منور ہو رہا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور اس ایک مشعل سے ہزار ہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کیے ہیں جس کی تہ تمام جگہ چراغوں سے پُر ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس مشعل سے مراد ہی عزیزی ہے جس کی خاطر تم آئے ہو۔ اور وہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص کا وارث ہے۔ یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھی مشک کے لگے

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا کہ جب حضرت امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم خدمت یاروں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ بیرنگ نے خواجہ بیرنگ کو چند روز کی عزیمتی میں خلعت خلافت دے کر ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے غیرت کے بہت بھغھڑائے کہ ہم نے اتنی مدت خدمت کی اور اس جوان نے جلدی خلافت کا ملہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ امکنگی نے یاروں کی شورش کی خبر سنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام سرانجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تفصیح کر کے خلافت حاصل کی ہے۔ ہندوستان میں ایک کا عظیم درپیش ہے۔ اسے اس کام کے لئے ہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اولیائے امت اس عزیزی کے منتظر ہیں۔ اس واسطے اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوشان پر دال ہیں چنانچہ ان میں سے چند ایک لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سننے والے کی طبیعت پر ایک گونہ ملال آجاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا گیا ہے۔

جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس عزیزی کی سرحد صحتجو کی جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور خواہوں میں دیکھ چکے تھے لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ نہ ملا۔ آخر

جب دارالارشاد سرہند میں پہنچے جو اس عسکر کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا کہ واقعی یہ شہر اس عزیز کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے اور حد سے زیادہ جستجو کی۔ لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال کیا کہ شہر دہلی جو ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ وہیں چلیں شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عزیز کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے تو قلعہ فیروزہ میں قیام کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس عزیز سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے۔ اس نسبت کے وارث یعنی اس عزیز کو دی۔ اس عزیز سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر حج پر

حضرت خواجہ باقی باللہ سے پہلی ملاقات حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے شائق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید بہت دیر آتی تھی جب آجماہ بن گئے والد ماجد اس دنیا سے فانی سے رحلت فرما گئے تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ کر لیا۔ کسی دوسرے کو اس کی اطلاع نہ کی۔ اور تنہا اس سفر مبارک پر روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے تو مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو شروع سے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات اور مناقب بیان کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت شوق ہوا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی اس

سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سنی تھی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی عزیز ہیں جن کی تشریف آوری کی خوشخبری حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دی تھی۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وطن مالوف سے یہاں کیوں آئے ہیں۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ولی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی فرمایا۔ آپ حرمین الشریفین کی زیارت کو جا رہے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے وہ یہیں سے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اچھا تمہیں روز ٹھہروں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مان یا بعد ازاں حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطابقت کے طریقہ کے مطابق ایک نشان دیا جس سے دن بدن بلکہ آٹا فاتا آنجناب کو ایقان و اطمینان حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بہ ساعت ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گزشتہ و آئندہ اولیائے امت سے سبقت لے گئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آ سکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت، فردیت، قیومیت، خلعت، طینت، اصالت، بقیت اور تجدد الف ثانی سب کچھ حاصل کر لیا۔

پہلے پہل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی سلوک کے ابتدائی دور میں

کو توحید وجودی کا احکام تھا۔ چنانچہ خود انجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ انابت کے ایک روز بعد بے خودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیاء معتبر سمجھتے تھے۔ اور غیبت سے موسوم کرتے ہیں۔ مجھ پر بھی طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور تمام دنیا سے اس طرح نمایاں ہوں جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بے خودی آہستہ آہستہ غالب آئی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی۔ بعض اوقات ساری ساری رات بخود رہنے لگا۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی تو فرمایا: یہ ایک قسم کی فنا ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے دوسروں کے سامنے ایسی کیفیت کے ذکر سے منع فرمایا۔ اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیاء میں مروج ہے۔ جب اس کی کیفیت خواجہ باقی باللہ سے عرض کی تو فرمایا اپنے کام میں لگے رہیں۔ بعد ازاں فنا کے فنا حاصل ہوئی۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ نے پوچھا کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہیں اور متصل اور واحد کی پہچان کرتے ہو۔ میں نے عرض کی جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود وہ دہر کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی رات اس قدر ہی فنا حاصل ہوئی۔ میں نے اس کی کیفیت یوں عرض کی کہ پہلے مجھے حق تعالیٰ کا علم حاضر حاصل ہوا۔ پھر ایک نوظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو لپیٹ لیا۔ میں نے اس نور کو حق تعالیٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے میں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا ہے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیاء سے ہے۔ جو اوپر میچے واقع ہیں۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نقطہ کی نفی کر دینی چاہیے۔ میں نے وہی ہی کیا وہ

ظلالی درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی کہ اس مقام پر مشہود حق بخود بخود ہے۔ جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور علیہ السلام پر نسبت نقش بند یہ ہے۔ اسی حضور کو حضور بے غیب بھی کہتے ہیں۔ اسی مقام پر نہایت کے مدارج ہدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق میں رنگ اخذ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے سلسلوں میں پر کے بتائے ہوئے اور اذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ ہاتھ آتی ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل مقامات سلوک میں ترقی ہوئی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فاضل متحقق ہوئی جسے فنا کے حقیقی کہتے ہیں۔ اس فنا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھکی جیسے ہمارے مقابلے میں رانی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اعجاز ہزارہ عالم کو فردا فردا محترم خود دیکھا۔ اور اپنے آپ کو عین یہ سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک ذرہ سے میں حق تعالیٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی کم نہ دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک ذرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کے باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ توحید میں حق یقین کا مرتبہ بھی ہے۔ اور اسی مقام کو جمیع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں تمام جہان کی مختلف صورتوں کو جیسے کہ پہلے دیکھا کرتا تھا۔ اب وہ وہی اور خیالی دکھائی دیتے لگیں اور ہر ایک ذرے کو جسے میں پہلے حق تعالیٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی تغیر و تبدل کے وہی دیکھنے لگا۔ اس دید

سے بڑی حیرت ہوئی۔

فصوص الحکم کے معارف سے قلبی کیفیت در ہوگئی | اسی آتنا میں فصوص کی یہ عبارت

”وان شئت قلت الذی عالم حق شئت انه خلق وان شئت قلت انه خلق من وجه وان شئت بالحیرت بعد ما التمهیز بینہما۔ جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی یاد آگئی۔ اس عبارت سے وہ حیرت و گھبراہٹ دور ہوگئی۔ بعد ازاں کیفیت بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا۔ اپنے آپ میں لگے رہو حتیٰ کہ موجود اور مہیوم کی تمیز کر سکو۔ میں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا۔ بعض اہم نسبتوں کی عدم تمیز ثابت ہے۔ میں حسب اللہ شاہ اپنے کام میں مشغول رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دو روز بعد فضل اپنے فضل و کرم سے مہیوم اور حقیقت کی تمیز عنایت فرمائی۔ جس سے موجود حقیقی اور مہیوم میں تمیز کی۔ اور صفات۔ افعال اور آثار جو مہیوم دکھائی دیتے ہیں وہ حق بجانب سے معلوم ہونے لگے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض مہیوم پایا۔ اور خارج میں سوائے ایک ذات کی کسی اور وجود کو نہ دیکھا۔ جب یہ کیفیت حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ ”فرق بعد از جمع“ کا مقام ہے۔ تمام اولیائے گذشتہ و آئندہ کی کوشش اور رسانی صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام پر تمام مشائخ نے مقام تکمیل و ارشاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب استعداد ظاہر ہوتا۔ جو کمالات اور ول کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقطورے دونوں میں حاصل ہو گئے۔

لکھے بر دند زبں دلیز نسبت بآں در گاہ والا دست بر دست

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجرید الف

توحید و جود کی نظریات سے شروع | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجرید الف ثانی اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید و جود کی کے مذکور بالا کمالات و مقامات سے تہ تی کر کے اور اصل اصول سے جو کمالات نبوت کا انحصار حاصل ہے اور سوائے صاحب کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ مشرف ہوئے اور یہ کمالات حضرت نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری پیروی پر مشتمل ہیں۔ تو جو کچھ آنجناب نے اس سے پیشتر توحید و جود کی بارے میں لکھا یا فرمایا تھا۔ اس سے نام ہوئے اور رجوع فرمایا۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۰۶ میں جو اپنے سلسلہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحید و جود وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے۔ جب مجھے کام کی اس حقیقت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں شرمندہ اللہ مستغفر ہوا۔ استغفر اللہ و اتوب الیہ من جمیع ذنوبی سبحانہ و تعالیٰ۔

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو کلام میں نے توحید و جود کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے اس سے اب میں توبہ کرتا ہوں تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے مقابلہ میں توبہ بھی مشہور شدہ چاہیے۔ مقام وحدت الوجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس قدر غالب آئے کہ جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوبرو قلم کو قلم لگاتا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی کٹ جاتی۔

خواجہ ہاشم کشمیری برکات الاحمد یہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین

حضرت خواجہ برنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا کے متراج تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج الدین کو حکم دے رکھا تھا کہ دوستوں کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتایا کریں لیکن میرے حالات کو آپ نے متفقہ کر رکھا تھا وہ بذات خود سنا کرتے تھے۔ ایک روز ابتدائے حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا کہ اے جوان کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے، میں نے انہوں سے انکار کیا کہ میرے احوال آپ کے سننے کے لائق نہیں، شیخ تاج نے جب مجھے نیا وہ مجبور کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دلوں میں نے خواب دیکھا تھا۔ میں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اس پر تصرف کیا ہے۔ تو بے خود ہو کر گر پڑے ہیں۔ جب انہوں نے بہت کچھ منت و سماجت کی تو میں نے انہوں سے جذبہ واقعہ مذکورہ بیان کیا۔ وہ واقعہ سن کر شیخ تاج کی حالت بدل گئی۔ اور جو حالت میں نے خواب میں دیکھی تھی اس کا اثر ظاہری طور پر شیخ تاج پر ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حسب ذیل مضمون پر ایک خط لکھا۔

”ایک شخص شیخ احمد نام سرہند کا رہنے والا کثرت علم اور قوت عمل سے مالا مال چند روز میرے پاس رہا۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات مشاہدہ کئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دن آفتاب روحانیت پر گر چکے گا۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقین فانی ہو گیا ہے۔ اس شیخ مذکورہ کے بھائی اور رشتے دار بھی ہیں جو سب کے سب مشائخ اور عالم ہیں۔ ان میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسرار الہی اور جوامع علم

میں۔ عجب استعداد کے مالک ہیں۔ امید ہے کہ ان میں سے ہر ایک چراغ ہوگا۔ جس سے جہان اور اہل جہان ہر دو منور ہو جائیں گے۔“
مختصر یہ ہے کہ وہ شجرہ طیبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے نیک اور عمدہ پھول عطا کرے گا اللہ تعالیٰ کے دروازے کے فیروں کے دل بھی عجب ہیں۔ قیامت تک ان کے ارشاد و ہدایت کا نور منقطع نہیں ہوگا۔

حضرت خواجہ برنگ باقی باللہ کی نسبت معہرہ کا حصول

حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امانتِ ثلاثیت کی سپردگی | اس بات کے شکر تیریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کا کام آسان کر دیا کہ ایسی فضیلت اور توفیق بلایت ملے شخص (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو آپ کی جناب میں پہنچا یا جو امانت کے انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت و تکمیل کو کامل درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں بلا کر فردا امانت عطا کی جو پیغمبر رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت خواجہ احمکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی۔ اور خواجہ احمکلی نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے بموجب کہ اس نسبت کو اس کے وارث تک پہنچا دینا (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھے تھے۔ آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس ملک میں اپنے آئے کا مقصد بھی بیان فرمایا۔ کہ ہمیں خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

صرف تہادی خاطر اس ملک میں بھیجا ہے کہیں ایسا نہ ہو کوئی سبقت سے جائے اور اس
گم ہر کو جو امت کے سلسلوں کے گمروں کا شاہ گوہر ہے اپنا سر حلقہ بنا دے۔ اور یہ نسبت
کہ میری ولایت کے دو ہزار سال کے شروع میں ایک شخص بعوت ہوگا۔ اسے پہنچائے
سو وہ نسبت کئی وسیلوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلیفہ کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث
ہوئے اسے یہ پہنچا دینا۔ وہ نسبت چند واسطوں سے فہ تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہ
نے حکم دیا کہ کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ وغیرہ
بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پر پا کر یہ نسبت آپ کے
حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لو۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو القا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر
ہے کہ یہ امانت پورے طور پر تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق پانے
مرکز پر آٹھ ہر اسے عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پر آپ پر ہوگا۔
حضرت خواجہ نے نسبت القا کر کے فرمایا کہ میں نے پہلے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک
طوطا ہے جس کی چونچ میں اپنا معاص دہن ڈالا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور
خواجہ امکنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی کہ تمہارے طفیل ایک ایسا
عزیز و بکار ہوگا جس سے تمہیں نعمت عظمیٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ انہیں باقی دوسرے واقعات
بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دیکھے تھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
بیان فرماتے۔

خلافت کے بعد پہلی بار سرسند میں تشریف لکھی | میرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے نسبت خاصہ نصف رجب سنہ ہجری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو القا فرمائی۔ پھر حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامل ہجرت
و خلافت دے کر آپ کے ہمراہ چند اپنے معتبر اصحاب کئے۔ اور سرسند شریف کی
طرف رخصت فرمایا۔

طالب الدین سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی
برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ
قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔
کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبیب شخص اس سلسلے میں آہی گیا۔

انہیں دفن میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ بیج بجا دیا اور
سرفراز سے لاکر ہندوستان کی بایرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی
وقت تک ہوتی ہے جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہوں۔ چونکہ اب ہم ان کے
کام سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ہم مشیخت سے کن رہ کش ہو کر طالبوں کو ان کے سپرد
کرنے رہیں گے۔

سرسند میں روحانی تربیت کا آغاز | رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالارشاد سرسند میں آپس
تشریف لائے اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے تو فقور
ہی عرصہ میں ہزار ہا لوگ آپ کے باطنی چشم سے سیراب ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ عین ارشاد
کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اعلیٰ مقاصد کے لئے گوشہ تنہائی
بھی اختیار کیا۔ اس اثنا میں اور طریقے پر خواجہ صاحب سے اپنا منشاد عرض کرتے
تھے۔ جب آنجناب کو یہ بات معلوم ہوئی تو خواجہ بزرگوارہ کی خدمت میں ایک عرضی

لکھی جس میں ظاہر کیا کہ تسبیح الہ ثانی کے مقدمات مد پیش تھے۔ اس واسطے چند روز قلم سے تنہائی اختیار کی گئی ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

حضرت قیوم اول مجد الف ثانی رضی اللہ
اولیائے امت کا تعاون | تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خواجہ باقی باللہ بیگز
 قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو مکمل کیا۔ تو امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیا میرے مدد و معاون رہے۔ اور ہر ایک
 نے مجھے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ اور تربیت دی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ
 کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرف سے مجھے اصل الاصل اور
 قابلیت اولی کے مقامات میں جے حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر
 کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک
 عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بمنزلہ
 تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب
 محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کی روحانیت کی تربیت سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک
 ہے اور دائرہ طینت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ظل اصل سے بلا ہوا
 ہے۔ چند ایک اس مقام سے ممتاز ہیں بعض قطب افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام
 ممتاز (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچ کر
 جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قطبیت
 ارشاد کی خدمت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی
 شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جا ملا۔ اور
 وہاں پر فنا و بقا حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات
 (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچایا۔ اور منصب فردیت سے اس
 فقیر کو مشرف فرمایا۔ و حقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری
 عروج ہے اور جو سائے سے ملا ہوا ہے۔ اپنے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 سے حاصل ہوا تھا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرحوم دا سے "جو خوارق عظیم میں
 مشہور تھے۔" حاصل ہوا تھا۔ لیکن مجھے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث
 اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت محضر علیہ السلام کی روحانیت سے
 حاصل ہوا۔ لیکن صرف ایک وقت تک جب تک اقطاب کے مقامات سے گذرنا

۱۔ اصطلاحات صوفیہ میں قادیان خصوصی مقامات ہیں۔ قاعدہ شعور کو کہتے ہیں۔ ذات احد میں
 درجہ استغراق ہوتا ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ ایک مکمل بے خودی طاری رہتی ہے۔ یہ ہستی من رفت
 و خیال نہ رہتا۔ اس کو توینی نہ منم بلکہ اوست۔ اس ہوش میں نہ رہنے کا بھی ہوش نہ رہے تو اسے
 فنا، الفناء کہتے ہیں۔ فنا سے افعالی، فنا سے صفاتی، فنا سے فاعلی۔ تمام علیہ علیحدہ مقامات ہیں۔
 بقا، جو بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہی مقام صوفیاء ہے۔ (استفادہ از سر و دلبران۔ فدوی)
 ۲۔ دنیا کے تصوف میں فرد ایک نہایت اہم منصب ہے۔ قطب عالم ترقی کر کے منصب فردیت پر
 پہنچتا ہے۔ فردانیت پر پہنچ کر تہذبات کے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرض سے تحت اثری
 تک متصرف ہوتا ہے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ تہذبات اور تحقیق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار علی الارض
 تجلی ذات صفات الہی میں ہوتا ہے۔ فرد تجلی ذات میں قطب مدار خاص ہے اور فرد انحصار اسی طرح
 فردانیت مقام مرتبہ انبساط ہے۔ اس منصب پر انسان کی اپنی مراد باقی نہیں رہتی۔ اولیائے
 اللہ تجلی افعالی، تجلی۔ الواحد اور تجلی انامی ہوتی ہے۔ بعض مقام صغویں اور بعض مقام شریں
 ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات حروف ب سے ماوراء ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت ان تمام
 مقامات سے برتر ہوتے ہیں۔

تھا۔ لیکن اس مقام سے گذرنے پر اہم مقامات عالیہ میں نزول حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت میں اور آپ میں خود بخود پائے جلتے ہیں عزیزین! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "عن سیر علی اللہ یا اللہ" کے مقام | اللہ یا اللہ ہے۔ دوسرے سلسلوں کا مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقررہ حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ نے بطور ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا خلاصہ مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں مجھے مقام جذبہ میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔ اس سے بھی نیچے لائے۔ اس کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے۔ جسے مقام جامع بھی کہتے ہیں اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد و تکمیل کا تعلق ہے۔ مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔ اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی۔ عروج واقع ہوا۔ اس موقع پر اصل کو بھی سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب پر جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے مل گیا۔

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور سیر و سلوک کا حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء و اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اس کا عشر عشر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہو گا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جن کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد "جو نسبت فریبت کا جامع ہوتا ہے عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اسی کے نور

سے عروج دراصل سیر الی اللہ ہے۔

ظہور سے عالم ظلماتی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور سارے جلن پر یکساں ہوتا ہے۔ محیطے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت اور معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص قطب ارشاد سے واقف نہیں۔ اور ذکر الہی سے بھی غافل ہے۔ لیکن اس کا معتقد اور فخلص ہے۔ اور اس کی قطبیت کا قائل و مقرر ہے۔ اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پیچھے گا۔ قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت

لے معارف تصوف میں قطب ارشاد کی اہمیت اور منصب اہل سلوک کے لئے بڑی اہم چیز ہے۔ صوفیاء اسلام نے اگرچہ اس کی تشریح میں بڑا مواد ہم پہنچایا ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں قطب ارشاد کے منصب اور مقام کو خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔

ہر زمانہ میں قطب کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن ساری دنیا میں بیک وقت بڑا قطب ایک ہی ہوتا ہے جسے قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں یا قطب ارشاد کہا جاتا ہے۔ عالم عقلی اور علوی اس کے تصرف میں ہوتے ہیں اور سارا عالم اس کے فیض و برکت سے قائم رہتا ہے۔ اگر قطب ارشاد کا وجود ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قطب ارشاد حق تعالیٰ سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ کسی بڑے شہر میں حکومت اختیار کرتا ہے بڑی عمر پاتا ہے۔ قریب خاصہ مصطفویٰ کے طفیل اس کی نگاہیں ہر چیز پر پڑتی وہ سونے جاگنے کاغذ کاغذ کائنات کی نگہانی کرتا ہے۔ اقطاب کی ترقی، تنزلی اور تقرری اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ دلی کی تقرری و محزوری اسی کے اختیار میں ہے۔ خود ولایت شمس لکھتا ہے مگر دوسروں کو ولایت قمری میں رکھتا ہے۔ قطب ارشاد منظر تعالیٰ اسم رحمان ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہو جاتا ہے اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک دیرپا کھل جاتا ہے جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ارشاد کی وساطت سے پہنچتا ہے منصب فردیت سے کسی کو فائدہ فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دونوں منصب ارشاد اور فرد ایک شخص کو حاصل ہوں تو ایسا شخص نور علی نور ہے۔ مدت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گونہ ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؑ کو خلعت مجربوت سے نوازا گیا

حضرت سلطان الاولیاء قیوم ربیع خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الفتن ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشاہدات، تحقیقات، ظہورات، احوال و معارف اور علوم ظاہر سب سامنے آئے۔ اور وحدت الوجود کے متعلق حالات جو اس سے پیشتر

ابقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ وآئندہ و سلم مظہر خاص نعلی الوہیت میں۔ قطب ارشاد کی ترقی جاری رہتی ہے۔ وہ فردانیت کے مقام تک ترقی کرتا جاتا ہے اور مقام مجربوت پر پہنچ جاتا ہے۔ اہل اللہ میں اس کا نام عبد اللہ ہوتا ہے۔

قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ تمام قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں قطب عباد، قطب نجاد، قطب عرفا، قطب متوکلان تمام کے تمام قطب ارشاد کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ (استفادہ از سیر ولبراہ)

آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے مفقود ہوتے گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت الوجود کے متعلق ہیں وہ ولایت صغریٰ میں ہیں جو عام اولیا کی ولایت ہے۔ جو احوال سالک پر ولایت علیا، جو علی الترتیب ولایت انبیاء اور ولایت ملائکہ ہیں۔ اور کمالات نبوت و رسالت وغیرہ۔ جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام میں وارد ہوتے ہیں۔ وہ خیر منیر شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے فقہ و کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح و قایہ، ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں ممکن ہو جاتے ہیں حضرات انبیاء اور حضرت عاقم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و معارف اور خاص الخاص کمالات و احوال و علوم و معارف ہیں جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے۔

جن علوم و معارف کا ذکر اولیاء نے کیا ہے جیسے ولایت اور نبوت کا مقام | وحدت الوجود کا قائل ہونا، سماع و نغمہ سننا، یہ انبیاء کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں سے ہیں جو ولایت انبیاء کا ظل ظلال ہے جن کی تیسرے ہے۔ ”الخلائیۃ افضل من النبوت“ کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے مراد روزِ حق تعالیٰ کا رخ کیا جانا ہے۔ اور نبوت میں حق تعالیٰ سے مراد روزِ خلقت کی طرف رخ کیا جانا ہے۔ پس جو رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ اس سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہتر و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ ولی کا ردائی الحق ہونا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات تک ہوتا ہے اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے چونکہ ذات کی نگرانی اس کی دامنگیر ہے۔ اس واسطے نزول بھی من کل الوجود نہیں کر سکتا۔ اور ولایت اور ارشاد بھی کا حقہ نہیں کر سکتا۔ لیکن برخلاف اس

کے نبوت کا مروج ذات تک ہے۔ وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی پورا احسن کر سکتا ہے۔ بدخلق ولایت اور نبوت اس قسم کی ہو کرتی ہے۔ اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی تو حق تعالیٰ کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔ اور انبیاء کو اولیاء کہہ کر تعریف کرتا۔ ادنیٰ مقام کو اصلی مقام پر کیونکر ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مقام پر انبیاء کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا جہاں کسی نبی کی تعریف کی ہے نبوت سے کی ہے نہ کہ ولایت سے۔ جابجا پروردگار نے انبیاء کی تعریف میں ”وَكَانَ سِرُّنَا لَا يَدْبُرُ“ فرمایا ہے۔

وحدت الوجود علوم معارف انبیاء نہیں فرمایا ہے کہ وہ علوم معارف

ان پر ظاہر ہوئے ہیں جو وحدت الوجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص اخص علوم معارف انبیاء کے ہیں۔ ہزار ہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عائد آتی ہے۔ اگر یہ علوم و معارف انبیاء کے ہوتے تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت الوجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور سماع و نغمہ سنتے۔ کیونکہ انبیاء کا خاصہ ہے کہ جو حق بات ہوتی ہے اسے ظاہر کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ خواہ اس کے اظہار سے انہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پرستی کرتے ہیں۔ پھر ان کے سوا اور کون ہے جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کئے اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں انبیاء کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کا کلام غیر غیریت، عابدیت اور عبودیت کے بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید۔ اتحاد پر۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر دل ہے۔ نہ حلت پر۔ وحدت الوجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہہ دینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ عام سی بات ہے جو علوم و معارف توحید وجودی اور سماع و

نغمہ کے متعلق ہیں۔ وہ انبیاء کے علوم سے نہیں۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیاء میں داخل ہی

۱۔ فلسفہ وحدت الوجود امت محمدیہ کے اکثر علماء و مشائخ کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تصوف کے کئی عارف اسی نظریہ کے مؤید رہے ہیں۔ خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نظریہ کی ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردان کرام نے اس فلسفہ کی ترجمانی اور اشاعت میں بڑی بڑی کراں قدر کیا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ جس کے بلند قدر ترجمان خود حضرت مجدد الف ثانی ہیں اس کے بیشتر مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ مگر جس دور میں حضرت مجدد نے برصغیر میں اچلے دین اور تجدید امت کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت بہت سے صوفیائے خام نے وحدت الوجود کی آڑ میں اتحاد و ملول، بھگتی تھریک، حق و باطل کی یکجہتی، کفر و اسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک اعم مسدود دے دیا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود (سمہ اوست) کو عملی انداز میں پیش کیا تھا مگر اکبری دور کے گمراہ صوفیوں نے ”حصول اتحاد“ کی ہزاروں گمراہیوں کو منظر عام میں لا رکھا تھا جس سے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ان مدعیان بے خبر نے عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے۔ زمین بھی خدا، آسمان بھی خدا، شجر و حجر۔ نباتات و جمادات، نور و ظلمت، خیر و شر، کفر و اسلام، غرضیکہ ہر چیز خدا ہی خدا ہے۔ حضرت مجدد نے ان گمراہ کن نظریات کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور صوفیائے خام کے نعروں میں امتیاز ثابت کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور سمہ اوست کے نظریہ کی غلط تفسیر کر رہے ہیں۔ آپ نے ان گمراہیوں کی رد کو روکنے کے لئے وحدت المشہود کی دیوار کھڑی کی جسے اہل علم نے تسلیم کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بار بار رقص و سرود، سماع و نغمہ کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے اقتباحت یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتباع شریعت اور سنت ہی اصل دین قرار دیا۔

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام ملائکہ مقربہ اور تمام اولیائے امت بحیثیت تشریف فرما ہوئے خود دست مبارک سے ایک نہایت شاندار خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی اور گویا وہ محض نور تھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے چنانچہ امت کا دینی دنیاوی تمام کام غائے تمہارے حوالے کیا ہے آئندہ دینی اور دنیاوی مثلاً فیض، رشد، ہدایت، ایمان، رزق، روزی، عمر، شفا، مرض وغیرہ جو ہوں گے تمہاری وسالت سے ہوں گے جو قرب و منزلت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت سے پہنچائی وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی اور نہ آئندہ کرے گا۔

گوئے عارفان راز مبدان ربودہ

تجدید الف را تو سزا وار بودہ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے اُمید ہمارے سپرد تھے وہ سب تمہارے سپرد کر دیے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یاد الہی میں مشغول ہوتے ہیں ہماری امت کے غیر گم رہنا علاوہ ازیں ایک اور اہم کام تم سے لینا ہے۔ بعد ازاں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے اوراق میں آنجناب کا اسم تشریف خیزیند الرحمت مجدد الف ثانی تحریر فرمایا اور ملائکہ کروبیہ کو حکم دیا کہ زمین و آسمان میں منادی کر دو کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے اور ان کا نام دیوان قدس میں ”مجدد الف ثانی“ لکھا ہے تمام مخلوق کو مطلع کر دو کہ جو شخص دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کرے اور جو تجدید وغیرہ کے کمالات کو جن

سے وہ دوسرے اولیاء سے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کرے گا تو اس پر غضب الہی نازل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اتباع تشریعت محمدیہ کا اعلان
 کے کمالات کو ماضی، حال اور آئندہ کے تمام اولیائے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیروں حضرت باقی باللہ بیگزنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آنجناب کے کمال کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور اگر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔ تمام مخلوقات انبیاء، رسل و صحابہ ملائکہ و تمام اولیائے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دی اور تمام گزشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے آپ کو افضل تسلیم کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے پُرورد ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم و معارف تکمیل ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلافت شرع معارف ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ رقص و سماع کا مظاہرہ کرنا۔ کیونکہ معدودے چند ان کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص ان کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے۔ صرف ان کے اقوال و افعال اپنے کر کے ان پر عمل کرتے ہیں اور مگر ابی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیاء کے لئے وحدت وجودی کا مقام بند کر دیا ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعویٰ کرے گا۔ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ سارے لوگوں کو بھی سماع و غم سے ترقی نصیب نہ ہوگی۔ آئندہ جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہوگا گمراہ ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آداب نبوت، بجا لاکر اپنے جیب مبارک کو آستان رسالت کی خاک پر ملا۔

مجدد صدی

مجدد صد سالہ وہ شخص ہے کہ تنو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو، اسی کے طفیل سے ہو۔ اس تنو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث، قطب، ولی وغیرہ ہوں گے ان کے تمام منصب سب اسی مجدد کے فیض کے محتاج ہوں گے۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف میں دہری فرق ہے جو تنو اور تہذیب میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صد سالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

مجدد الف اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان علوم کا اقتباس الوداع نبوت کی شمع سے کیا گیا ہے۔ جو مجدد الف ثانی کے بعد سعیت اور وراثت سے از سر نو نازدہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا مالک ترجان موجودہ مجدد الف ہے۔ چنانچہ غنی نہیں ہے کہ جو علماء ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات صفات، افعال، احوال، مواجید، تجلیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے بلند درجہ ہیں۔ بلکہ ان علوم کو ان علوم سے وہ نسبت ہے جو معراج کو پست سے۔ وہ مغز میں اور یہ پست۔

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدیدی کی تشریح فرمائی ہے۔ چنانچہ مکتوب،

حضرت مجدد الف ثانی کے تجدیدی کا نام سے کی تفصیل برصغیر کی اسلامی تاریخ پر بھی جانے والی کتابوں میں جابجا ملتی ہے۔ خصوصاً حضرت مجدد کے خلفائے مجددیہ کے علماء و مشائخ نے اور پاک ہند کی تہذیبی اور دینی حقیقت پر لکھنے والے حضرات نے بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے جس دور میں احیائے دین کی تہذیبی بنیادی تھی وہ جلال الدین اکبر کے محمدانہ نشریات کا گہوارہ تھا۔ اس وقت عالم اسلام ہزاروں

میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا اہل

بڑے حاشیہ صفر شمس آگے قسم کی مگر ایسوں اور بدعتوں کے طوفانوں کی ندیوں تھا۔ اکبری ملاؤں نے ملا ہاک کی تحریک پر دیار میں ایک محضر نامہ پیش کیا جس میں اسلام کی حاکمیت کی بجائے اکبر بادشاہ کو عقل اور عادل مطلق، اور مجدد اعظم قرار دے دیا گیا۔ وہ طاقت اور مذہب کا حشرچین گیا۔ اس محضر نامہ کی تیاری اور تدویر تو ملا مبارک کے بیٹے ابوالفضل اور بیٹے تھے۔ مگر اس کے متوہین ہیں ان علماء کرام و جنس حضرت مجدد الف ثانی علماء سوء کا نام دیتے ہیں ان کے نام بھی سامنے آتے ہیں جو اللہ کے خوف سے بے نیاز ہو کر جلال الدین اکبری کے بدعات کے سامنے سرسود ہو گئے۔ یہ محضر نامہ ملکی قوانین بن گیا۔ اور تیسرے اکابر چچ بڈا امتیاز مذہب و ملت اس آئین اکبری کے سامنے تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اسلام کا خالق اٹھایا جانے لگا۔ کفر والی حرکات قوت بننے لگیں۔ ہندو اتہ رجومات و بار ادر رعایا میں مقبول ہوئے لگیں۔ علماء کا تسخیراٹھایا جانے لگا۔ اسلامی عقائد پر پابندی لگ گئی۔ اور اتحاد و بے دینی تنگی ہو کر اپنے لگی۔ تلامذہ تقاریر بدیہی ایک ایسا حق گو مورخ ہے جس نے اکبری دربار کی ان غیر اسلامی حرکات کو سب سے پہلے طشت از باہام کیا۔ اور اپنی کتاب منتخب التواریخ کے صفحات کو ان محمدانہ غیبتوں کا ترجمان بنایا۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اگر دربار میں مجتہدین اسلام جن میں امام غزالی، شمس اللہ خلوانی، ام ابوحنیفہ اور دوسرے حضرات کے اقوال پیش کئے جاتے تو ابوالفضل جھٹ بول اٹھتا کہ فلاں جھوٹی فعل کفشی دوز، فلاں چمچے والے کا قول و بار میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اکبر تائید کرتا دُست ہے۔ دربار کی یہ حالت ایران اور عراقی شیعوں نے نبی تو جوق در جوق ہندوستان پہنچنا شروع ہو گئے۔ صحابہ کے کارناموں کو نسخ کیا جانے لگا۔ خلفائے ثلاثہ، فدک، صفین وغیرہ کا ذکر اکبری زبان سے ایسے غلط انداز میں ہوتا کہ اہل ایمان کی رُحیں کانپ جاتیں۔ اسلامی عقائد حشر و نشر قیامت، دیدار الہی، جنت و دوزخ وغیرہ اسلام کے عقائد و بار کے ان مسخرے علماء امراء کے سامنے باز پوچھ اطفال بن کر رہ گئے۔ اکبر دربار میں بیٹھے بیٹھے حضور نبی کریم کے واقعہ معراج پر گفتگو کرتا تو کہتا کہ دیکھو میں بادشاہ ہو کر ایک

وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان پر بدعت و کفر کی تاریکی پھائی ہوئی تھی۔ پیغمبر الوالعزم مبعوث ہوا کرتے تھے۔ اور نئی شریعت دلا کر دیتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ قائم الانبیاء جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کو کہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔ انبیاء کے وجود سے صرف اولیاء کے وجود پر اکتفا کی ہے یہی وجہ ہے کہ سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے جو شریعت کو زندہ رکھتا ہے خصوصاً سو سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی الوالعزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا لیکن اس زمانے میں ایک عالم، عارف، مکمل معرفت والا اس امت میں دکرا ہے۔ گذشتہ امتوں کے

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ آگے) ٹانگ اٹھاؤں۔ پھر دوسری ہاتھوں تو زمین پر گر جاتا ہوں۔ بعد اعراب کا ایک پیغمبر کس طرح آسمان پر جاسکتا ہے اور عقل کیسے مان سکتی ہے۔ معاملہ سبیاں سے آگے بڑھ گیا۔ تو اسلامی فتوحات، غزوات اور بہادرانہ کارناموں کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ اکبر کی بے دینی کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد مصطفیٰ، احمد یا مجتبیٰ آتا۔ انہیں خالی نام رکھنے پر مجبور کیا گیا۔ علامہ سو۔ اپنی کتابوں میں حضور کی توثیق اور صحابہ کے مناقب لکھنے سے دست کش ہو گئے۔ ہندو متفقین اور ہندو نواز مسلمان مولفین حضور کی ذات اقدس پر اعتراض لکھنے لگے۔ دیباہیں ناز پڑھنا جرم قرار دیا گیا۔ مسجد کی اذانوں کی آوازوں پر پابندی لگا دی گئی۔ نماز، روزہ، حج ساقط قرار دیے گئے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں شیخ محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدم آگے بڑھائے۔ اور فخرہ حق بلند کیا۔ یہ تھا وہ ماحول جس میں حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجدیدی کارنامے ٹوٹ کر ثابت ہوئے اور یہ تھے وہ طوفان جن کے مقابلہ میں حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہِ گران بن کر کھڑے ہوئے۔ (مرتب ہے)

کسی اور الوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالات جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”اولہم خیرا ثم آخرہم خیرا“ پہلے اچھے ہیں اور آخری۔ لیکن ”اولہم“ اور ”آخرہم“ پہلے یا پچ کے نہیں فرمائے۔ اول اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی جو ترو کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دونوں اچھے ہیں۔ درمیان میدا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ لغزش ہے لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبتاً قلیل ہے لیکن یہ لحاظ کمیت و کیفیت بہت اعلیٰ درجہ کی لیکن سابقین سے مناسبت دی اسی واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ”الاسلام بدع غریباً وسیعود کما بد افطوب اللعرب باع“ اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہوا اور غریب ایسا ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے بعد مختلف معاملات میں یقین تبدیلی ہو جاتی ہے چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں رہی اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں ظاہر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

میں سے فیض روح القدس اباز مدد فرماید
دیگر ان ہم بکشد آنچہ میجامے کرد

بھائی جان! بیاریات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھا نہیں جاسکا۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کو جانچیں اور احوال کی صحت و سقم کو دیکھیں تو وہ شرعی امور کے مطابق ہیں یا مخالف اور پھر یہ دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم و توقیر کس میں زیادہ ہے ایسا کرنے سے شاید اصل حقیقت سے واقف ہو کر بہت دھرمی چھوڑ دیں۔ شاید آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت و ولایت سے افضل ہے۔ توحید و ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے سامنے ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں خصوصاً مکتوبات میں سلسلہ مجددیہ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اصلی غرض نعمت حق کی مظاہرہ اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے نہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دینا۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا۔ چر جائیکہ اکابر کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے۔

دے چوں شہ مرا برداشت از خاک سزو گر بگذر نام سر بر افلاک
من آں خاکم کہ ابرو نو بہ ساری کند از لطفت بر من قطرہ باری
اگر بر وید از تن صد زبانم چو سوسن شک پلفش کے تو انم
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول سنہ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب سے مطابق تشرین کی دسویں تاریخ تھی۔

اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانی کو خلعت قیومیت عطا فرماتے

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے بیٹھے تھے اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ مراقبہ میں آنجناب نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی۔ اسی وقت الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پیغمبر الاول العزم کو عنایت کرنا ہے۔ سو یہ خلعت آپ کو بخاط حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وراثت اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے۔ آج سے تمام مخلوق کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں حضرت سید الانبیاء اپنے ہاتھ سے دستار قیومیت پہناتے ہیں | المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی۔ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اول ہیں۔

قیوم اول کا مقام | قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام اسما و صفات شیونات، اعتبارات اور اصول ہوں اور

تمام گذشتہ اور آئندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان، وحوش، پرند، نباتات ہر فی روح، پتھر، درخت، بر و بحر کی ہر شے، عرش، کرسی، لوح، قلم، ستارہ، ثواب سورج، چاند، آسمان، بر و ج سب اس کے سامنے ہیں ہوں، افلاک و بر و ج کی حرکت و سکون، سمندروں کی لہروں کی حرکت، درختوں کے پتوں کا ہلنا، بادش کے قطروں کا گرنا، پھلوں کا پکنا، پرندوں کا چونچ پھیلانا، دن رات کا بیدار ہونا، اور گردش کنندہ آسمان کی موافق یا موافق رفتا سب کچھ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بادش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر کرتا ہو۔ زمین پر حرکت و سکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں۔ جو آرام و خوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہوتا ہے اس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی گھڑی، کوئی دن، کوئی ہفتہ، کوئی مہینہ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے غلبہ کی پیدائش، نباتات کا اگانا، غرضیکہ جو کچھ بھی خیال میں آسکتا ہے وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا۔

روئے زمین پر جس قدر زاہد، عابد، ابرار اور مقرب، سیح، ذکر، فکر، تقدیس اور تزیین ہیں، عبادت گاہوں، چھوٹوں، کٹیوں، پہاڑ اور دریا کنارے، زبان قلب روح، سرخشی، اخفی اور نفس سے شغل اور مشغلت ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں۔ گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب ان کی عبادت قبول نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔

کسے جہاں بے رُو دے بے معنائے او
دیرت اورت سنجے نہ چرخ را دہار
بر جہاں کا دل بے دان است حکم او
چوں جادۂ صحابی چوں موج دریا

قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہے | ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی

جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے اسے نیچوئی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات مجرب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہاں اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے۔ اس لئے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اقتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اہل ہوتا ہے۔ تمام جہاں کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہاں اور اہل جہاں کی توجہ کا قید ہوتا ہے۔ خواہ وہ اہل جہاں کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

ہزار سال عدلیک قیوم پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انبیائے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ قدرت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا۔ جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی خاصی تعداد بھی مرتد ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔

جواہر میں صل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے
لعل نایاب | تیار ہو کر نکلتا ہے اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلتے وہ نہایت نادر و نایاب ہوتا ہے۔ گوہروں کا بادشاہ ہوتا ہے جو جہاں بھر کے لعل و جواہر سے نچتا ہوتا ہے۔ اور

ابا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ وہ نعل جو دو پہلوں سے نکلا ہے، وہ حضرت
قیوم اول الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہلوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ
عنہ کا حسب اور نسب
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور آفتاب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

جب آفتاب رسالت پناہ نے ان دو پہلوں پر سایہ ڈالا، اور ہزار سال تک
کمالست نبوت اور انوار رسالت، فیضان قیومیت کی تربیت، اولیوں کی طرح پہاڑوں
کے کافلوں پر چھکتی رہی۔ اور جب وہ تربیت، درجہ کمال کو پہنچی۔ اور کھیتی اپنے اختتام
کو پہنچی تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اول خاتم المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت، یافتہ آفتاب رسالت کے نعل ظاہر ہوئے۔

چو خورشید رسالت شد ہویدا
بہ زیر سایہ ایں نعل پیدا
منور گشت چوں نورشن ز جبین
اشارت می کند از ہر دو شیعین
بہا اور نیاشد در بدشتیں
بود روشن بر رنگ نعل روشن
انل چوں الف ثانی شد مجدد
بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اول چوں الف ہست
دین خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ دینے زمین می گشت معدوم
بعالم گردودے بمجوقیت دوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است
چنین دامن کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض جاودانہ
بود تا ایں زمین و تازانہ !

قیومیت کی طینت اصالت پیدا کر رہے ہیں | شرط طینت اور اصالت
ہے۔ یعنی جو شخص قیوم ہے۔ اس کی مٹی میں خلب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب
قیومیت سلسلہ میں عنایت ہوئی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا سے سفر کے
سات ہزار تہہ پرین سال گذر چکے تھے۔ اور زمین و آسمان کو پیدا ہونے دو ارب بتیس کروڑ
خاندے لاکھ تہہ پرین سال ہو چکے تھے۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب
کہ حساب شمسی پندرہن میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق قیامِ مہدی آنحضرت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے۔

طینت اصالت محبوبیت ذاتی حق تعالیٰ اپنے کمال فضل قیوم اول مجدد الف ثانی کو عنایت کیے تھے

طینت سے مراد خلب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے
رسالت کا درجہ طینت سے اعلیٰ ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلیٰ اور
رفع ہے۔ محبوبیت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی، صفاتی، ذاتی، افعالی محبوبیت امت
مہدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اکابر و انبیاء کو حاصل ہے جو مستثنیٰ ہیں۔ صفاتی
محبوبیت انبیاء کو حاصل ہے اور ذاتی محبوبیت حضرت ختم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت

مجتد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا گیا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ سوائے حضرت مجتد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت مجتد کا بدن حضور نبی کریم کے بقعہ خمیر سے بنایا گیا تھا | حضرت قیوم

اول مجتد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے بعد دعائیں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جن کی تاب آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اسی اثنا میں امام بجا کہ آپ کا یہ بدن حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے بقعہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا کیونکہ قیومیت اور محبوبیت طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات حصہ اول کے مکتوب بانوے میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجتد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جناب سرور دین و دنیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقعہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک سعادت مند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث۔ پھر قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت اہدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی طینت سے ہے؟

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "جب محفل عالی یعنی محفل انبیاء کرام میں پہنچے۔ تو وہاں اتنی بھیر تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی

وہاں پر صرف انبیاء ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ انہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کر دیں جب جگہ ملی تو میں مع اپنے فرزند محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھ گیا۔ یہ مقام اصالت ہے جو حق تعالیٰ نے انبیاء کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجتد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا ہے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں۔

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی

اہل طینت محمدی کا مقام | دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترہ ہو۔ جو سوائے انبیائے کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے۔ اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے جلوہ فرما تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترے کے دائیں طرف وہ انبیاء تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیاء میں جگہ دی گئی۔ جو سر زمین ہند میں بدعت ہوئے۔ نیز فرمایا کہ انبیاء کا عباس ہماری نسبت اعلیٰ درجے کا تھا۔ جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام حاضرین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں پر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ امام ہوا کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروج الشریعت ہیں۔

مقام ضمیمت | زینے ہیں۔ اور یہ شکل میں مربع ہے۔ انبیاء کے چوتھے بھی چار ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع حقیقت صلوة کا منتهائی مقام ہے۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت قیوم اول اور قیوم ثانی کو حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے۔ بطریق خاصیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا۔ یہ وہی مقام ہے جس کی نسبت حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مضرب ولا نبی مرسل۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہوتا ہے۔

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور اتباع کے طور پر ہو۔ تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص نبی ہو گیا ہے یا نبی کے مساوی ہو گیا ہے۔ منصب نبوت کو حاصل کر لیا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کر لیا اور بات ہے۔ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی اور نابعدار خواہ مقامات الہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیاء طفیل سے بری ہیں۔ تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں۔ محض متبوع ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرموا عمتکم النخلہ فانھا خلقت من طینت آدم علیہ السلام یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی طینت سے بنائی گئی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو جھیر کر رہے تھے اور قالب مبارک تیار ہو جانے کے بعد آپ کے غمیر میں سے کچھ مٹی بچ رہی۔ تو حکم الہی سے اس کو کھجور کا درخت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر تر و تازہ نہیں ہوتا

جس طرح انسان کا سر کاٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا۔ جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ پھر ایک درخت کو طینت آدم پر تسلیم کرنے وقت کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو پھر حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے تخلیق کرنے پر اعتراض کیوں ہیں۔

جن دنوں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مقامات و کمالات مثلاً تجبید الف۔ طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول پر نظر ہو کر فرمایا کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو جس طرح میرے بیٹے قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کئے ہیں اویسے امت میں سے کسی کو نہیں دیئے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد ہوئی کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیے تھا۔ جو تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اعظم کے قلم مقام ہو۔ تم سے میرے مین گواہ سر نو تر و تازگی ہوگی۔ زینت نصیب ہوگی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہوں گے اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت طینت اصالت بطریق ورثہ پوری نصیب ہوں گے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور میرے اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پر ہے ضروری ہے کہ تمہاری قوجہ کے نور سے منور ہو اور دین اسلام کو از سر نو رونق ہو۔

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھائی ہے۔ جو حق تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت قیوم اول کو بغل میں لیا۔ اور اندازہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزند ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بیٹا یہ کام تم بھی کرو۔ اور جو حدیث شریف ہمارے مزار ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ كَذَّابًا كَانَ يَكْتُمُهَا اِذَا رَزَقَهُ رَبُّهَا تَوَضُّعًا بَنِي هَوْتَا۔ ضروری ہے کہ جناب خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو جو انبیاء الوالہ العزم سے ہوتا آیا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور پذیر ہوا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تروتازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہو گئی۔ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کو تاج قیومیت اور خطاب "خزینۃ الرحمت" ملتا ہے

ہم ناظرین کی خدمت میں اس سے پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانع کی وجہ سے زیارت میسر نہ ہو سکی۔ اس سال آپ کے دل میں وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک دن اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ انسان فرشتے جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجناب نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے ہر شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اسی اثنا میں امام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں منعکس کر دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنجناب کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ امین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام علاقہ کعبہ متعلق ہو گئے۔ فرشتہ غیب نے آواز دی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں

سے بچانا۔ پھر اظہار سے آسانی سے گزارنا۔ بڑے اعمال کا حساب۔ میسران
وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم زمانی حضرت
عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف
کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۳۱۱ میں جو حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔

ہائے دو چشمی است مربی ما ہمو الف ربّ جیب خدا
میمہ تکلم کلیم کلیم اگر است لام مربی خلیل اللہ است

اس میں ہائے دو چشمی کا اشارہ رحمت الہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم
اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے
ہیں۔ لیکن اس دو چشمی ہا کو مشرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم
جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے
بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دو چشمی کے کمالات کی تفصیل کا
شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے اجتہادی کا نام

مکتوبات کی پہلی جلد کے سالہ مبداء و معاد ہیں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اوائل حال میں جناب شیخ حسن اصغر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ تم میری امت کے ایک مجدد ہو اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس روضہ علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے لیکن عمداً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماترید یہ کی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام ابو حنیفہ کی تقلید اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک حصہ۔ اگرچہ آپ کے نزدیک دونوں مذاہب قابل عمل لائق تقلید تھے مگر آپ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

حضرت مجدد کا اجتہاد نیز حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جلد میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے اور اپنا مذہب پیش کیا حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے استادوں

اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ پر اثر کیا اور اس نور کی فناء و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ ہی نہ گزرنے پایا تھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں کو سے کہ تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ پر اثر کیا اگر انجناب کے اجتہادی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونوں کے موافق نہ ہو تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد یہ مسئل بہت ہیں جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

اول مشککین کی رائے "شاہق الجبل" یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ خدا شناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاہق الجبل کافر مطلق ہیں۔ اور خود ابو المنصور کی بھی یہی رائے ہے اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنَّ الدِّينَ لَا يَخْفِزُ اَنْ يُكْفَرَتْ بِهِ وَيَخْفِزُ مَا دُونَ ذَلِكَ وَلَنْ يَشْأَعَ رَجْعٌ بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشنے گا۔ اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا۔ چنانچہ ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہو گا۔

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابو الحسن الشعمری کی رائے ہے کہ "شاہق الجبل" جتنی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

کہ ”وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا“ یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں۔

اب یہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشیں گے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جب تک رسول نہ بھیجیں عذاب نہیں دیں گے۔ دونوں متہدوں نے اپنی اپنی دلیل کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے اس امر عالم میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو نبی کی وسالت کے بغیر بہشت میں تو داخل کر لیا جائے لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دیے بغیر عذاب دے دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخص کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کر دیا جائیگا۔ آنجناب یہ مسئلہ نکلنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ معرفت مغیرہ انبیاء کی خدمت میں پیش کی تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ اسی طرح آنجناب دالہ اللہ کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی خاک کر دیئے جائیں گے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم معص ہیں اور معذور ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد یہ بکثرت ہیں۔ یہاں پر لفظ ”مشتے نمونہ از خرواہے“ صرف انہیں دو مسائل پر اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے مسائل اجتہاد یہ دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک ”ہر سہ جلد مکتوبات و ہفت رسائل“ کا مطالعہ کرے۔

ملا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت میں بڑے جید عالم تھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سنے تھے۔

اسی سال مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں ان یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ دیا۔

خواجہ ہاشم کشمی
حضرت مجدد الف ثانی کا حضرت باقی باللہ کی نگاہ میں تعالیٰ

”برکات الاحمدیہ“ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الہی کا آحسری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں تشریف لائیں گے تو ان سے تمہارے واسطے التماس کی جائے گی۔ اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھوڑے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دیں گے۔ اور جو تمہارا اندھا ہے پورا ہو جائے گا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گزشتہ اور آئندہ اولیاء کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کرایا کرتے تھے۔ جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب سے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ عنایت کیا کرتے تھے۔ ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تھا درج کرتے ہیں۔

”ارشاد کی مسند زیادہ وسیع اور
حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب“

منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو سالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اسے خواجہ برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسے اہل نظر و محبت کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ

یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلیٰ پائے کا ہے۔ میری دلی تمنا یہ ہے کہ آپ خواجہ اجراء کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ادواح ان کے متعلق تھے۔ لیکن جب حاضر شد ہوا تو قوت حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے متردد ہوا کہ اس سے کون شخص مراد تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ میں دیکھنا چاہیے تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے ان کی باتوں میں پاکیزگی جھلکتی ہے۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بحسب خلقت نہایت درہدایت "مخلوق" ہوتے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام سے جو قابلیت مطلق ہے کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ اندر راہ ہر بانی و بان بھی دیکھیں۔

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے اوپر کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقریر کا سبب ہوئی ہو۔ اندر راہ عنایت بہت ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے۔

اور اتنا اس پر ہے کہ فنا سے بشریت کے بارے میں بھی توجہ مندرجہ میں۔ کہ آیا ہیں میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے بالا بالا پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں، اور فنا سے بشریت کے ظہور میں کس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت سے غور ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ کی بہر حال عود بشریت سے محفوظ ہیں۔

نیز خانہ جبروت جو مقام انبیاء علیہم السلام ہے میں بھی ایک نظر ڈالیں اس میں کوئی ایسا مقام ہوگا جو عود مذکور سے بے خشک کر دیتا ہوگا۔

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس ظاہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے ہوں۔ میرے باقی حالات اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا رکھوں کیونکہ کئی ایک مقامات کے نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکہ رکھوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب رضی کارروائی ہوگی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیاز مندی قبول فرمائیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سالانہ حکم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر تھے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح پوچھتے ہیں جس طرح مرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں "متوقف" جس کا ترجمہ (مترجم) نے لفظ میرے سے کیا ہے۔ اسے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ رہے ہیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر تمام مریدوں اور خلفاء سمیت استقبال کے لئے آئے اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لایا گیا اور انجناب سے مریدانہ سلوک کیا۔ چنانچہ انہیں سند پر بٹھایا۔ اور خود ان کے مدبر و دست بستہ کھڑے ہوئے اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر کے تاکید فرمایا۔ کہ جو کچھ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم کریں۔ اس پر عمل کرو۔ یہ میری غلط فہمی ہے اور یہی میرا طہر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قیومیت کے دوسرے سال میں حضرت باقی باللہ سیرنگ کا ایک اہم اقدام

حضرت باقی باللہ کے مجدد الف ثانی کی خدمت میں | اس سال حضرت خواجہ باقی باللہ سیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ مگر بعض اصحاب نے اس بارے میں تجت پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایسے آفتاب میں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں تارے بے نور ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی امتوں سے جو چار شخص افضل ہیں۔ ان میں ایک شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں کی طرح آنجناب کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اٹھتے تو ادباً اُسے پاؤں داپس آتے کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ خاص کے لئے امتحان کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التماس کرتے۔

شاہ سکندر کیتھلی جناب غوث الاعظم کا خرقہ پیش کرتے ہیں | جب حضرت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے تو اسی اثنا میں شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کی تفصیل یہیں ہے کہ ان کے والد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ بطور امانت تھا اور حکم تھا کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا اور وصیت کی کہ جب اس خرقہ کا وارث ہموٹ ہو اُسے دے دینا شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر رکھ دیا تھا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجریہ اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ اب یہ خرقہ قیومیت تک کو پہنچا دو۔ شاہ سکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ کو دینے میں قدرے تاثر کیا۔ کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دوں۔ شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ تاکید کی کہ پرانے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ سکندر نے دیدہ و نستہ غفلت کی۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ حضور صبح کی نماز کے بعد صلۃ احباب میں مراقبہ کئے بیٹھتے تھے کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ

عہد نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خفت پر ہوا۔ اور فتادیر نسبت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں نسبت فتادیر نے اس قدر غلبہ کیا کہ نقش بندہ نسبت دب گئی پھر نسبت نقش بندہ ابھری اور فتادیر نسبت منظور ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کبھی نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام پیر اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں، مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رکاب میں تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقش بندہ بھی تمام پیروں اور اپنی طریقہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں تشریف لائے اس مجلس میں حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ ان تمام ارواح قدس نے اسی شاندار تقریب میں گفتگو فرمائی۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں ہماری نسبت لی۔ یعنی لوگوں میں شاہ کمال چوہہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان چوس کر تمام فتادیر نسبت سے لی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) اس لئے سب سے ہمارا حق فوق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلہ کو رواج دے اور اس کی خدمت کرے۔ خواجہ بہاؤ الدین نقش بندہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مندرجہ ہے۔ اور جو نسبت معبود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت پہنچی ہے۔ وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے۔ اس پر ہمارا حق ہے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دیں۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں کیونکہ اس مرد خدا کے آباؤ اجداد ہمارے سلسلہ چشتیہ سے تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبروریہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے اور اصرار کرنے لگے کہ انہیں ہمارے سلسلہ تصوف کی ترجمانی پر لگایا جائے، غرضیکہ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے

تاکہ ان کے سلسلے کو رواج دیں۔

خواجہ ہاشم اور علامہ بدر الدین علیہما الرحمۃ اپنی مستند تالیفوں میں لکھتے ہیں کہ اس قدر اولیائے امت کی روضیں سرہند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر، کوچے بازار بلکہ شہر کا گرد و نواح اور اس پاس کے گاؤں اور شہر پہنچے ہو گئے۔ اور چاروں طرف انوار کی بارشیں ہوتی دکھائی دیتی تھیں۔ اور صبح سے ظہر کی تاریک بھی مقالت و مذاکرہات ہوتے رہے۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رجوع کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سلسلہ و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہوگا۔ اس کا اجر تمہیں بھی مل جائے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ نقش بندہ کو زیادہ رواج ہوگا۔ کیونکہ اسے نسبت معبود میری سنت کی اتباع کی استقامت اسی سلسلے سے ہاتھ آتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کے سردار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور امور بہت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ پائی جاتی ہے اس سے دوسرے درجہ پر اس سلسلہ سے سلسلہ فتادیر کو رواج بھی ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبروریہ وغیرہ کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کیا انہیں گداری، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ممتاز فرما دیا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔ جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منظور ہو گئیں۔

نسبت خاصہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔ آپ کے طریق کا مالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور مناسخ سلاسل میں چاہیں اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختیار تھا کہ جس شمس کو جس سلسلہ میں چاہیں مرید کریں اور اس سلسلہ کا فیض عام کریں لیکن ان کے بعد ان کے خلفاء کو سختی سے ممانعت کر دی کہ سوائے نقشبند اور قادریہ سلسلہ کے کسی کو مرید نہ کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا حق باقی سلسلوں کی نسبت فائق ہے اگرچہ حضرات قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو سلسلوں کے سوا باقی سلسلوں میں شافروں اور مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیحدہ میں تمام سلسلے پائے جلتے ہیں لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں میں بعض بدعات بھی درآئی ہیں مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا۔ لوگ عام طور پر اپنی سہولت کے لئے اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلاف شرع باتیں مباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد کرنے کی اجازت پاس لیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسزید مجددی سختی سے منع فرماتے ہیں کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں۔ لیکن جتنی امور مثل وحدت الوجود اور سماع و نغمہ سے تاکیداً منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت محمود طریقہ نقشبندیہ میں حاصل ہوئی ہے اس لئے سلسلہ نقشبندیہ کو کثرت سے شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق اعلان کیا اور فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہوئے۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۱۵ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۸۹۸ء کو شہید وقتیمیت کے دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق جو تو کی پندرہویں

تاریخ تھی۔

صدر جہان اور خان اعظم حلقہ مریدین میں

اسی سال سید صدر جہان اور خان اعظم جن کے خواہوں اور واقعات کا ذکر اس

سلسلہ میں خان اعظم حضرت مجدد العارف ثانی کے عقیدت مند امراء و دربار اکبری میں سے ایک تھے۔ ان کا نام خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش خان تھا۔ آپ میر شمس الدین محمد خان جو اکبر کے قری امراء میں سے تھے کے بیٹے تھے۔ اکبر کی پیدائش سے پہلے ہی اکبر کی والدہ نے خان اعظم کی والدہ کو کہہ دیا تھا کہ اگر مجھے اللہ بیاد دے تو تم اسے مددہ پلانا۔ چنانچہ اکبر کی پیدائش پر خان اعظم کی والدہ جی جی میگم نے اکبر کو دودھ پلایا۔ اس طرح خان اعظم اکبر بادشاہ کے رضاعی بھائی تھے۔ خان اعظم کی والدہ شمس الدین اکبر شہید ہوئے تو اکبر نے ان کے اس بچے کو بڑی شفقت ہی۔ ۹۳۳ھ میں مرزا عزیز کو مرزا کوکہ اور خان اعظم کہہ کر پکارا جانے لگا۔ وہ بارہا میں پرورش پانے کی وجہ سے اکبر سے بے تکلفی بھی تھی۔ اور بعض اوقات گستاخانہ انداز نگاہوں بھی اختیار کر دیا جاتا۔ جسے اکبر غندہ پیشانی سے برداشت کر دیتا تھا۔ اگر کبھی حد سے زیادہ گستاخی ہوتی تو اکبر کتنا کر میر سے اور کوکہ کے درمیان دودھ کی نہر جا بٹل ہے۔ مجھے لگا طار تا ہے۔ ۹۴۰ھ میں عبداللہ اور بک درجو حضرت مجدد العارف ثانی کا مرید تھا ان کی طرف سے سفارت آئی۔ تو ان کے لئے علیحدہ تحائف سامنے آئے۔ اکبر نے آپ کو دیپال پور کا علاقہ جاگیر کے طور پر دے دیا تھا۔ جب اکبر حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے پاکپتن شریف آیا تو کئی ہفتے خان اعظم کا مہمان رہا۔ خان اعظم نے اکبر کے نام امراء و فکروں اور رشتہ داروں کو گراں قدر تحائف دے کر اپنی فیاضی اور دیباہی کی کاسٹہ بٹھا دیا۔ ۹۴۹ھ میں اکبر نے صوبہ گجرات بھی خان اعظم کی جاگیر میں دے دیا۔ ۹۵۳ھ

سے پیشتر سو چکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے، حضرت، مہدوالف تائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دقیقہ حاشیہ صفر ماہ ۱۰۸۷ء (میں کبیر نے جب دیر پاہی کی بدستور اور گرفتاریت کہ ملک میں رائج کرنا شروع کیا تو اسے دریاد میں سے خان اعظم پہا شخص مختا جس نے بڑھ کر ٹھہ کر مخالفت کی۔ اور بادشاہ کی جادی کردہ قباحتوں پر بر ملا تنقید شروع کر دی چنانچہ جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ اور خان اعظم کو آگاہ کے بارے میں انہیں خبر نہ کر دیا۔ مگر خان اعظم کی گردن نہ جھکی۔ ۱۰۸۳ء کے آخر میں کبیر نے سہاکر کے دوبارہ جاگیریں خان کی۔ تو خان اعظم نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے خان اعظم کے جوڑے چپا قلب اللہ کو منانے کے لئے کہا۔ اس سے سنا نہیں کرائی۔ خان غلام نے زور دیا مگیا اگر خان اعظم سرنگوں نہ ہوئے۔

۱۰۸۸ء میں کبیر نے بڑی مدت کا محنت کے ساتھ خان اعظم کو سپہ سالاری کا عہدہ قبول کرنے پر آمادہ کر دیا۔ ۱۰۸۹ء میں جنگاں میں بغاوت ہوئی تو خان اعظم نے جس قدر تیزی سے اسے دبا دیا۔ ملک کے مختلف علاقوں میں شورشیں برپا ہوئیں تو خان اعظم کی تدابیر اور شہنشاہ دونوں آگے بڑھ کر کام آئیں۔

۱۰۹۰ء تک اکبر بادشاہ کا دربار دین اسلام اور مذہب کے خلاف ایک مرکز بن گیا تھا۔ اسلام کی ہر چیز کا تسخر اڑایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ اکبر نے حکم دیا کہ تمام امراء اور عماد دارا دیار سنا کر دیں۔ مولانا عبد اللہ اور بدایونی نے کہا ہے۔ ۱۰۹۱ء میں بادشاہ نے خان اعظم کو بادشاہ کو عزیز بھی تھا۔ اور بیٹوں کا ہم پایہ بھی تھا۔ مگر وہ اسلام کی محبت کی بنا پر اکبر کی کسی تردید یا انعام کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ وہ سپاہی زادہ تھا۔ اور سپہ سالار تھا۔ اس نے مذہب کے خلاف اقدام کرنے والوں کو بر ملا ٹوکا۔ دریاد میں بادشاہ کے پیچھے ابوالفضل اور بیربر کو لے لکھا۔ دریاد فوراً بڑے ہوشیار تھے۔ سامنے چپ رہتے۔ علیحدگی میں بادشاہ کے کان بھرتے رہتے۔ بادشاہ نے خان اعظم کو دریاد میں طلب کیا۔ خان اعظم نے بر ملا کہا۔ میں ایسے مردود دریاد میں

نے بھی ان کے توت میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے اور دونوں حضرات آپ کی نسوس توجہ کے مرکز رہے۔

دقیقہ حاشیہ صفر ماہ ۱۰۸۷ء (میں کبیر نے جب دیر پاہی کی بدستور اور گرفتاریت کہ ملک میں رائج کرنا شروع کیا تو اسے دریاد میں سے خان اعظم پہا شخص مختا جس نے بڑھ کر ٹھہ کر مخالفت کی۔ اور بادشاہ کی جادی کردہ قباحتوں پر بر ملا تنقید شروع کر دی چنانچہ جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ اور خان اعظم کو آگاہ کے بارے میں انہیں خبر نہ کر دیا۔ مگر خان اعظم کی گردن نہ جھکی۔ ۱۰۸۳ء کے آخر میں کبیر نے سہاکر کے دوبارہ جاگیریں خان کی۔ تو خان اعظم نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے خان اعظم کے جوڑے چپا قلب اللہ کو منانے کے لئے کہا۔ اس سے سنا نہیں کرائی۔ خان غلام نے زور دیا مگیا اگر خان اعظم سرنگوں نہ ہوئے۔

خان اعظم اپنے تمام اہل و عیال نوکروں اور خدمت گزاروں کو لے کر تہار میں سولہ سو اور دریاد حبیب میں چالیس مسلمان رہائے آپ کو بڑی شان و شوکت سے الوداع کیا۔ حرمین الشریفین میں خان اعظم نے اپنی سخاوت سے اہل تہار کو ادا کیا۔ اہل دیوبند کی بھولیاں بھرویں۔ ۱۰۹۱ء میں واپس آئے تو اکبر نے دریاد میں بلا کر بڑی عزت کی۔ جاگیریں بٹا کر دیں۔ اب خان اعظم بہاد میں سکونت پذیر ہو گئے۔ بیٹوں کو بھی اکبری دربار سے جاگیریں ملیں۔

۱۰۹۲ء میں اکبر مر گیا تو خان اعظم اور دوسرے مذہب پسند امراء جہانگیر کی تخت نشینی کے لئے کوشش تھے۔ جہانگیر نے خان حکومت سنبھالتے ہی خان اعظم کے تمام اعزازات میں اضافہ کر دیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ جہانگیر نے خان اعظم کو دریاد کے خلاف سازش کرنے اور اپنے داماد خسرو کو تخت پر بٹھانے کی کوشش پر قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رہائی ملی۔ تو خان اعظم ۱۰۹۳ء میں احمد آباد گجرات میں چلے گئے جہاں فوت ہو گئے۔ خان اعظم ایک بہاد سپاہی

نیز اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقوبت نامہ معلوم ہوتی ہے۔

مکتوب حضرت خواجہ باقی باللہ
حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی مکتوب
 بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق سبحانہ تعالیٰ کمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچائے یا در ہے۔ یہ زمین بزرگوں کے نصیب کا ایک پیالہ ہے اس میں سر موٹا کھنڈ نہیں چھوٹتا ہے۔ لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں گو ابراہیم خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو تو پھر کہیں نہ ان کا تار و صفات کا گرفتار طلب گاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے اور جہاں سے خوشبو میسر آئے۔ کیوں اس طرف نہ جائے۔ اب ہماری مسی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں بلکہ حکم پر موقوف ہے۔ ۵

(بقیہ حاشیہ سفر سابقہ آگے) ایک دین پسند امیر اور باتدبیر سپہ سالار کی حیثیت سے نام آور ہوئے۔ جہاں گیسر اپنی تمام بدگمانیوں کے باوجود ترک جہانگیری میں خانِ اعظم کو ہدیہ تحسین پیش کرتا ہے۔ آپ بکری و باد کی بدعات اور جہانگیری عہد کی بے اعتدالیوں کے خلاف ہمیشہ کلمہ حق بلند کرتے رہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی عقیدت مندوں اور تحریک اہل اسلام کے قریب دستِ خامی ملے۔ نور اللہ مرقدہ۔ علامہ ابوبی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ خانِ اعظم نے اسے دہلی پر اکبر کے دین الہی کو تعلیم کیا تھا۔ علامہ صاف کراوی اور گراہ لوگوں کے ساتھ مل کر بکری و باد پر کمزور ہو گئے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) (مرتب)

گر طمع خواہد ز من سلطان دین خاک بر فرق قناعت بعد اندین
 ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دینی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے۔

دوسرے ہمارا مقصد یہ ہے کہ میر صابر نیشاپوری نے اظہارِ طلب فیض کیا تھا اسے آنجناب کی خدمت میں بھیج دیتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور ہوا کرے۔ اور کامل تعبیر و عنایت حاصل کریں گے۔ والسلام

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا۔ تواضع اور انکسار کی علامت ہے چنانچہ مکتوب بابت کی پہلی جلد سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مہینے بعد پھر خواجہ صاحب نے ایک مکتوب ولایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پھر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا اور وہ یہ ہے۔

”اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچائے۔ مدت سے میں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیاز مندی عرض نہیں کی اس کیفیت کو مرا نامہ بہ ضرورت خدمت والا میں عرض کر دے گا۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں اور کیا عرض کروں کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں بھٹا بڑی جرأت کی بات ہے۔ اور دنیاوی او ضار و اطوار کی حکایت بہت بے جا معلوم ہوتی میں ہمیں اپنے حد کو نہ نظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و آرزو یہاں تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے دعا کے گواہ ہیں۔ ۵

بس تشنہ لبس خراجم اے دوست در حسرت یک دم آیم لے دوست
 ہر جب کہ ترشے تو بیسنم در عطش آیم و نہشتیتم

یہ مکتوب پڑھ کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار اٹھ اٹھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی روانہ ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قیومیت کے تیسرے سال میں حضرت باقی اللہ بیگز کی خدمت میں

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے
حضرت مجدد اپنے پیر و مرشد کی نظر میں
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار ہو کر دھلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف
آوری کی خبر حضرت خواجہ باقی باللہ بیگز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنی۔ تو پاپیادہ شہر
جسے باہر آئے اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم
سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسند ایشاد پر بٹھایا۔ وہ اپنے حلقے
کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھ کر بیٹھے۔
جب حلقہ یا مجلس سے "جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا کرتے آتے تھے
تو اسے پاؤں واپس آتے۔ تاکہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ بلکہ غائبانہ سلوک
کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور اپنے
مریدوں کو بھی تلقین کرتے۔ کہ جو آداب و استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب
کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ حضرت مجدد
کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر بجا لایا کرتے تھے۔ یہ واقعات وہ ہیں جو خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدیع الدین سرہندی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ مزید برآں ہم نے حضرت
قیوم اربع خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سنے ہیں۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے مرشد میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حجرے میں
وقت پر آؤ گئے آگئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ بیگز تنہا آنجناب کی نیابت
کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے
اسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیابت کے ساتھ کڑائی دھوپ میں آستانہ کے
اگر کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار
ہوئے اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی
ہے۔ یہ سن کر حضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُپھلے اور بڑے اقتدار
اکسار کے ساتھ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر لائے اور آداب و زانو ہو کر سامنے
بیٹھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:
کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ تم حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور وہیں یاد الہی میں مشغول رہو۔
اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی میں لگے رہو۔ بلکہ ان کے دُور و سہاری طرف بھی
توجہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا کہ
شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزار
ستارے ماند ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم میں کوئی ولی نہ ایسا پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی
معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص رباعی سے نقل کیا ہے کہ حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں باہر اعراف عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں، لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک کتاب میں پانچ دائرے کیلئے اور ہر ایک دائرہ میں اتنی کمالات الہی دیں فرماتے جو کسی دینی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے، ایک دائرہ میں ولایت اور دوسرے میں ولایت، کھارواؤ کی زیر اور زیر سے تیسرے میں کمال یعنی اور چوتھے میں کمال مطلق، ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار مثنوی کے ۴۰ ہجے۔ اور ایام امت میں سے افضل ہیں، حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاروں دائروں کے صلہ کے مشروع میں لکھا ہے، اس کا سردار مانا ہے، یعنی وہ تمام اولیات امت کے سردار ہیں۔

اپنے مرشد پر توجہ نسبت | ایک روز حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں جو مافی کروڑی کے آثار زیادہ ظاہر ہوتے لگے ہیں، اس زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیر خواہ اور خور و سال بچوں خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبید اللہ کو گود میں اٹھا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتناں کی کہ ان دونوں نور دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب الارشاد ان مخدوم نادوں پر ایسی توجہ کی کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ السلام پر بھی ظاہر ہوا، نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غائبانہ آنجناب کے فرزندوں کی طرف توجہ کی، چنانچہ ہلد اول کے مکتوب ۱۹ میں جو حضرت خواجہ صاحب کے فرزند کے نام لکھا ہے، بیان فرمایا ہے، آنجناب کے احوال کیلئے والوں نے بھی

بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب و محاکات سے مافی مانگی، کہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے، لیکن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، کہ ہمارے باطنی ترقی اس وقت تک صرف وحدت الوجودی کے مقام تک آکر رک گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں جو اولیات امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے، معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں وہ صرف انبیاء کا حصہ ہیں، بڑی ہی بد قسمتی ہوگی اگر آپ ایسی نعمت سے مجھے محروم رکھیں جب حضرت خواجہ صاحب بہت درپٹے ہوئے اور خطرہ تھا کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے ترک نہ ہو جائیں، مجبوراً حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا اور توجہ باطنی یعنی اپنے کمالات کا خلاصہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولیات امت سے افضل بنایا، اپنے پیر بزرگوار پرہیزگار کی خواہش کے مطابق کی، حتیٰ کہ عنایت الہی سے ان کا مقصود حاصل ہوا، خواجہ صاحب نے اس موقع پر اپنے مریدوں کے لئے اشارتاً فرمایا ہے۔

خواجہ ماہشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب کے بڑے خلیفہ شیخ تاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "جن کا حال مقبول اس پہلے لکھا گیا ہے، نہ بانی سنا ہے، فرماتے تھے کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب سے سنا، جو فرماتے تھے کہ ہم حضرت شہین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی بھی نہ دیکھے تھے، ان کی توجہ نے ہمیں توحید و جود کی مقام سے اٹھا کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا۔

عزیز متوقف

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر عاقل و فاضل ہیں اسٹنڈا و ریگانہ و یار و اغیار کے برو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا کہ توحید تو ایک تنگ کوپہ ہے۔ شاہراہ سلوک تو اس سے بہت وسیع ہے۔

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض و اشقیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں ان میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچایا اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں "عزیز متوقف" سے مراد خواجہ کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں۔

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکتوب عرض داشت کی صورت میں آیا۔ اس میں بھی عزیز "متوقف" کے احوال درج تھے۔ جب پڑھا گیا تو بعض یاروں نے جرات کر کے پوچھا کہ "عزیز متوقف" سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں ہی "عزیز متوقف" ہوں۔ مجھے انہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پہنچایا ہے اور پھر اشارۂ عزیز متوقف کہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیس عرضداشتیں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے۔ اس کتاب میں ان کی گنجائش نہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے نصرت ہو کر دارالارشاد سرہند کی طرف لوٹ آئے

اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

"مرآت عالم" اور "مرآت جہاں نما" میں
مرآۃ العالم اور مرآۃ جہاں نما
 جو سلطان اورنگ زیب کے حکم سے تالیف کی گئی ہیں اور جس میں ابتداء خلقت سے لے کر اورنگ زیب کی پہلی دہ سالہ حکومت تک کے حالات مندرج ہیں۔ اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہاں میں گئے لکھے گئے ہیں، علاوہ انہیں انبیاء، اولیاء، بادشاہ، علماء، شعرا، اہل عرفہ وغیرہ بھی کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے بجا لایا کرتے تھے بطور عجب روزگار درج کئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور میں تھنوالی باقی باللہ کی رحلت کی جانگاہ خبر سنی

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر دہلی سے واپس آئے تو تھوڑا عرصہ دارالارشاد سرہند میں رہ کر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام ممتاز شرفاء آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُن کر نہر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علماء مثلاً مولانا طاہر، مولانا حاجی محمد، مولانا جمال تلوی رحمہم اللہ علیہم وغیرہ صبح و شام آنجناب

کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی آپ سے واقف تھے۔
کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے
رکھی تھی۔ جب انہوں نے یہ سنا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ پیر و مرشد ہونے کے بارے
مردیوں کی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب سجالاتے ہیں اور
باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ سے کرتے ہیں تو ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدھ
ہو گیا۔ ان لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں
سو اللہ تعالیٰ ان کی توفیق بخشی سے آنجناب کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجناب کی
تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور آنجناب کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت
خیال کر کے جمع قبائل، قوم تابعین، لواحقین اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار ہزار مرید
ہو گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات کے ہزار ہا آدمی بھی آنجناب مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے۔

مولانا جمال تلوی | خواجہ ہاشم برکات الامجدیہ میں کہتے ہیں کہ مولانا
جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بڑا شاگرد مجھ سے
کہنے لگا کہ ایک روز مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال اعتقاد سے حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اٹھ کر آپ کی نعین مبارک اٹھا کر اپنے سینے سے
لگا لیں۔ جب حضور اٹھے تو پتہ چلا کہ مولانا کا یہ تعظیم کرتا ہم شاگردوں کو ناگوار
گزرے۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ دونوں حضرات علم میں یکساں ہیں۔ اور وسع اور صفائی میں
میں بھی مولانا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے
تو آگے بڑھ کر مولانا سے پوچھا کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا
اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا جمال تلوی علیہ الرحمۃ نے
فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم باللہ اور اسرار اللہ مع اللہ سے واقف

و محرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم ان کی تواضع کرنے سے اجور
عظیم حاصل کر لیں۔

وحدت وجود کا سار | ایک روز مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری
و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیاء مسلمانہ وحدت الوجود
جو ظاہر و باطن کے بالکل خلاف ہے کہ قائل ہیں۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے مولانا جمال تلوی کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے جن کو سن کر
مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جس طرح
ایک مہوش انسان ہوتا ہے۔ زانوئے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دے کر رخصت ہوئے
کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان گوہر نشاں سے
کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پرو دیا۔

ندائے چہ گشتی چہ انگشتی کہ گشتی و از دیدہ خوں ریشی

حضرت ملا جمال تلوی قدس سرہ اکبری زور کے ایک بلند پایہ عالم دین، ماہر تعلیم اور سالک تھے۔ لاہور
میں میٹر ہسپتال کی توسیع عمارت کی جگہ ایک محلہ تھا۔ اسی محلہ ملا جمال تلوی کا دینی دارالعلوم تھا۔ اس میں
علم فقیر اہل بیت اور فقیر و سلوک کے امتداد معصوف تدریس تھے۔ آپ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے ملاقات سے پہلے فلسفہ وحدت الوجود کے سخت مؤید تھے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے
عقیدت کا یہ عالم تھا کہ زندگی کے پورے بارہ سال بلا تفریق حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر انوار پر حاضر رہی
دی اور فاتحہ خوانی کے بعد روحانی فیوض سے بہرہ ور ہوئے۔ ایک بار کئی روز کھانا میسر نہ آیا تو خانہ خاناں
کے بلوغ کی طرف جانچے۔ ایک وقت کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ اس عہد میں توت پر پھل کا موسم
نہ تھا۔ درخت کے پتوں میں سرسبز ہٹ ہوئی۔ تو ایک نورانی شکل کا بزرگ توت کھانا دکھائی دیا۔ کہنے

مولانا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور ایک عرصہ تک اپنی خدمت میں رکھا۔ حتیٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی غایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالیٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائے گا۔

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدخشاں اور ماوراء النہر کے بڑے مشائخ سے تھے۔ وہاں پر بعض مشائخ کی بشارت تھی اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ملک نوہان میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عالم تعارف ہوا اور یہ بات عام ہوئی تو وہ بڑے متعجب ہوئے۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد ہوتے ہوئے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۲۰۷) لگا۔ حال تو تھکا دے گا۔ ہاں اس بزرگ نے ایک شلخ کو جھانک کر فرمودہ: "پر تو تھکا دے گا۔ بلال توئی نے تو۔" لکھا۔ اور جسکو بتائی رہی۔ جمال توئی کہتے ہیں۔ میں نے خود سے دیکھا تو وہ حضرت داگچہ بشارت علی ہجویری تھے۔ انہاں مقررہ انداز و شاگرداں ہم بدایاں فرستند۔ سب ہی کم ہر روز پنج روپیہ نشود (مرکت عام صفحہ ۴۹)۔ ملا بدایونی لکھتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے اہم علماء میں تھے۔ آپ کے درس کی دور دور تک شہرت تھی۔ آپ نے آٹھ سال سے پڑھانا شروع کیا اور ۱۰۴۰/۵۹۵ھ تک پڑھاتے رہے۔ معقولات و منقولات کے بارے میں شاکر دوں کو سمجھا دیتے تھے۔ فیض کو پہنچے بے نقاد تفسیر سواطع الالہام میں مشکلات پیش آتیں تو آپ حل فرما دیتے۔ ملا بدایونی نے آپ کی شان میں یہ شعر لکھا:

چہیت بحث علم اگر تا فرق فرقہ عارود

ذکر مولانا جمال الدین محمد می رود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توبہ باطنی کی ہے۔ کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے۔ ان میں سے بعض اپنے وطن واپس گئے۔ انہوں نے اندازہً تعویب تجمید الف، طینت، اصالت، قیومیت اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توبہ لینا۔ وہاں کے لوگوں کو بتایا۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سنے ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کے منتظر تھے۔ یہ باتیں سن کر انہیں کامل یقین ہو گیا۔ بعض نے آنجناب کے دیدار سے مشرف ہونے کا ارادہ کیا۔ ان میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین اٹھے اور کمر ہمت باندھ کر ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے تو ان دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سرہند سے چل کر لاہور میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کر کے مرید بنے۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں کئی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین قدس سرہ کے نام ہیں۔

میر نصیر احمد دومی رحمۃ اللہ علیہ میر نصیر احمد دومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدد کے صیغہ القب سید اور بڑے قناد شیخ تھے۔ آپ ایک روز حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روحہ منورہ کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام ادویات امت سے افضل ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت میں چلے جاؤ۔ اور اس سے دعا اور توجہ طلب کر کے اسے اپنے لئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ حضرت مذکور حسب اللہ شاد جناب رسول خدا صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں پہنچے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف الارض سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بہت افسردہ خاطر ہوئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرسند پہنچے تو دو تین دن رہ کر واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں خان عبدالرحیم خان خاناں اور مرتضیٰ خاں جو حکومت کے اعلیٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ حبیب حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دنوں یہ دونوں شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ وصال خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانا اور ان کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد خان خاناں اور مرتضیٰ خاں دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے اسلام نے مغل دربار کے بہت سے نیک دل

حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۵ جمادی الثانی ۱۰۱۰ھ کو ہوا۔ اور شہر دہلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا احساہ الدین نے تعمیر کرایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی تھی کہ مرقہ کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے حب نشا عمارت نہ بنوائی گئی۔ صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا لیکن نہایت ٹھکی اور نفاست کی شان بھلکتی تھی۔

عجیب تصرف یہ ہے کہ موسم حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار کا امتیاز گرامیں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لاسکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انوار الہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحب کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے اور آنجناب کے مرقہ کے ارد گرد بڑا وسیع قبرستان ہے۔ امرا اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سارے پیسے صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قسمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰ کے آگے) اور اہل ایمان مسلمان امرا کو متاثر کیا تھا۔ چنانچہ غوث اور لالچ کے باوجود چند امراء نے دربار سے آپ کے نظریات کی بڑھ چڑھ کر تائید کی۔ ان امراء میں شیخ فرید بخاری، قلیچ خاں صدر جہاں، مرزا کوکھ خان عالم، خواجہ خاتم الدین، مجدد رحیم خان خاناں اور مہابت خاں وغیرہ تو حضرت مجدد الف ثانی کے عقیدت مند اور جہان فہر مرید تھے۔ شیخ فرید نے فقہ ارتداد دین اور بدعت دین

اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کے لئے بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قیمت سہی ہو جاتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی منگوائیاں منگا کر ان کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ الہداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ تینوں حضرات خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجسیم و تکفین کے وقت حاضر تھے۔

الہی کو روکنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان میں سے اکثر نے جہانگیر کی تخت نشینی میں اہم کردار ادا کیا۔ اور جب جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا تو ان امرائے اپنی قوت سے جہانگیر کو خلاف اسلام قوانین کے نفاذ سے روک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ (مرتب ہے)

حضرت مجدد الف ثانی خواجہ باقی باللہ کی تعزیت کے لئے

دہلی تشریف لائے

حضرت خواجہ ہاشم اور ملا یزدان الدین برکات احمد مدیر اور حضرات القدس میں تحسید فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہار غم کے لئے دہلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے حب و ستودہ آنجناب کا استقبال کیا اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے اور اندر سر نو آنجناب سے بیعت کی۔ اسی اثنا میں شیطان نے ہنوں کو ورغلا کر گمراہ کیا اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منقض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بہت سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن سب بے نہ صرف اتنے پر اکتفا کی بلکہ بعض تو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کی دعائیں کرنے لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان بے جا تجاہد کرنے والوں کی نسبت سلب کر لی۔ جب پھر بھی وہ باز نہ آئے پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ کر سرسبز چلے گئے۔

شیخ تاج جو ایسے لوگوں کے پیش پیش تھے۔ ان
شیخ تاج کی کیفیت کے دل میں بھی ان کی باتیں سن سن کر کچھ شک و

آگیا تھا۔ وہ بھی اپنے وطن چلے گئے۔ اثنا عشر ختم ہیں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچے تو اپنے باطن کی طرف بڑی توجہ دی لیکن باطنی احوال کا نام روشن تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت غموم ہوئے۔ جب متوجہ ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے افضل کے متکبر ہو گئے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عسکر کا منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کو دعوت دیتا ہے۔ اور اس حالت میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے۔ اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیائے فردا شیخ تاج کو یہی خطاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھے کہ یا الہی وہ کون بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے اور میں کب اس کا منکر ہوا ہوں کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ اس مجلس کے صدر نشین حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رخ حضور کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سر دائر خود آپ ہی ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شیخ تلخ نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا تھا اس لئے میرے دل میں شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آگیا تھا۔ اب میں معلق کا خواستگار

ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کا کان پکڑ کر یہی فرمایا۔ جب شیخ تاج نے حصے زیادہ عجز و زاری کی تو آنجناب نے شیخ تاج کی تقصیرات معاف فرمائی۔

شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
شیخ تاج حضرت مجدد کے غلاموں میں | یہ واقعہ دیکھ کر سخت شرمناک ہوئے
 اس شبہ سے جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ان کے دل میں تھا سخت ادم ہوئے۔ اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے پیر بھائیوں خصوصاً مولانا محمد قلیچ کی طرف جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالار تھے۔ اور مرزا حامد الدین کی طرف اس مضمون کا لکھا کہ تم سب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض نہ لکھو۔ اور اس عرض میں محبہ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرماویں گے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو بھی واضح رہے کہ جس شخص نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا اور ابھی تک آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے وہ مرند ہے اور جو بن رجوع مخوف ہو گیا ہے وہ بھی مرند ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو مرند ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان ہے لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائے گا۔ آخری وقت میں اس کا ایمان ضرور سلب ہو جائے گا۔ تم سب اپنے پیر بھائیوں کو اطلاع دے دو۔ جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں ٹھہرے۔ اور ملا حسن جعفر بیک اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے

تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یاہ لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا۔ معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو انجناب کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنیا اور دہلی کے باروں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ میں نے توبہ کی لیکن مقصد نہ ہوا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا۔ بیان کیا۔

خواجہ حسام الدین کا خواب | خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثنا و تائش کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فصیح کلمات سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح و ترشیح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہوں نے فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا خضر حاصل ہے کہ میری امت میں ایسا بزرگ ظاہر ہوا ہے جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ بزرگ تمام ادویائے امت سے افضل ہے۔ یہ سن کر تمام باروں نے توبہ کی اور اپنے اپنے عقیدہ سے سخت نادم ہوئے۔

شیخ تاج کا حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں عرضیہ | شیخ تاج نے حضرت اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضیہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے میں لکھا۔ اس عرضیہ میں یہ واقعہ بھی لکھا کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سوداگر نازاں ادا کرنے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی کمر پر پانسو دینار کی

ہمیانی تھی۔ وہ اُسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا کہ شاید اسی بزرگ نے اٹھائی ہے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو کہا تو انہوں نے اس بزرگ کو بہت مارا پیٹا۔ آخر اس بزرگ نے چارہ ناچا مان لیا۔ اور کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیانی کسی اور جگہ سے ملی۔ جو تکلیف اس نے بزرگ کو دی تھی۔ اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ پیادے اتم اس قدر عاجزی کیوں کرتے ہو۔ جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ سے میں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے چلوں گا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے دو گنہ فرمائیں گے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا۔

دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ہنگے سرو کر پکڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی بیعت کدائی سے آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہ لطف و کرم سب کو معاف فرما دیا۔ اور ان کے قصور بخش دیے انہیں دنوں خواجہ حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلی

خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ایک خاص رقیبہ آئندہ صلوٰۃ پر

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جو یار شریعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھے ان پر بلائے عظیمہ نازل ہوئی۔ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پانی پئے گا وہ اس بلا سے بچ جائے گا۔ جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا تو اس نے فرمایا کہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستعمل پانی پینا مکروہ ہے فقہ کی کتابیں دیکھنے پر آمنا نہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی بقیہ حاشیہ سفر سابقہ سے آگے عرصہ آپ کی خدمت میں اکتا نہیں کیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک کے مؤید بنے اور مریدین کو مدرسہ سلور طے کئے۔ آپ غازی خان عرف قاضی خان کے بیٹے تھے۔ ان کی کبریٰ کے انگریز مہتمم مسیح پوشین نے ان کی کبریٰ کے صفحہ ۸۷ پر غازی خان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ غازی خان نے فقر اسلام اور انا دیش نبوی کی تعلیم ملا اسماء الدین ابراہیم سے حاصل کی تھی۔ اور اپنے وقت کا معروف عالم دین بن کر ابھرا۔ وہ شیخ حسن خوارزمی قدس سرہ کا مرید تھا۔ اسے شاہ بدشاہ سلیمان کے دربار میں بڑا منصب ملا تھا۔ اسی نے قاضی صاحب کا لقب دے کر قاضی القضاۃ کا عہدہ دے دیا تھا۔ سماجوں کی نوبت کے بعد سلیمان نے کابل پر حملہ کر دیا۔ کابل ایک عرصہ تک محاصرے میں رہا۔ آخر شاہ سلیمان نے قاضی خان (غازی خان) کو کابل کے گورنر منع خان کے پاس بھیجا تاکہ وہ کابل خالی کر دے۔ منع خان نے غازی خان کو کئی دن اپنے پاس قلعہ میں ہی رکھا۔ اور اتنی خاطر تواضع کی کہ کسی بدشاہی نے ایسا سلوک نہ کیا تھا۔ ان دعوتوں نے غازی خان پر ایسا اثر ڈالا کہ اس نے واپس جا کر سلیمان کو کہا کہ کابل میں وافر خوراک موجود ہے۔ آپ محاصرہ اٹھالیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ سلیمان کابل کا محاصرہ اٹھا کر واپس بدشاہ چلا گیا۔

کچھ عرصہ بعد غازی خان نے شاہ بدشاہ کی ملازمت چھوڑ دی اور ہندوستان آگیا۔ غازی خان کے مقام پر غازی خان کا تعارف اکبر بادشاہ سے کیا گیا۔ اکبر نے غازی خان کی تحریری قابلیت دیکھ کر اسے پر وازہ نو میں بنادیا۔ اور غازی خان کا لقب عنایت کیا اور ملکی اور غیر ملکی مہمات میں غازی خان نے اپنا نام پیدا

مرتبہ بغیر نسبت قرب اعضا دھوئے جائیں تو وہ پانی مستقل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب اور کیا انجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یار سچوں نے بڑے بچے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی۔ خواب کا منشا بھی پودا ہو گیا اور فقر کے مسئلہ سے بھی روگردانی نہ ہوئی۔

بقیہ حاشیہ سفر سابقہ سے آگے۔ کیا۔

غازی خان راجپوتوں کی ایک مہم پر مان سگھ کی افواج کا کمانڈر تھے بڑی بڑائی سے دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے بہانہ بغاوت دیا۔ کئے پورے اقدیات سے کمانڈر بنا دیا گیا۔ غازی خان رحمۃ اللہ علیہ ہر شہر کی طرف بڑھ کر آ رہے تھے۔ غازی خان بہت ہی کتابوں کا مصنف تھا۔ کبریٰ دنیا میں سجدہ / سجدہ تعظیم یا کورنش کا رواج اسی غازی خان کی بدعتی ترغیب سے جاری ہوا تھا۔ حضرت باقی باللہ کے مرید اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤید مولانا خواجہ حسام الدین اسی غازی خان کے بیٹے تھے۔ حسام الدین اکبری افواج میں ایک ہزاری کمانڈر تھے اور غازی خان کے زیر کمانڈر مختلف معرکوں میں بادشاہت دیتے رہے۔ دکن میں کافی عرصہ گزارا۔ مگر اچانک ان کے دل میں طلب حق کی آگ بھڑک اٹھی اس نے غازی خان کو اپنی قلبی کیفیت بیان کی۔ اور قہوج سے استعفیٰ دے دیا۔ اور بقیہ زنداں بس نریب تن کر کے دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ کے مزار پر آ بیٹھے۔ غازی خان نے انہیں بہت سجاایا مگر حسام الدین پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حسام الدین نے کپڑے پہنا ڈالے۔ تنگے بدن پر مٹی اور گوبر مل لیا اور دہلی کی گلیوں میں گھومنے لگے۔ اب اکبر نے آپ کا استعفیٰ قبول کر لیا۔ اور آپ شاہی فوجوں سے آزاد ہو گئے۔ ان دنوں خواجہ باقی باللہ نے آپ پر خصوصی نگاہ ڈالی۔ اور آپ کو راجہ طہقیت کا سنا کنا دیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا جلیس بنایا۔ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور بقول صاحب زیۃ المقامات ۱۰۰۰ میں فوت ہوئے آپ کی بیوی ابوالفضلہ فیضی کی سگی بیٹہ تھی۔ اس نیک دل عورت نے اپنے خاوند کے حکم پر اپنے تمام زورات غریبوں میں بانٹ دیئے اور وہ لاکھ روپیہ مسکین میں تقسیم کیا۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

جلال الدین اکبر بادشاہ کے اعلانیہ دعویٰ الوہیت پر حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے مسلمانوں میں اضطراب

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ہندوستان کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔ اب اس نے خدائی کا دعویٰ بھی شروع کر دیا۔ اس کے اہل و لوگوں کو زبردستی لاکر سجدہ کر دیتے تھے کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ یہ طعون بادشاہ فرعون کی طرح سخت نخوت پر بیٹھ کر خلعت سے سجدہ کرتا۔ اور آٹا کر گچھو اکھٹلے میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہیں، کا دم مارتا۔ اور غرور و مردود کی طرح رعوت کے تخت پر بیٹھ کر ملین الملک، بکس کا ہے ملک کا نظارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلم دونوں کے لئے یہ جہان بہت تنگ ہو گیا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ بہت سے جاناتا ہندو مسلمان اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا اور بادشاہ کے آگے نہ ہٹے۔ اسی طرح ہزار ہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلعت بہت گھبرائی تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا کہ ہم آپ کی قیوت کی آمد آمد کے منتظر تھے۔ اور ہمارے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اس خیر اویا کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائے گا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح مصائب میں گرفتار چلے آتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے غیرت میں آکر بادشاہ کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔

مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام
خانِ خاناں۔ خانِ عظم۔ سید صدر جہاں
اور مرتضیٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ "جوا بخت"
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے۔ حضرت

عبد الرحیم خان خاناں جہانگیری دیوبند کا ایک رکن اور خلیفہ حکومت کاستون مانا جاتا تھا۔ اکبر بادشاہ کے مشیر استاد اور فرمان سلطنت ہیسیم خان کا بیٹا تھا۔ ۹۹۱ھ میں لاہور میں پیدا ہوا۔ ابھی تین سال کا تھا کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ بلند میں سے بیٹیوں پر آگئے۔ بیرم خان پر سختیاں ہونے لگیں۔ اہلار اور وزراء کا آنا جانا بند ہو گیا۔ گھر قریب تان کا نمونہ بن گیا بلکہ زندان خانہ نظر آنے لگا۔ عبدالرحیم نے ہوش نہ بنایا تھا کہ مصائب کی آندھیاں چھنے لگیں۔ گھر آج گیا۔ خاندان برباد ہو گیا۔ ذوالہور سے دہلی اور دہلی سے احمد آباد آئے۔ بیرم خان کو موت نے آدھو چا۔ مگر اکبر نے حکم بھیجا کہ عبدالرحیم کو دربار میں لایا جائے۔ ۹۹۶ھ میں یہ پانچ سال کا بچہ جب دربار اکبری میں پہنچا تو دربار میں باپ کے دشمنوں کا تسلط تھا۔ عبدالرحیم کے باپ کے خلاف گفتگو ہوتی۔ الزامات دھرائے جاتے۔ برائیاں سنائی جاتی تھیں۔ خدیوین کے تذکرے ہوتے تو بچہ مسن مسن کر سہم جاتا۔ مگر اکبر کی شفقت نے اسے سہارا دیا۔ اسے مرزا خان کہہ کر رکھا۔ اگلے دن لگا۔ اکبر کے سایہ میں پرورش پانچو لایہ کچھ سن شعور کو پہنچا تو ایک باکمال سپاہی علم و فضل کا منبع تیزی فکر و دانش میں اپنی مثال آپ بن کر ابھرا۔ وہ خود عالم تھا۔ علماء کا قدر دان تھا۔ شعرا و مصاحب قلم تھا۔ شاعروں اور ادیبوں کا مربی بن کر کھڑا ہوا۔ عربی بلاغت بولتا۔ فارسی اور ترکی میں باکمال تھا۔ وہ حسن و جمال کا پیکر بن کر حوٹا ہوا۔ جھجھ جھجھانا مصوٰفہ تصویر بناتا۔ مگر دل والے اس کے حسن کے سامنے سجدہ ریز ہوتے۔ اس کا اپنا گھر اہل علم، ابن بصیرت، شعرا اور اہل کمال سے بھر دیتا۔ اور وہ انعام و اکرام کی بارشیں برساتا جاتا۔ وہ اکبر کا منظور نظر تھا۔ اپنے اعلیٰ کردار اور حسن اخلاق سے ہر دلعزیز تھا۔ ابراہیم خان عبدالرحیم کی خانِ عظم مرزا عوریز کو کھٹاش کی بیٹی ماہ بانو بیگم سے شادی کر دی۔ ۱۰۰۰ھ میں پہلی بار عبدالرحیم نے اپنی شمشیر کے جوہر دکھائے اور پنجاب پر حملہ آور تو قتل کو

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کو نصیحت آمیز مکتوبات اور کلمات کہلا بھیجے کہ اگر وہ اس دعوے سے باز آجائے اور توبہ کرے اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دے تو بہتر درہ غضب الہی کا منتظر رہے۔ ان حضرات نے بادشاہ کو بذات خود بھی سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا کہ منت سے کام نہیں نکلتا تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور تصرف کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ پہلے ہی وقت تک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ انہیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے بادشاہ کو سنائے اور بتائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱) اور بنفادوں کو جس نہس کر دیا۔ ۸۳۵ھ میں احمد آباد کی حکومت کو سرحدوں کا نگران مقرر کر دیا۔ ۹۸۶ھ میں شہباز خان میر پر حملہ کیا تو عبدالرحیم نے شہرہ کر اس کے پاؤں کاٹ دیے۔ ۹۹۰ھ میں شہباز احمد سلیم حسن کی عمر ۱۳ سال مغل کا اتالیق مقرر ہوا جبکہ عبدالرحیم کی عمر ۲۸ سال تھی۔ جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تو عبدالرحیم کو خان خانان کا خطاب ملا۔ وہ جہانگیر کے قریبی اور با اعتماد امرا میں سے تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ دیوباری قباحتوں اور غیر اسلامی رسموں کے سخت خلاف تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو سازشیں ہوتیں یا شاہی عقاب نازل ہوتا۔ خان خانان سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے فیصلہ کے خلاف عبدالرحیم خان خانان نے جہانگیر کو بڑے اعتماد سے سمجھلایا جب آپ گوالیار میں پس و پور زندان میں تھے۔ تو عبدالرحیم خان خانان کے مشورے سے ہی مہابت خان نے جب جہانگیر کو قید کر لیا تھا۔ یہ ان اہل ایمان امراء سے تھا جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مغل دربار کی بدعات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

(استفادہ از دربار اکبری)

آخر بحث و تمحیص کے بعد صرف اتنی بات قرار پائی اور اعلان کیا گیا کہ آج سے لوگوں کو اختیار ہے۔ خواہ وہ دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ دین الہی میں آجائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے۔

پہلی کامیابی

۱۔ اکبر کے مزید ہونے کا عدم ہر مسلمان کو ہوا۔ اہل ایمان کے دل ٹیٹھ گئے۔ علامہ عبدالغفار بدایونی نے اپنی مشہور کتاب منتخب التواریخ میں بڑی تفصیل کیا کہ اکبر کے کفریہ اقوال و اعمال کا ذکر کیا ہے۔ علامہ بدایونی نے لکھا کہ اگر نہ مگر ہی میں مبتلا ہوتے ہی لوگوں کو ایک حکم دیا لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ ابوالفضل نے مہابھارت کے ترجمہ میں اکبر کو خلیفۃ اللہ لکھا۔ اکبر کی حضور سے عداوت کا یہ عالم ہو گیا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد احمد محمود مصطفیٰ تھا۔ اسے خان سے بدل دیا گیا۔ سکوت پر کھلیتہ کی جگہ رام اور بیتا کی تصویریں چھپنے لگیں۔ شادی محلات اور دربار میں نماز ادا کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ مسجد میں افان دینا بند کر دی گئی۔ اگر ہندو کسی مسجد پر قبضہ کر لیتے تو اسے منہدم کر دیا جاتا تھا۔ ماہ رمضان کے روزے کو ماہ گرسنگی و تشنگی کہا جانے لگا۔ اکبر نے اپنے عمال کو دھوکہ دے کر روک دیا۔ چ پر جانے والوں پر پابندی لگا دی گئی۔ صرف اسے ہی چ پر جانے دیا جاتا جسے ملک بدر کرنا ہوتا تھا۔ مسئلہ کلام، دیدار الہی، حشر و نشر کے قسز اڑائے جاتے۔ اکبر نے دیار میں اعلان کر دیا کہ عقل و دانا کی بات مجھ سے دریافت کی جائے۔ علماء سے پوچھنے کی عزت نہیں۔ اکبر کو حضور کی سنت اور اعمال سے تھا۔ وہ حضور کے معراج کا مذاق اڑاتا تھا۔ وہ صحابہ کرام کے کارناموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور دربار کے شیعہ امراء صحابہ پر ست و شتم کرتے تو خوش ہوتا۔ اسلام کے مسئلہ جلع اور قیاس کو اکبر اور اس کے حواری ایک مذاقی قرار دیتے۔ جنگ صفین، فتنہ فک، بکھج کام، مغموم منت علی، تعمیر کوثر، خلافت اصحاب ثلاثہ اس کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے تھے۔

انہیں تاکیداً منع کیا گیا کہ اگر کسی کو زبردستی نہ لایا جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱)

علمائے کرام کی رائے کو کفش دوزوں، درزیوں، حلوایوں اور بازوں کی رائے قرار دی جایا کرتی تھی۔ اگر کسی کو گالی دینا ہوتی تو اسے فقیر کہہ دیا جاتا۔

اکبر نے اسلام سے مغرور ہونے کے بعد ایک چہل تن مجلس قائم کی۔ یہ مجلس ہر سہد کو اپنی تھیں عقول کی سان پر چڑھاتے۔ اگر کوئی مسلمان کی عقل میں آتا تو اسے دین لہجے کا حصہ بنا لیا جاتا اور باز سچے اطفال قرار دیا جاتا۔ غل جابت ساقط کر دیا گیا۔ انسانی معنی کو خلاصہ انیت قرار دیا گیا۔ نتیجہ یہ کہ جن کو ایک فرسودہ رسم قرار دیا گیا۔

یہ تھے وہ مٹے مٹے اعذات جس سے اکبر نے اسلام کی بیخ کنی کر دی۔ اور لوگ مغرب ہو کر مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ آپ نے اکبری دور کی اس اضطرابی حالت کو اپنے ایک مکتوب نمبر ۳ میں لکھا۔ مسلمان عہد اسلام سے عاجز تھے۔ اگر وہ اسلام کا اظہار کرتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اکبر کی ان بے ہودگیوں کو دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی تو کہا ملا یزدی نے بھی اسے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ ساری مملکت میں شراب نوشی کی عام اجازت مل گئی۔ بلایونی نے ایسے علماء اور قاضیوں کے نام لکھے ہیں جو کثرت شراب نوشی سے مرگئے تھے۔ نکاح کے معاملہ میں یہ نعرہ عام تھا "خدا ایکے وزن یکے" شیطان پورہ کی تعمیر کی گئی۔ جس میں زنا کی عام اجازت تھی۔ جواہریوں کی سہولت کے لئے شیطان پورے میں ایک جواہرانہ قائم کیا گیا۔ سود حلال قرار دیا گیا۔ فت مئی عبد السمیع درباری عالم نے رشوت لینا و فتنہ قرار دے دیا۔ فارسی منڈوانے کا عام رواج ہو گیا۔ حاجی براہیم سرہندی نے ایک حدیث نکال لی کہ ایک صحابی کے ریش تڑا شیدہ بیٹے کو حضور نے دیکھا تو فرمایا: یہ جہنم کی شکل ہے۔ چنانچہ دائرہاں منڈوانی جانے لگیں۔ اس قسم کی خلافات کا چہرہ چاہا ہوا۔ تو مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل ایمان اہل راہ کو مکتوبات لکھے۔ اور انہیں تحریک اچائے اسلام پر آمادہ کیں۔

(مرتبہ)

اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر

دین الہی اور دین مصطفیٰ کا مقابلہ ہو گیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین الہی

میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا کہ کثفت یوں فلا ہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ غریب الہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافرو مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے بالخانہ میں بیٹھ کر محل کے نیچے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔ ایک کو زرد و سیاہ سے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑا کر لایا گیا اور اس کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں پرانا ہونے کے وجہ سے قائم نہ ہونے کی بھی سکت نہ تھی۔ اور اسے جگہ جگہ سے کیرے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا گیا۔ بارگاہ اکبری میں قسم قسم کے لطیف خفیں اور پر تکلف کھانے اور میوے سجائے گئے اور بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بالکل نامرغوب طبع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ اب لوگوں کو عام اجازت دی گئی کہ جو شخص چاہے بارگاہ اکبری میں داخل ہو اور جو چاہے بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر سلطنت کے تنخواہ دار تو بارگاہ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام مریدوں مثلاً خان خاناں، مرتضیٰ خاں، سید صدر جہان، اور خان غلام وغیرہ اور بہت سے غریب لوگوں کے ساتھ جو اسلام کے شیدائی تھے جناب سید الاولین والاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پیچھان مرید نے جو بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھا تھا۔ اسے کہا۔ ارے سید! آج تو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا۔ یہ سن کر وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا۔ دونوں فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اگر ایک لکیر کھینچ آئے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور پھر مٹھی بھر خاک جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دی تھی۔ بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکنے ہی شمال کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا چنانچہ طعام کے رکاب خیموں کی مینیں اور رسیاں وغیرہ اکھر گئیں اور سارے عجیبے اور سائبان اہل بارگاہ کے سروں پر پڑے۔ حتیٰ کہ وہاں ایک ملاکت خیز منظر تھا جس بالا خانہ میں بادشاہ بیٹھا تھا اس کے کوار بادشاہ کے سر پہ لگے چنانچہ اس کے سر پر سات تہم لگے۔ اکبر بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ چور ہو گئیں۔ ایک بگولا بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اگر دھیرتا رہا۔ لیکن اندر سے آدمیوں کو کسی طرف کی کوئی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دل جمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے۔ سات روز بعد اکبر بادشاہ ان رنجوں کی تاب نہ لا کر چل بسا اور داخل فی التار ہو گیا۔

۱۵ اکبر بروز جمعرات ۱۲ جمادی الآخر ۱۵۷۴ء کو مر گیا تھا۔ وہ اپنی زندگی کا تریستون جشن مناچکا تھا۔ اکبر کی موت کے ساتھ ہی دین الہی ختم ہو گیا۔ اس کے ماننے والوں میں سے اکثر امراء اور سپہ سالار پہلے ہی موت کی وادی میں چلے گئے تھے۔ دین الہی پر ایمان عارضی تھا۔ اکبر نے اپنے دین کا کوئی جانشین نہ بنایا۔ چنانچہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ البتہ اس کے دین کی بہت سی بدعات اور رسومات ایک عرصہ تک رائج رہیں جو حضرت مجدد کی مسلسل کوششوں سے جہاں لکیر کے آخری دور میں ختم ہوئی تھیں۔

اس روز سزار با آدی

مائیدین سلطنت حضرت مجدد الف ثانی
کے مرید بن گئے

جہاں لودھی اور سکندر خاں لودھی اور دریا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات میں خاں جہاں لودھی کے نام بہت سے مکتوب لکھے ہیں اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی لکھے۔ بہادر خاں کا یاب دریا خاں اور شاہجہان پور اور شاہ آباد کا بانی دلیر خاں اور بہادر خاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہجہان پور دہلی سے مشرق کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں آنجناب کے خلیفہ حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید بنا۔ اور دلیر خاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومیت کا مشرخ وقت نے اعتراف کر لیا

عالم اسلام کے علماء و مشائخ حضرت مجدد کے مرید بن گئے | قیوم اول مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت، خراسان اور ماوراء النہر اور بدخشان وغیرہ میں پورے طور
پر پہنچی۔ تو ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے علماء انجناب کے شیعہ و مدلولہ بن گئے، ہر ایک
کے دل میں یہ یقین قائم ہوا کہ کسی طرح انجناب، مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فرحت
آمار سے مشرف ہو۔

علمائے کرام کا ایک فوری قافلہ | شیخ طاہر نجفی بدخشان کے بادشاہ کا مقرب
خاص تھا، اس نے خواب میں دیکھا کہ خلیفہ سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع خلفائے راشدین تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ
میرے لیے یہ زیبا نہیں کہ تو بادشاہ کی خدمت میں پڑا رہے۔ بہتر ہے کہ تو حضرت قیوم
اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اسی دن صبح کو شیخ
نے بادشاہ کی رفاقت چھوڑ دی اور ہندوستان کا رخ کیا۔ راستے میں مولانا صالح گدائی سے
ملاقات ہوئی، مولانا نے بھی اس بارے میں خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادے
میں آپ کے رفیق ہو گئے۔ جب یہ دونوں بزرگ شہر بلخان پہنچے، اور مدرسہ میں کسی رفیق
راہ کی جستجو کی۔ ان دونوں طالبان کے بڑے جید عالم مولانا یار محمد مدرسہ کے معلم تھے۔
جب آپ سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی، اور آپ نے ارادہ پوچھا تو دونوں نے اپنے

اپنے ارادے سے الگ ہی دی، مولانا یار محمد نے بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت و ثنا سنی ہوئی تھی۔ بے اختیار ان دونوں کے ہمراہ ہو بیٹے۔ اب تین
ہو گئے۔ شیخ عبدالحق شاد مانی نے خواب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشخبری
سنی ہوئی تھی وہ بھی حضور کی زیارت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ بھی ان تینوں سے آٹے
شیخ صاحب بھی تنہائی سے تنگ آ گئے تھے، جب انہوں نے شیخ صاحب سے ملاقات
کی۔ ایک دوسرے کے ارادے سے واقف ہوئے تو چاروں متفق ہو گئے اور روانہ
ہوئے۔ جب شہر برک میں آئے جو کہ کابل اور قندھار کے درمیان واقع ہے، تو شیخ
احمد برکی جس نے حضور کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا، بہت سے اوصاف، بھی
سن چکا تھا، اور دیدار فرحت آمار کا اجداد مشتاق تھا، اور اپنے دارالعلوم کا صدر مدرس تھا، ان
کے ساتھ ہوا، وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کی بھی ساتھ لیا، شیخ یوسف نے پہلے
اپنے احوال باطنی سے حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھیج کر پوچھ لیا تھا کہ آیا سو
انتساب ہے یا کچھ اور بھی، اور حضور نے جواب میں لکھا تھا کہ یہ بھی ابتدائی احوال ہیں، چونکہ
وہ عزیز حضور کی زیارت کے لئے جا رہے تھے، شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ چلے
آخر تمام منزلیں طے کر کے دارالارشاد سرسند میں پہنچے، اور حضرت قیوم اول مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئے حضور نے ہر ایک پر بہت بہت
مہربانیاں کیں، شیخ احمد برکی کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دے کر وطن کو

۱۵ شیخ احمد برکی حضرت مجدد کے خاص رفیق ہیں سے تھے، ملا بد الدین سرسندی نے حضرات القدس میں
آپ کے تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں، ان کی تحقیق کے مطابق آپ کابل اور قندھار کے درمیان ایک قصبہ داد
میں پیدا ہوئے، آپ کے والد حضرت غلام بابا باقی باللہ کے مرید تھے، وطن سے چلے اور قصبہ کاکڑیت میں سکونت پزیر
ہوئے، اور حضرت مجدد کے محکمات کا مطالعہ کیا تو سرسند پہنچے، اور حضرت مجدد کے مرید ہوئے، وہ اپنے

رخصت کیا۔ بلکہ اس ولایت کی قطعیّت بھی عنایت فرمائی۔ وہاں پر شیخ صاحب کو قبول عامہ نصیب ہوئی۔

خراسان اور بدخشاں کے ہزاروں لوگ حلقہ ارادت میں | خراسان بدخشاں
آدمی شیخ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ اس ولایت کے بڑے شیخ شیخ حسن بھی شیخ احمد کے مرید ہوئے اور شیخ صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ انجناب نے شیخ حسن کو بھی خلافت دے کر خراسان بھیجا اور شیخ احمد پر کی کو کھدایا کہ اگر تم ماور النہر جاؤ تو شیخ حسن کو خراسان میں رکھو۔ کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کے ایک رکن ہیں۔

شیخ یوسف برکاتی کو بھی اسی سال خلافت دے کر خراسان بھیجا گیا۔ جہاں شیخ مذکور کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ شیخ یوسف کی مرتبہ خراسان گئے۔ اور کچھ عرصہ شہر جالندھر میں ہی قیام کیا۔

مولانا صالح گولامی کو کچھ عرصہ خدمت میں رکھ کر بدخشاں کی خلافت عنایت کی اور رخصت فرمایا۔ مولانا مذکور کو بدخشاں میں قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے معتقد ہو گئے۔

دعائے سحر سابقہ کے (علاقہ کے قلعہ تھے۔ آپ نہ صرف حضرت مجدد کے زبردست تربیت دے رہے بلکہ منظر نظر بھی تھے حضرت مجدد نے آپ کی وفات پر آپ کے بیٹوں کو تہنیتی پیغام میں لکھا کہ شیخ احمد برکاتی عالم اسلام میں اللہ کی آیات سے ایک آیت تھے۔ وہ مقبول بادشاہ رسالت تھے حضرت نے آپ کو آخری مکتوب لکھا تو اس میں لکھ دیا۔ اگر خدا نخواستہ شخصیت کا وقت آجائے تو شیخ حسن کو اپنا نائب مقرر کرنا۔ مکتوب لکھنے سے چند روز بعد ۱۲۶۷ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (مرتبہ)

مولانا یار محمد طائفانی کو بھی خلافت عنایت کر کے طائفان میں جو بدخشاں کی سرحد پر واقع ہے بھیج دیا۔ اس کے گرد و نواح کے ہزار ہا لوگ مولانا کے مرید ہوئے اور فوائد حاصل کئے۔

مولانا فاسم علی کو جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدیمی مرید تھا۔ اسی سال خلافت عنایت کر کے ماور النہر بھیج دیا۔ وہاں کے عیار لوگوں نے مولانا سے فوائد کثیر حاصل کئے۔

سلسلہ مجددیہ کی ایران میں اشاعت و مقبولیت | حضرت قیوم اول
مجدد الف ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے طہریۃ علیہ احمدیہ کا رواج خراسان، بدخشاں، اور توران میں اس قدر ہوا کہ وہاں کا کوئی شہر گاؤں یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں پر اس سلسلہ علیہ کے خلفانہ ہوں۔ اور وہاں کے بڑے بڑے آدمی ان کے معتقد نہ ہوں۔ جیسے کہ عبداللہ خاں اوزبیک جو تمام ولایت توران، خراسان اور بدخشاں کا بادشاہ تھا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا معتقد ہو گیا کہ جو کام کرتا حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلف کی اجازت سے کرتا۔ اگر کسی کام کے لئے خلفا اجازت نہ دیتے تو اس سے باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء کی خاقانوں کا خراج جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیتا۔

اسی سال میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو مسند زندوں کے بعد پہلا نبیہ اول تھے ملاقات دے کر دکن بھیجا۔ اس علاقے میں میر نکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی کہ مراقبہ کے وقت خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا ہجوم ہو گیا کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر نکور کو دکن سے واپس بلوا کر اپنے پاس رکھا۔

حضور عبداللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ طاہر بخاری رضی اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں شاہ توران عبداللہ اور یک کا ایک مراسلہ

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب و فتنہ شیعیہ خراسان کے رافضیوں کا حشر کا پورے طور پر رواج اور زور ہو گیا تھا اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پر ہو گئے تھے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدم شامت، لوم سے پر ہو گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں میں اعلانیہ تین خلفائے راشد اور حضرت عاقلہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی گلوں جتے تھے اس خیرت اہل سنت جماعت نہایت آزدہ خاطر تھے۔ خاص کر ماوراء النہر کے لوگ اور وہاں کے علماء جن میں مذہبی جوش اور جذبہ ایمانی بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے مل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبداللہ اور یک کو ایران سے جہاد کرنے

کے لیے لکھتے۔ چونکہ عبداللہ اور یک سلطان پراسن دیندار اور متقی پیریزگار آدمی تھے اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ شرعی حجت کے بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کہوں کہ اگر قبیلہ سے جہاد کروں۔ لوگ کہتے کہ ردِ رخص سے جہاد از اجازت ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفائے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے یہ ثابت نہیں ہوا کہ آیا وہ فی الواقع تین خلفاء کے دشمن ہیں۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیے۔ عبداللہ خاں نے علماء کی خواہش کے مطابق حضور کی خدمت میں عرضی لکھی کہ اگر اجازت ہو تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت معلوم کر کے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عاقلہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور ان کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں۔ عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا اور حکم دیا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیج دو اگر مان جائیں تو بہتر درجہ جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور فتح نصیب ہوگی۔

عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو قبول کیا۔ لیکن باقی تین خلفاء اور حضرت عاقلہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ سبب الہی یہ نہیں مانتے۔ توبہ دشت، خاک نمس سرکون کر عبداللہ خاں آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے قم گمانی کہ جب تک میرا گھوڑا سبز وار بازاں میں روافض کے خون میں نہ تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ آروں گا۔

چنانچہ عبداللہ خاں اور یک ایک لشکر سب رارے کر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ رے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یتیمات، اثر نیر شاہ عباس والے ایران نے سنی تو ایک بہت مگر بے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت

کی جب دونوں لشکر آئے ساتھ ہوئے۔ تو عبداللہ نے اپنے پہلے درمستبہ ابی نضیر جاحث
شاہ عباس کے پاس میں کیا۔ اس نے انکار کیا۔ اس پر اسے مجبوراً عبداللہ خان نے تلوار اٹھائی
ایرانی بھی برسرِ سربار رہے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہوا۔ آخر میں فتح تو رائیوں ہی کی ہوئی۔
شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اس کی مدد فرج قتل ہو گئی۔

ایک اور روایت ہے کہ عبداللہ نے لڑائی سے پہلے شیعیہ
لڑائی سے پہلے ایک پیغام | شاہ عباس نے عبداللہ خان کو کہلا بھیجا کہ ہم تم پر
دیکھے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اسے خیال تھا کہ میں قوی میکل اور پیرزور ہوں اور عبداللہ
خان لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خان نے اپنی بہادری ظاہر کرنے
کے لئے بھیجا تھا۔ ہر سال دونوں اس بات پر متفق ہو گئے اور لشکر سے ایک طرف
اگے آئیں میں کشتی لڑنے لگے۔ آخر عبداللہ خان نے شاہ عباس کو پکھڑا لیا۔ شاہ عباس نے
لکھا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیے۔ عبداللہ خان نے یہ بھی منظور کر لیا۔ اس لڑائی
میں بھی خان تو رائی غالب آیا۔ عبداللہ خان نے قتل نام کا حکم دے دیا۔ کہ جہاں لڑیں کوئی
ایرانی ہے اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں قبضوں اور گاؤں کے آدمی قتل
کئے گئے۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ خون کے دریا بہنے لگے۔
لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس ہے۔ بالکل
امن عین میں رہا۔ جو رافضی تلوار تہیج گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے۔
عبداللہ خان نے سفر "امام رضا رضی اللہ

عبداللہ خان امام رضا کے مزار پر | تعالیٰ عنہ کی خاطر انہیں اسان دی۔ لیکن سب
مزار مقدس کی زیارت کے لئے گیا تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا جس کے جوتوں کے
تلووں پر شیعوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے۔ خان نے نیزہ کے اس ملعون رافضی کے
تلووں پر وار کیا۔ جب بدہ زمین پر گرا تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹ سے

پار ہو گیا۔ اور فی الفور داخل فی النار ہوا۔ باوجود یہ بات۔ دیکھنے کے باقی پناہ گزینوں کو کچھ
نہ کہا۔ عین واقعہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان مذکور پر تیر بھجکا۔
جو خان عبداللہ سے چوک کر مزار مبارک پر لگا۔ عبداللہ خان نے کہا میں نے مزار مقدس
کی خدمت عطا نہ کی تھی لیکن ان برحقوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے۔ اس
نے غصے میں آکر کم دیا کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ چنانچہ مشہد شریف میں بھی خون کی نہریاں
بہنے لگیں۔ عبداللہ خان نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالیٰ

۱۔ تاریخ ایران میں عبداللہ خان اور شاہ عباس کے درمیان جنگ کے واقعات کو بڑی تفصیل سے لکھا
گیا ہے۔ ہم سبھی آفت پریشاں کے ایک انگریز مصنف بریگیڈیر جنرل سر رینس سائیک کا ایک مختصر نمبرہ دیکھتے
ہیں۔ شاہ عباس کی شیعہ پروردہ نے تاخر اسان کے سینوں کو نصرت میں ڈال دیا۔ عبداللہ خان اور ایک نے شام میں
کو ۹۹۵ھ/۱۵۸۷ء میں پہنچ کیا اور بغداد کے نزدیک ایک جنگ لڑی گئی۔ ۱۵۰۰۰ ہزار شیعہ باقی قتل ہوئے
تبریز کو فتح کر لیا۔ اور عبداللہ خان کے ملک تو رائی کی سرحدیں عراق، عجم، ورسن اور خرمستان تک جا پہنچیں
ایک اور حملہ میں شیروان تو رائی اور گنچ کو قبضہ میں لے لیا گیا۔ ان فتوحات نے شاہ عباس کی شیعہ سلطنت کو
نہایت کمزور کر دیا تھا۔ عبداللہ خان نے اپنے مملکت کو مشرق میں، فرغانہ، کاشغر، پنج اور ہندوستان تک پھیلا لیا۔
اور پھر شاہ عباس پر دوسرا حملہ کر کے ہرات کو زندہ تک محاصرہ کر لینے کے بعد فتح کر لیا۔ ہرات کے بعد مشہد
فتح کر لیا جس میں شیعوں نے "امام" کو مارنے اور صحابہ کرام کی برساتیں کرنے کے پروگرام بنائے۔ عباس
شاہ آگے بڑھا مگر تو رائی فوجوں کے سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ بیشاپور، سبزوار، افغان، من اور خراسان کے
کی شہر قبضہ میں آگئے۔ ان فتوحات کے نتیجے پر روحانی قوت کام کر رہی تھی وہ سرمد میں حضرت مجدد الملوک
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مٹی۔

کا، خاطر کی ہے کوئی ملک ایسے کا؟ اگر نہیں ہے اس وقت تو اس ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں، لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو۔ انہوں نے دُر کے مارے کچھ نہ کہا صرف منافقانہ طور پر توبہ کی جب عبد اللہ خاں توران میں بیٹا گیا۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اہل سنت و جماعت (عبد اللہ خاں) جب علی بحث میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکے تو السیف آخر الخلیل" تو آخری حیلہ ہوتا ہے۔ کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی۔

ردِ روافض پر حضرت مجدد کا رسالہ | شیعہوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر لندن میں عبد اللہ خاں کے پاس بھیجا۔ عبد اللہ خاں نے فتح کا شکریہ ادا کر دیا۔ اس رسالہ کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی کہ ان شبہات کا رد تحریر فرمائیں۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں التجا کی۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی درخواست پر رسالہ ردِ شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے لکھ کر ماوراء النہر میں بھیج دیا۔ عبد اللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیج دیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علماء شیعہ نے کہا کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں باقی جواب ایسے لکھتے ہیں جس پر مخالف کے لئے اعتراض نہ رہے کہ انہوں نے جواب دیا۔ اس رسالہ کو مطالعہ کر کے ہزار ہا شیعہوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سر ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی۔

”چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ ”جو علماء ایران نے مجھے مذہب کے وقت لکھا کہ علماء شیعہ نے ماوراء النہر کو دیا۔ میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکمیل شیعہ اجماعت اقل اور ان کے ال

واموال کوتاہت و ابلج کرنے کا ذکر ہو؟

جو رسالہ میرے پاس پہنچا گیا اس میں نہایت شانہ کی تکفیر ان دلائل سے مندرج تھی جو محض بے وقوفوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذمت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔

ترجمہ اس قوم کہ برادر دشمن سے خندند

بر سر کار خسرات کنند ایساں را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں ایسی خیال آیا کہ ان شبہات کا حل اور فقرہ باجیہ اہل سنت کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیے تاکہ کوئی سادہ لوح روافض کا تحریر کے لایعنی مفادات سے غلطی میں نہ پڑ کر سیدھی راہ سے مخوف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔ واللہ ۱۔

المستعان و علیہ التکلیل

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسالہ ردِ روافض کی شہرت | اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا۔ ان دنوں ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ تھے جن کی وزیر اعظم بھی شیعہ تھیں۔ اس لئے جب یہ

علی اکبری دربار میں ہر طرف شدید چھلے ہوئے تھے۔ مبارک ابو الفضل فیضی نے علماء اہل سنت کو دربار سے بھگادیا تھا۔ پھر اکبر کے دل و دماغ کو اللہ کے دین سے بگاڑ کر دیا تھا۔ پھر امراء اور وزیر اعظم اپنی پوری قوتوں سے شیعہ کو پھیلانے میں کوشاں تھے جن دنوں اکبر دین سے دور ہوا تو شیخ مبارک اور ان کے بیٹوں نے اسے مختلف مذاہب کی وہ خوبیاں ذہن نشین کرائیں کہ نہ وہ مسلمان رہا نہ ہندو بن سکا۔ علماء دین کے اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے شیخ مبارک نے ایک محضر تیار کر لیا جیسے ابو الفضل اور دوسرے درباری علماء نے پیش کر کے مارے اختیارت یعنی اجتہادی بادشاہ کو دے دیے اور

لوگ رسالہ نہ کہہ کر دیکھتے تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن دلائل کی روشنی کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیر اعظم نے موقع پا کر بادشاہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

ابقرہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے، اکبر کو امیر المومنین اور نفل اللہ بنا کر طاقت کا سرچشمہ بنا دیا مبارک ایک پالاک شیعہ تھا۔ اس کے آباؤ اجداد میں سے ائمہ کرام سندھ میں سیون شریف کے قریب دہل نامی قصبہ میں آتے یہ قصبہ شیعوں کا مرکز رہا ہے شیخ مبارک کے والد شیخ خضر ناگور میں آنکھ کھلے اور مبارک یہاں ہی پیدا ہوا تھا۔ دانا سا لگا کی فوجوں کی تربیت سے تنگ آکر یہ خاندان احمد آباد آگیا۔ احمد آباد ایک عرصہ تک اسماعیلیوں کا تبلیغی مرکز رہا ہے۔ اگرچہ مبارک کو مختلف کتابیں فکر کے علمائے علوم دینیہ حاصل کرنے کا موقع ملا تھا۔ مگر اس کی ذہنی افتاد شیعیت کی طرف ہی رہی۔ یہی تعلیم اس نے اپنے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کو دی شیخ مبارک فقہ جعفریہ کا مجتہد بنا۔

اکبر کے دربار میں حبیب کنہہ مومنان عراق نے گئے تو شیخ مبارک کا سارا خاندان مکمل شیعہ بن کر سامنے آیا۔ جب شیخ مبارک نے محضر نامہ تیار کیا تو اکبر کو امام عادل اور مجتہد اعظم قرار دیا گیا۔ اس خاندان کے علاوہ اکبری دربار میں شاہ فتح اللہ شیرازی، ملا محمد یزدی، حکیم ابوالفتح بیہے بڑے بڑے مجتہد شیعہ چائے ہوئے تھے۔ ملا احمد مطہری جیسا غالی شیعہ اکبری دیکھ کر تیرا فی تھا۔ وہ بقول بدایونی "طعن مریح ونا مزائے قیج برضائے ثلاثہ گفتار و تکثیر و تفسیق عامہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کردہ"۔ فی معنی نور اللہ شومتری صاحب مجالس مومنین دربار کا پڑھان بنا ہوا تھا۔ اور وہ ابوالفضل جیسے فلسفی شیعہ و دہریہ کا دست راست تھا۔ عرفی شیرازی اگرچہ بڑا بلند پایہ شاعر تھا۔ مگر وہ ابوالفضل کی مجالس میں بیٹھ کر صحابہ اور سلف کے متعلق سست گفتگو کرتا تھا۔ فتح اللہ شیرازی تو اکبر کے سامنے امامیہ طریقہ سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ ان شیعوں کی صحبت نے اکبر کو صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور سپہ سالاران اسلام کے بارے میں نحیف کلمات کہنے کی جرأت دے دی تھی۔ تاریخ الفی میں ملا بدایونی نے صحابہ کے کارنامے کچھ تو اکبر

تعالیٰ عنہ کی پختی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اس کا سبب یہی تھا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع مذکور ہو گا۔

اسی سال صفحہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا رسوخ لاقوت ہوا کہ "نصیب اعداء" زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا اہلکار کیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے پورے طور پر صحت یاب فرما دیا اور اس نسبت کے وارث، حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خاندان الرحمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عین حیات ہی میں وصال ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نے یہ کام ملا احمد مطہری جیسے غالی شیعہ کے سپرد کر دیا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے اکبر کو سلطان عادل، برہان کامل، قافلہ سالار حقیقی و مجازی، پیشوائے خدا شناسان، قبلہ خدا آگاہان، ہادی علی الاطلاق اور مہدی بالاستحقاق بنا دیا تھا۔ یہ تھے وہ اساطین دربار جنہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلی دشمنی تھی اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہربانیت کی مخالفت کرتے تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومیّت پر شیخ فضل اللہ ربانی پوری اور شیخ حسن غوثی کی تصدیق

شیخ فضل اللہ ربانی پوری کی تحقیق و جستجو | جب شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے، ملے سنا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیّت کا دعویٰ کیا ہے تو حضور مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے حضور مجدد کے خلاف چند باتیں باتیں کیں مثلاً یہ کہ معاذ اللہ آنجناب مجدد اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب کا تعداد مرید کو حضور مجدد کی خدمت میں بھیجا۔ اور اسے نصیحت کی کہ تم جا کر حضرت مجدد السنہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال اور اوضاع و اطوار کی جستجو

علیٰ شیخ فضل اللہ ربانی پوری اپنے وقت کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ نائب رسول کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جون پور میں پیدا ہوئے۔ مگر برہان پور میں قیام فرمایا آپ نے ایک بہت بڑے دینی دارالعلوم کی اس وقت بنیاد ڈالی جب برصغیر میں اسلام کا نام لینا اہل اقتدار کو کھٹکتا تھا۔ آپ نے فقہ تفسیر اور احادیث کی تدیس میں بڑا جھٹ لیا۔ ۱۲۵۹ھ کو فوت ہوئے۔

مدفن برہان پور میں ہے۔ (تذکرہ علماء ہند)

کر و اور چند مہینے تک وہیں رہو اور رخصت ہوتے وقت یہ یہ شبہات جو مجھے آنجناب مجدد کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے دریافت کرو۔ وہ شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہنے لگا۔ آنجناب نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنجناب کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا۔ دو تین مہینے خانقاہ میں رہا۔ اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کئے۔ ان میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے فرمایا کہ ہم تو انبیاء کی بارگاہ میں ایک ادب کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں تو جو چیز قرآن شریف حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو۔ اس کے کیونکر منکب ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات عرض کئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا۔ جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔

اسی اثنا میں ایک عالم دین سرہند سے ایک عالم دین کی شہادت | شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ

کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اس زمانے میں اس شخص کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں تو بھی اس کا عشر عشر ادا نہیں کر سکتے۔ شیخ صاحب
یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے قطب الاقطاب حقیقت کے جو امراء
بیان کئے ہیں مثلاً "تجدید الف و قیومیت وغیرہ وہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ وہ
شخص نہایت خوش نصیب ہے جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضینہ لکھا جس میں آنجناب
کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا اور دعا اور توجہ کے لئے
التماس کی۔

ان دنوں حضرت قیوم اقل مجدد الف
سجدہ کرنے سے انکار یہ گرفتاری انانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض دشمنان دین
کے ہر کانے سے جہانگیر بادشاہ نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے انکار
کر دیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی ربائی کے
لئے پانچوں وقت نماز میں دعائیں لگتے جو شخص سرسند سے شیخ صاحب کی خدمت میں
انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہو جاتا کہ
یہ سرسند کی طرف سے آیا ہے تو آپ اُسے ہرگز مدینہ نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ بڑے
تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سا
شخص موجود ہو اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف رجوع
کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی کی عقیدت | شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پائے
تجدید الف اور قیومیت کی نسبت کے شاکی ہو گئے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا
تمام اویسے امت ایک جگہ جمع ہیں اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہو گا۔ مرتے وقت اس
کا ایمان چھن جائے گا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے۔ اور تجدید و قیومیت
کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا۔ اس سے توبہ کی۔ اور حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ اپنے تذکرہ میں جو اولیا کے احوال
میں لکھا تھا۔ حضرت مجدد کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "بالانشین من محبوبیت
صدر آباء سے فضل و حرانیت، خدو مقام فردیت و قطبیت، صاحب مرتبہ، قیومیت
و تجدید الف"

ایک بڑا جید عالم کبھی
حضرت مجدد الف ثانی کو دیکھ کر سائلہ ایسا کرے کہ
کی عظمت کا قائل ہو گیا
کے بڑے امیر ترسین
کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت
کی نسبت شاکی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جب میں
گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ شاید میریوں نے
مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوضاع
و اطوار دیکھے تو یقین ہو گیا کہ انہوں نے مبالغہ تو دور کرنا اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔

ایک اور عالم باعمل اور پیر کا
حضرت مجدد الف ثانی کی تصنیفات کا مقام | اس عیس میں آگیا۔ اس نے حضرت
قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب
مائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ امراء اور

علوم کو لکھا جائے۔ ملت ہوئی جہاں سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں۔ سب تصنیفاً ہیں۔ نہ کہ تالیفات ہیں۔ نہ مستعمل کیا ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اور شریعت عزا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس مجلس کی قیل و قال سنی۔ اس وقت حضور مجدد کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو حضور کے کلام پر وہابی تباہی ممکنہ چینی کر رہے تھے۔ اس نے کہا کہ یا رب! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک ادب کے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہو۔ کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر کا فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے سے قاصر ہے۔ اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قد و منزلت بدرجہ کمال ہوتی۔ اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور تاخرین اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش

علیٰ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی جو تصانیف اہل علم کی نظروں میں آج تک سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے مکتوبات مجدد الف ثانی کے علاوہ آپ کی ابتدائی عمر کی تصانیف یہ ہیں۔ رسالہ تہلیلہ۔ رسالہ ثابت نبوت۔ رسالہ رد و اضلال۔ رسالہ جوابات اہل تورات کی گزارش پر لکھا گیا تھا۔ اور یہ جواب تھا محمد بن نضر الدین علی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب مجالس المؤمنین (کام) رسالہ سبدار المعاد۔ مکاشفات عینین۔ آداب المریدین۔ معارف لدنیہ۔ تعلیمات العوارف۔ شرح رباعیات خواجہ باقی باوند۔ (مرتبہ)

کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آج کل کے لوگوں کی ذہانت کا اس کی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے جیسا ایک کوئٹہ انڈیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے کہ ایک دفعہ کسی دانائے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے۔ جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نہ ان کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اسے جاہل اور بے وقوف بنایا۔ مگر جب باور بادشاہ کے روئے دلا لایا گیا۔ اور اس نے انگارے کھائے تو سب کو یقین ہو گیا۔

بعد ازاں وہ امیر مہتمم حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے۔

حضرت خیریتہ الرحمۃ مجدد الف ثانی کی خدمت میں میرک شیخ کی حاضری

مکون اور مزور کون ہوتا ہے | ”مکون“ اور ”مزور“ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ کو مرید میں القا کرے۔ تو فی القور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید کی شکل و صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مرید سر یہ سر شیخ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت نظر آتی ہے۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ لطف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا

مکون و مسزور بنایا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب حضرت مجدد الف ثانی کو حصہ ملتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا اجر مجھے عطا فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے منسوب ہوں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری مکتوبہ چہین میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اہم تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا باقی چارہ درجوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تابع وہ ہے جو تبعیت کے سات درجے طے کرے۔

تبعیت کے سات درجے | میں فرماتے ہیں کہ متبوع کے نام کمالات بطریق تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں اور تابع تبعیت کی کمائیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے وہ خدمتِ حق تعالیٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک فنا فی الرسول حاصل ہوتا ہے۔ جو ابتداء میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مسزور" ہونا سوائے حضرات قیوم الرابعہ کے علاوہ اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون و مسزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تاکید حکم فرمایا کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے

چنانچہ حضرت مجدد نے حکم الہی کے مطابق اس کا اعلان فرمایا تھا۔

حضرت قیوم الرابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **ایک مشاہدہ** | کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکون و مسزور ہونا ظاہر کیا۔ بعض کے دلوں میں شیطان نے وسوسہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی ناز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے اور تمام اہل مشبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہ کمال شفقت جلوہ فرما ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر ہوئے۔ لوگوں نے دیکھا۔ دونوں حضرات کی شکل مبارک ایک ہو گئی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی سی ہو گئی۔ پھر دونوں حضرات کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہو گئیں۔ پھر تیسری دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ واقعہ دیکھ کر ان لوگوں نے توبہ کی جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی۔

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **خواجہ محمد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ** | حضرات اقدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکون و مسزور ہونے کی خبر سنی۔ تو دل میں شبہ سا پیدا ہو گیا۔

جناب سرور کائنات کی زیارت کا ذریعہ | خواجہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں واپس آنے کے لئے استخارہ کیا: تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک بزرگ کی زیارت کے لئے دوڑے جارہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا تو ان سے پوچھا کہ تم کس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے ہو۔ ایک نے کہا: ادبے خبر یہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ خوش کن خبر سن کر میرا شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ایک حلقہ بنا کر کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہو چکا تو دوسرا شروع ہوا۔ یہی بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا جھوم بکھٹ بڑھنا لگا۔ چنانچہ تیرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کسی نیک مرد سے تحقیق کر لیں چاہیے تاکہ اطمینان ہو جائے پھر ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کے لئے آئے ہو۔ اور یہ مرد خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں بہ سبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پر کمال پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ نہیں یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب میں خود سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار روئے لگا۔ پھر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعادت و ادارت سے مشرف ہوا۔

اس سال میرک شیخ جو اپنے وقت کے جید علما اور میرک شیخ کا مرید ہوتا بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے مزارعہ و فہامہ میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا تو میرے دل میں تین خیال آئے اور ٹھان لی کہ اگر تینوں کا جواب شافی نہ خود دیں گے تو مرید ہو جاؤں گا۔ اول یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آپکے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں۔

الغرض جب میں حضور مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے کہتے ہی فرمایا کہ او میرک شیخ ابن فلاں بن فلاں۔ جب میں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا۔ جب میں اٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی۔ یہ خیال آئے ہی حضرت مجدد نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہیں۔ پھر میں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے حضرت مجدد کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں۔ میرک شیخ ہروی ایران کے ان علماء کے تافہ کے ساتھ آئے جو مغلیہ دربار کی علم نوازی پر شہرت پا کر تہذیب میں گئے تھے۔ وہ تافہ نامی مدرسہ کے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ملا عبد السلام کا دس شباب پر تھا۔ انکی شہرت و عظمت نے اسے اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچا ہوا تھا۔ میرک شیخ اپنے علم فضل کے باوجود ملا عبد السلام کے مدرسہ میں داخل ہوئے تو جہانگیر نے اپنے بیٹوں کا تائین مقرر کیا۔ اسی دوران حضرت مجدد الف ثانی کی مجلس میں حاضر ہو کر چند سوالات پیش کر کے سے پہلے جواب کی خواہش کی جو حسب نشانہ پوری ہو گئی۔ شاہجہان کے دور حکومت میں آپ کو دو ہزار روپے عتبلا اور ایک زیب نے آپ کو تمام ملک کا صدر الصدور مقرر کر دیا۔ آپ بیٹھنے میں لاہور میں فوت ہوئے۔

(مخدوم از علم کرام و دین مد سے از علم اربعین سالک مطبوعہ ماہنامہ نقوش لاہور نمبر ۱)

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراقبہ کئے ہوئے تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پہ خیمہ تبارق ہے اور تمام خلقت اس خیمہ کے نیچے بیٹھی ہے اور کارکنان کا خانہ قدرت بھی ہیں موجود ہیں اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سو راج تھے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سو راج ہیں۔ کارکنان کا خانہ کو اشارہ کرتے ہیں جو انجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کے لئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں شیخ خلیل اللہؒ

کا ایک خاص مکتوب

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت و ارشاد کی شہرت و ولایت بذریعہ تلمذ پہنچی۔ اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء پھیل گئے۔ تو ایک ذات شیخ خلیل اللہ خشتی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن نے "جن کے پاس شیخ خلیل کا وہ مکتوب موجود تھا، جو شیخ صاحب نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا تھا،" خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب لکھا ہے وہ ہندوستان میں مبعوث ہوا ہے۔ (اشارہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا) آپ یہ مکتوب اسے پہنچا دیں۔

آپ بیدار ہوئے تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سر ہند تشریف لے آئے تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدترین مخالفت تھا، خواجہ عبدالرحمن نے نیت کی کہ صبح غسل کر کے تیار ہو کر اس کے پاس حاضر خدمت ہوں گا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب آپ کس ارادے سے وارد سر ہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا، تو اس بد بخت نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہانت و کمین لگھو شروع کر دی، حتیٰ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سر ہند آنے پر سخت نام ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے اور اپنے عصا سے اس بد نہاد شخص کا بند بندہ جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اٹھے اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا، اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التماس کی کہ یا شیخ الاولیاء! امت آپ کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزم گردانا جائے گا۔ اس لئے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اس نے میں پھر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے، اور اسے عصا مار کر فرمایا۔ قسم یادین اللہ! وہ فضل الہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہونے ہی پھر اس نے آنجناب کی توہین شروع کر دی، میں نے کہا۔ اسے بد بخت! اسی خاطر تو آنجناب نے اسے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا، اور جب میں نے بہت منت و سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں، خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکل کر ایک مسجد میں رات بسر کی اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا: "ما مضی فی اللیل لعبد لک فی النهار" امت کے واقعہ کو دن کے وقت کسی سے بیان نہ کرنا۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمۃ کے مکتوب کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا: "کہ مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قیومتیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توبہ مرحمت فرمائیے۔"

حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاقہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فاسخ ہو کر فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں۔

اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے نانے کے مشائخ شیخ بلخی کا بیعت ہوتا اکابر سے تھے حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔

آلہ بد الدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد زاہد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خلیفہ صدر الدین مدنی شیخیت کی مسند پر سلسلہ کردہ میں اہل روحانیت کی راہبری کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھے ان کی خدمت میں لے جا کر مرید بنا دیا، اور عرض کی: "خلیفہ صاحب! آپ اس دنیا سے جلت فرما گئے ہیں اور میرا کام تاحال اسی طرح اُدھو رہا ہے کیمبل کو نہیں پہنچا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید تو ہونے کے لئے آتے ہیں۔ اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتہ دیں جو اس عالم میں سب سے افضل ہو۔" اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں کہ ہم تجھے حضرت شیخ احمد سرسندی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

جیتے ہیں کیونکہ وہ اس وقت اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بیٹے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی حاضری میں ہی قبول فرمایا۔

شیخ بلخی کے واقعہ سے متا جفا یہ واقعہ بھی سامنے رہے کہتے تھے **شیخ بلخی کا واقعہ** | پس کہ جناب سنیہ حضرت اعلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے تبع نام کا ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا۔ بنی اسرائیل کے چار سو علماء ہمیشہ اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔

یہ علماء اس کے ساتھ تھے انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھہرنے ہیں اس نے ٹھہرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ جب نبیغیر آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان میں ہوگی۔ یہ سُن کر وہ نہایت خوش و خرم ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ اور انہوں نے اس کو دیکھ کر ان علماء کے سردار شامل کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو میرا یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامل نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ یہ خط حفاظت سے رکھو۔ جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اسے پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ خط حضرت ابوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس امانتاً پہنچا۔ انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھ کر اس تبع کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔ اور منسوب کیا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیاء میں سے سب سے بلند مرتبہ تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی مختلف سلاسل کے مشائخ کا ایک مبالغہ

منکرین قیومیت سے اعلان مبالغہ | مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تازہ کمالات مثلاً تجرید الف، قیومیت، طینت اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی۔ انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کر لیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہو گئے۔ اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ہیں تو

حضرت مجدد الف ثانی کو صرف اکبری دور کے اہرار اور اکہین کی بالادستیوں کا مقابلہ ہی نہیں کرنا پڑا تھا بلکہ سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے جاہل صوفیاء اور دیوانی علماء و جنیں آپ نے علماء و سو قرار دیا تھا انہیں بھی آپ کے خلعت بڑھ چڑھ کر حضور لیا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پہلے مسلم معاشرے میں اپنی بے ہوش حکمت اور تاویلات سے بگاڑ پیدا کیا۔ پھر اکبر کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر دیارِ ملک رسائی حاصل کر کے حضرت مجدد کی وصیت عزیمت کے خلاف شور مچنے لگے۔ پرنسپل صاحب بہرام شہر تاریخ غیاث پور لکھنؤ نے اپنی کتاب دین الہی اور اس کا پس منظر میں ایسے لوگوں پر ایک محققانہ تبصرہ لکھا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایسے علماء سو کا ایک خاص طبقہ حضرت مجدد کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا ان میں

میں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں

(تقریباً شیخ صفور سابقہ سے آگے) ایک شخص حاجی ابراہیم سرہندی تھے جو ایک مژدہ ساز تھے۔ وہ اکبری عبادت خانہ میں علماء دین کو بے عزت کرتا۔ ابو الفضل اور فیضی کی شہرہ پر ایک سکی مانگ کھینچتا۔ اس نے پہلے تو ملا عبد العزیز اور بعد میں الملک جیسے علماء کو دربار سے رسوا کر کے نکلوا دیا۔ پھر مساجد اور درگاہوں میں پہنچ کر حق کو ٹھکرانے لگا تھا۔ سلطان خواجہ جو اکبر کا میر جلال تھا علماء سو میں بڑا اہم کردار ادا کرتا تھا۔ میران صدر جہاں اکبر کے دین الہی کا ترجمان بن کر سامنے آیا۔ یہ لوگ اکبر کے آخری دور تک دندناتے رہے۔ مگر جب مبارک فیضی، ابو الفضل، حکیم ابوالفتح جسے اساطین دین الہی بگڑ گئے۔ اور حضرت مجدد کے عقیدہ طبع خاں شیخ فریدی، خاں خاناں جیسے راسخ العقیدہ اہل اہل بیت اقتدار آئے۔ میراں صدر جہاں کی آنکھیں کھلیں اور تائب ہو کر حضرت مجدد کے حلقہ میں چلے آئے۔ ملا شیرانی دہلوی ان علماء سو میں کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ تاحی زادہ عیدالہی نے اپنی تاویلات سے اسلام کو باز پھر اطفال بنا دیا تھا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے ایسے علماء و دربار اور علماء سو کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ یہ بد بخت شراب پیٹتے، زنا سے نہ رکھتے جی کر سارے معاشرے کو شرابی اور زانی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے۔ خواجہ اسماعیل جو شیخ الاسلام کا پوتا تھا شراب میں دھت مگر گیا۔ تاحی عبدالمسیح گڑ بھڑی داڑھی رکھنے شطرنج کا استاد تھا۔ بدایونی نے شیخ کلاچ دہلوی جو تاج العارفین کے نام سے شہرت رکھتے تھے کے مکروہ کردار پر روشنی ڈالی ہے یہ شخص اکبر کی خلوت گاہ میں جا کر اسے سزا دیا کرتا تھا۔ حاجی ابراہیم سرہندی نے اکبر کو شرعی حیلے سے ڈال دیا۔ ملا داؤد نے کافوئی لاکر دیا اور حدیث پیش کی کہ جنت میں کسی کی داڑھی نہ ہوگی۔ ان مقامی علماء و سو کے علاوہ ایران کے شیعہ علماء ابو الفضل اور فیضی کی انکسخت پر ہندوستان پہنچنے شروع ہو گئے۔ ملا پرنسپل دیار میں پہنچا تو شیعہ قبائلیں ساتھ لایا۔ علماء حق کو دربار سے نکلتے دیکھ کر کئی بدکردار لوگ صوفیاء کے پاس میں قرب سلطان سے مالا مال ہونے لگے۔ ان میں ہر مذہب اور فرقہ کا یا وہ گوجر آتا تھا۔ شیخ قطب بھٹری نامی ایک مجذوب پادریوں کے سامنے آؤٹے۔ ایسے علماء اور بدخود صوفیاء کو حضرت مجدد

کی واپس بات باتیں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں انہیں کہہ دو کہ اگر تمہارے دل میں میل ہے تو آؤ مباہلہ کرو اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل عیال سمیت کہ طہارت کر کے بارگاہ الہی میں ایک دوسرے کے لئے دعائے غضب کرتا چونکہ نبی اپنے دعوے میں سچا ہوتا تھا ان لوگوں پر غضب الہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہو کر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔ جب ان معاندین نے حضرت مجدد کی طرف سے سنا کہ آنجناب مباہلہ کے لئے تیار ہیں تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ فتور پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرتا چاہیے۔ کیونکہ مکان غالب ہے کہ اس مرد خدا اور اس کے فرزندوں کی دعا سنی تعالیٰ رد نہیں کرے گا۔ بالخصوص اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہو کہ ہمارے سامنے آئیں اور آپ کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کریں تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہوئی تو فرمایا کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ آسان کر دے گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علماء مشوہ و مروجہ الدین قرار دیا تھا آپ نے اعلان کیا: ”ہر فاسد کے پیدائش از شوی علماء سودہ و ظہور آمدہ مطلب ایشان حب جاہ و ریاست و نزولت نزد خلق است“ یہ لوگ حضرت مجدد کے منکر بھی تھے اور اسلام سے برگشتہ بھی تھے۔

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی مجدد جان محمد جالندھری کا مشاہدہ | اللہ تعالیٰ علیہ جالندھری سے آکر حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر رہتا تھا کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضور اکرم کے اندر تشریف فرما ہوتے تو وہ باہر دروازے پر دست بستہ کھڑا رہتا۔ ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات اللہ اس میں جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں شام سے پہلے ہی دروازہ پر کھڑا ہوا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتا ہوں کیا کر سکو گے میں نے عرض کیا کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کر سکوں گا۔ حضرت مجدد نے مجھے ایک اخروٹ دے کر فرمایا کہ حافظ جنت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چمچک کے داغ ہیں اسے ہمارا سلام کہنا اور یہ اخروٹ دے کر بلا لانا میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور حضرت مجدد کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ بولیا۔ حضور اس وقت محراب میں بیٹھے تھے۔ وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضور نے مجھے اشارہ کیا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر واپس گیا جہاں قہوہ پکا رہے تھے۔ پیالہ لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ان کے پاس لے جاؤ۔ جب میں ادھر گیا تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی صورت کا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے جاؤ۔ جب ادھر گاہ کی

تو دیکھا کہ ادھر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں۔

قطب شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی جلوہ فرمائی | اس درویش نے پہلے حضرت قیوم اقل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا اسی کا باپ میرا آشنا تھا۔ اسے اپنے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے آنجناب نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں۔ اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ علاوہ انہیں یہ بات منکول کے لئے دلیل ہو جائے گی (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے)۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلاء جا کر وہاں سے فارغ ہو کر تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف کیا) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو کیا دیکھتا ہو کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا پھٹا ہوا اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ان کے درمیان میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر جگہ سے سامنے آکھڑا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کی خدمت بجا لاؤ۔ اور سلام پیش کرو۔ یہی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سر جھکا دیا۔ اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے۔ اور واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے لب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بآواز بلند اعلان فرمایا کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کر لو۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ اور

کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا معکر ہونا ایمان کے پھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے وہ حضور کے تمام کمالات کو تہ دل سے قبول کرے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہو کر قطب تارے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔

جناب غوث پاک کی تشریف آوری کی تصدیق | میں نے اس روایت کو بارہا حضرت خلیفہ اللہ قیوم البعہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے سنا۔ انہوں نے حضرت حجتہ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود اس مجلس میں موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

سلاسل تصوف کے نگرانوں پر تصرف | حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس عزیز کو جان محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا اس وقت کا نگران اعلیٰ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کد بلا کہ اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقراء جو اس باغ میں بیٹھے تھے سب کے سب مشائخ امت کے مختلف سلسلوں کے نگران تھے۔ بعد ازاں

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا۔ صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ ۲۲ ستمبر ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری فرمائی اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے اور وہ نور تمام جہان کے ذریعے درے میں دھنس گیا ہے اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے۔

جب میں نے یہ خواب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اشرف میں عرض کیا تو فرمایا کہ تم اپنے وقت کے قطب بنو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھتے۔

چنین گفت آن احمد نامدار کہ اسے ثانی من دیں روزگار
تو آخر چو من قطب بوداں شوی ز من این حکایت بیاد آوری
دیوں لوح یک حرف نہ گذاشتی ہر آنچہ بہت دم تو برداشتی

ترجمہ: حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے فرمایا تم اس زمانے میں میرے ثانی (جانشین) بنو گے اور زمانے کے قطب قرار پاؤ گے۔ میری طرف سے یہ خوشخبری ہے میں نے لوح محفوظ کے وہ تمام مقامات جو تمہاری قیمت میں تھے عطا کر دیئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں مولانا حکیم سیالوی کی حاضری اور ارادت

اس سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی سلسلہ مجددیہ کی معقوت نامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ کے سلسلے سے قیامت تک جتنے لوگ وابستہ ہوں گے سب بخشے جائیں گے اور پھر اس کے اظہار کئے لئے بھی آنجناب مامور ہوئے۔

حضرت مجدد اپنے رسالہ ”مبدأ و معاد“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ“ اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا ادراک سے بھی بیان کرو۔ ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے یاروں کے ایک مجمع میں بیٹھا تھا۔ اور اپنی خیرایوں پر اس قدر نگران تھا اور یہ دید اس قدر غالب آئی کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں من توافع اللہ و مسفعة اللہ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر توافع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔ کے مطابق اس دور افتادہ کو خاکِ مذمت سے اٹھایا گیا اور یہ آواز آئی غفرت لک و لمن توصل بک الی بوسط الارض بوسط بغیر الی یوہا القیلة۔ ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطہ سے خواہ واسطہ کے بغیر بخش دیا۔ اور بار بار یہی فرمایا تھے کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا کہ

اگس واقع کو لوگوں پر بھی ظاہر کر دو۔

اگر بادشاہ برسرِ پیروزان
بسیار و تولے خواجہ سبست بکنے
ان دیکھتے قاسم المصطفیٰ۔
بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت
وسیع ہے۔

حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی حاضر خدمت
ہو کر مرید ہوتے ہیں۔
اسی سال مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی
جو علمائے وقت کے بادشاہ اور
تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ اور

جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسے طالب علم تحصیل علم کے
آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اکثر علمی اور تدریسی کتابیں لکھیں اور شرح کی
جس سے دینی طلباء فوائد کثیر حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی کے بغیر کوئی کتاب
حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بنے
ملا سیالکوٹی کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام
شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی راسخ تھی کہ مولوی صاحب کے
دوسرے شاگرد اس سے لگا نہیں کھانے تھے۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا
اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ تو مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ لیا بھیجا۔ جب
حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کی کہ چند ورق میرے
ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہو گیا تھا۔ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ
کو جی نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دے دیے۔ جب آپ نے
ان اوراق کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا جس کے علوم و معارف بالکل نئے ترو تازہ زیبا
اور شریعت عزاکے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالحکیم حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس
بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص تھے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک

سے مشرف ہو چکا تھا اور اس وقت مولانا کی اس مجلس میں موجود تھا۔ کہہ کہ یہ کلام تو حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ مولانا عبدالحکیم ایک ہی نظر میں حضرت قیوم اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے کمالات علمیہ اور روحانیہ کے
مستفاد ہو گئے۔

اسی اثنا میں ایک رات مولانا عبدالحکیم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مولانا کو فرمایا۔ قل اللہ شہد زرعہم فی خوضہم و یلعون
تم صرف اللہ تعالیٰ کو بوجھو دوسے انہیں اپنی خوض میں کھینے دے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سیدہ منورہ
ہو گیا اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکر الہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجیب
حالت طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوئے تو اپنے دل کو ذکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ
میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیاز مندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی اور لوگوں کو کہنے لگے۔ آج سے میں حضرت شیخ
احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادیبی ہوں۔ پھر چند روز بعد حضرت مجدد کی خدمت
میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمیٰ بہ

تکمیل التجدید لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کیے
ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تاقیدین اور معتقدین نے آپ کے تجدیدی کارناموں
اور دعویٰ مجددیت کو مضامین کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اسے دنیائے اسلام کی ایک اہم فکری تحریک قرار
دیا ہے۔ یہ تحریک محض ایک فلسفہ ہی نہ تھی۔ بلکہ اسلام کی روحانیت کے تمام کمالات کو لئے کر ابھری تھی۔ اس
(دیکھئے صفحہ ۲۶)

(بقیہ ماضیہ سفر سابقہ سے آگے) کے اثرات نہ صرف مغل دربار کی غیر اسلامی رسومات پر بیڑے بلکہ اس وقت کی ساری اسلامی دنیا نے اس کا اثر قبول کیا۔ اور کافی حد تک آج کی یہ اسلامی دنیا بھی اس فکر سے اثر ہے۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ برصغیر میں اسلام صوفیہ اسلام کی بدولت آیا پھر اسے علماء کرام نے ایک علمی اور منطقی قوت بخشی مگر ایک وقت آیا کہ علماء دربار لایع میں گرفتار ہو گئے۔ اور صوفیوں کی مندانہ پر جمالت اور رسومات نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح عام مسلمانوں نے احکام شریعت کی اتباع کی بجائے دولت اور خوشامد کو اپنا قبلہ و معبر بنا لیا۔ جاہل صوفیاء شرعی مسائل کا مذاق اڑانے لگے اور شریعت کو ایک مویلا نہ نقل قرار دے کر تصوف کو ایک اعلیٰ مقام دے دیا۔ ان کے ہاں ابن عربی کا فلسفہ وحدت الوجود اور اندازے اپنا یا جانے لگا۔ کہ لہجہ قرآنیہ کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ کی قصوں ہی شعل راہ بننے لگیں نبوت کے کالات کے لئے ظلی اور بروزی اصطلاحات گھڑی گئیں۔ بعض صوفیاء نے تو ولایت کو نبوت سے اعلیٰ قرار دے دیا۔ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریات کو ادیان و دین کے اتحاد کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ ایسے صوفیاء کے پیچھے اہل علم کا ایک طبقہ موجود تھا۔ علامہ عبداللہ سلطان پوری (جو ہالیوں کے عہد حکومت میں مخدوم الملک تھے اور شیر شاہ سوری کے دور میں شیخ الاسلام تھے) جیسے علماء اپنے گھروں میں کونے کے انبار رکھ کر بھی کئی شرعی جیلوں سے نکوۃ کی ادائیگی سے بچ جاتے تھے۔ اس طرح مولانا زکریا امجدی نے بادشاہ وقت کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ بعض علماء نے اکبر کو یہاں تک باور کر دیا تھا کہ ایک ہزار سال کے بعد دین اسلام میں نہ قوت رہتی ہے نہ وہ قابل عمل رہتا ہے۔ ایسے خیالات کو ایران سے لے کر شدہ ان مشیعہ علماء اور مجتہدین نے مانگنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جو اکر کی دعوت عام پر برصغیر میں آہنچے تھے مسلمانوں کی اس حالت نے ہندو جگتی تحریک کو پورے پورے پائے کا موقع دیا۔ جو حرم اور رام کو ایک ہی ذرا خیال کرتے تھے۔

یہ تھے وہ حالات جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو اسلام کے احیاء اور تجدید پر آمادہ کیا

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ انکے بڑھ گئے۔ اور اعلان کر دیا کہ اسلام میں تصوف اور شریعت جدا جدا نہیں ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ طریقت تو شریعت کے احکام کی اتباع کا ایک ذریعہ ہے شریعت ایک تجربہ ہے۔ طریقت ایک سکون قلب کا ذریعہ ہے۔ آپ نے مزید وضاحت کی کہ حقیقت اور نظر شریعت محمدی علی الصلوٰۃ والسلام کی پیچان کے لئے ہیں۔ ان کے ہاں علم، عمل اور اخلاص سے شریعت مکمل ہوتی ہے۔ آپ کے اس اعلان پر صوفیاء اور علماء کا حقیقت پسند طبقہ آپ کا ہم نوا بن کر آگے بڑھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تجدید اور رسالت ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہیں۔ مگر جاہل صوفیاء کی تعبیروں اور دنیا دار علماء کی تادیلوں نے وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے فلسفہ میں ولایت اور نبوت کو یکجا کر کے ولایت کے مقام کو نبوت سے بلند دیکھا جانے لگا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کو پیش کیا۔ اور اعلان کر دیا کہ ہم ابن عربی کی فتوحات مکیہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث (فتوحات مدینیہ) پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی بلند رتبہ رکھتا ہو کسی نبی کا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نبوت اور ولایت کے مقامات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ صحابہ کرام تصوف اور شریعت کے علمبردار تھے۔ ولی اللہ خواہ کتنا بلند پرواز ہو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی و خواہ اس نے حضور کو ایک بار ہی دیکھا ہو کسی ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے ایک ہزار سال کے بعد اسلام کے زوال کی شرارت آمیز افواہ کے جواب میں فرمایا کہ اگر یہ بات درست ہے تو میں اسلام کے آغاز سے ایک ہزار سال کے بعد وہ مجدد ہوں جو اسلام کی قوت کے لئے جان تک کو قربان کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام اور کفر کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے اسی وجہ سے آپ کو اسلام کی برہنہ شمشیر قرار دیا ہے۔ آپ نے اکبر کے دیں الہی کے مقابلہ میں محمد عوفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین اسلام کو سامنے دکھا۔ آپ نے ہمارے اہل ایمان اور اراکین کو متوجہ کیا۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبر کی کفریت کو جہانگیر نے دور میں ختم کیا۔ سجدہ کی روایت کو منسوخ کر دیا۔ دوسال کی قید کے بعد جب آپ باہر آئے تو لوگوں میں اسلام کی حرارت پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نے قید کے خاتمہ پر جہانگیر کی شکوگاہ میں رہ کر عیان مملکت اور امر کو اسلام کی عظمت سے روشناس کیا۔ جہانگیر کی اصلاح کی۔ اور دوبارہ کا رعب ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ مسرہند آئے تو تربیع کا نقشہ بدل چکا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی ایک مجدد کی شکل میں کفر کے مقابلہ میں اسلام کا بلند پایا بن کر اپنی خانقاہ میں کھڑے تھے۔ اور جاہل موفیاء اور بے عمل علماء معاشرے کو تباہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک احیائے دین کی کامیابی آپ کی حکمت عملی کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے ایک طرف ان ارکان سلطنت کو جو دین سے محبت رکھتے تھے۔ اپنے مکتوبات کے ذریعہ بیدار کیا۔ اور دربار کی بند و نواز روشنی کے خلاف اسلام کی برتری کا جذبہ عطا کیا۔ دوسری طرف ہم عصر علماء کو اہم کوجرات و بہت پر آمادہ کیا اور ایک اجتماعی دینی قوت کو منظم کر لیا۔ آپ کے مکتوبات نے جہاں سیاسی اور علمی بیداری پیدا کی۔ وہاں مختلف موفیاء اور مشائخ کو روحانی تربیت کے لئے تیار کیا۔ اس حکمت عملی کا ثمرہ یہ نکلا کہ تربیع میں ایک اجتماعی قیادت ابھری جو مغل افواج، درباری اہلکار، بااثر علماء اور روحانی مشائخ پر مشتمل تھی۔ اس اجتماعی قیادت نے اکبر اور جہانگیر کی بغاوت کے تمام محلات کی دیواریں ہلا کر رکھ دیں۔ درباری ملا بدین اہلکار اور جاہل موفیاء اس تحریک کے سامنے بے بس نظر آنے لگے اور ایک وقت آیا کہ جس مغل دربار سے اذان مدارس دینیہ، علماء حق کے خلاف احکام جاری ہوئے تھے اسی دربار کے حکمران حضرت مجدد رضا اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے سرشار ہو کر مساجد کی تعمیر خانقاہوں کی نگہداشت، دینی قوانین کے نفاذ اور غریب و مسکین کے حقوق کے محافظ بن گئے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا اپنے علمی انداز میں
حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت کا اعلان
اجلاس میں تمام سرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھڑا کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہار من الشمس ہے لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا امام ہو اور جن کا قول عوام خواص کے لئے سند ہو تجدید الف اور قیومیت کا اعلان کرے تو غنائفوں کے لئے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گزری تھی کہ تمام اہل مجلس حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور خواب استراحت سے اٹھ کر وضو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبدالحکیم اس وقت کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول و منقول میں کینائے زمانہ ہیں بعد ازاں آنجناب نے فرمایا کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے۔ اسے دیکھو۔ آنجناب کے فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یہ مولانا عبدالحکیم کا خط ہے۔ جب کھول کر پڑھا۔ تو اس میں حضرت مجدد کے بارے میں بہت سے عجیب فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے۔ "امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی؟" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خوب اور اپنی حالت سب کچھ عرض کی۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اکبری اور جہانگیری دور کے زبردست عالم دین تھے۔ آپ علمی اعتبار پر عظیم زمانہ اور شہرت کے لحاظ سے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے مولانا کمال الدین کشمیری سے اکتساب علم کیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہم مکتب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے کمالات کے معترف

(مقیہ عاشقہ سے آگے) اور شاخوں تھے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے حد عقیدت تھی۔ آپ کی دعوت و دعوت کے پیش نظر ملا عبدالحکیم سیاح کوئی لے آپ کو مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے ہم سبق (دارالعلوم ملا کمال کا شیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم عصر اور ہم خیال تھے۔ آپ کے علمی کارنامے حضرت مجدد کی تحریک کو نمایاں کرنے میں بڑے موثر ثابت ہوئے۔ آپ نے حضرت مجدد سے عقیدت اور تعاون کو زندگی کا حصہ بنا لیا تھا۔ آپ حضرت مجدد کے قابل قدر دوست بھی تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کو علمی بلندی کے پیش نظر آپ کو "آفتاب پنجاب" کا لقب دیا۔ لاہور اور سیالکوٹ میں علمی مصروفیات سے اٹھ کر وزیر مملکت سعد اللہ کو ساتھ لیا اور سرہند شریف ہوئے اور حضرت مجدد سے بیعت ہوئے۔ تحریک احوال اسلام کے زبردست موید بنے۔ اور اپنی تمام علمی توانائیاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں وقف کر دیں۔ اور آپ کی مشہور کتاب "دلالت التجدید" اس نظر پر زبردست تحریر ہے۔ اور آپ کی یہ تائیدی کوششیں حضرت مجدد کی زندگی تک وقف رہیں۔ پھر آپ کی اولاد کے ساتھ بھی آپ ہمیشہ تعاون کرتے رہے۔ ملا عبدالحکیم سیاح کوئی نے جہانگیر کے عہد حکومت میں سیالکوٹ میں دینی و سیاسی کاغذیں لکھنے کا کام کیا جس سے ایسے نادر علماء نکلے جو مستقبل میں آسمان علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ شاہجہان کے دورِ اقتدار میں آپ کو دہلی میں طلب کیا گیا۔ انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ شاہجہان آپ کے علم و کمال کا یہاں تک معترف تھا کہ حضرت ملا عبدالحکیم سیاح کوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو بار چاندی سے ملوا کر چاندی آپ کو بخش دی۔ کئی دیہات سیالکوٹ میں ہی بطور جاگیر آپ کو عطا کر دیئے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم نے ساری عمر تعلیم و تدریس میں گزار دی۔ بلند پایہ تصانیف لکھیں۔ اور اہل علم و فضل کی قدر افزائی کی۔ شاہجہان نے آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں ایک لاکھ روپیہ مالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ ۱۰۶۵ھ بمطابق ۱۶۵۵ء میں سیالکوٹ میں فوت ہوئے اور اسی شہر میں آپ کا مزار بنا۔

(ماخوذ از تذکرہ علماء ہند)

۱۱ سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوبہ
حضرت شیخ حمید قدس سرہ قیومت سے معلوم کیا کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالا
 الہی کے لئے کامل صاحب استعداد شیخ حمید نام رہتا ہے۔ جن کے طفیل سے ہزار ہا
 لوگ مگر اسی کے بھنور سے نکلی کر ساحل ہدایت پر لگیں گے۔ اس واسطے آنجناب عین حکم
 گرام میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت اور ملاقات حضرت مجدد کے
 مرید فاضل ملا عبد الرحمن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کئے سننے سے
 حضرت مجدد کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں غبار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ غبار سخت
 دشمنی سے تبدیل ہو گیا تھا۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملا عبد الرحمن سے
 شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملانے عرض کیا کہ وہ تو آنجناب کا سخت
 مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گزر اس مکان کی گلی سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتے تھے
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کی طرف ایک تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں
 شیخ کو باہر بلایا۔ آواز سننے ہی شیخ حمید کی عداوت خوش افتادی اور محبت سے بدل گئی۔
 بڑے ادب سے اٹھ کر آداب قیومیت بجا لایا۔ اور حضرت مجدد کے دوبرو دست بستہ
 کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہونے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی
 آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید
 کی کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دیا۔ شیخ حمید تین دن رات دروازے پر بیٹھ گھڑا
 رہا۔ انہیں اپنے آپ کی سمدھ بوجھ نہ تھی۔ جب دوسرے اصحاب نے آنجناب سے
 اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعزت ٹوٹ لی ہے۔ دو تین روز بعد
 حضرت مجدد نے شیخ حمید کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اسے مسرور بنایا۔
 حضور نبی کریمؐ اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر شہنشاہ کی طرف جانے کی
 اجازت عنایت فرمائی۔ حضرت مجدد نے اپنی تعلیم مبارک شیخ حمید

باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول اُٹھے۔ آپ کے اٹھنے ہی میری سفت جہاں بحق تسلیم ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ **جنات کا اخراج** سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ ان کے نکالنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھیت کے حجرے میں سوئے تھے کہ جنوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کر دیا۔ ان کے شور و غوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے کیونکہ وہ جن دروازے کو بھی کھٹکھٹاتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور 'متنعین' فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان تھا کہ جن آپس میں کہنے لگے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاگ اُٹھے ہیں۔ سب کو تباہ کر دیں گے۔ آو بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن ایک باوگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو بلا لیا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کے لئے آئے تھے۔ ان کو جہاں سے مار ڈالا۔ اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور جو نکلتے تھے۔ اپنا ساز و سامان ساتھ لے کر نکلتے تھے۔

بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے **سرمہند شریف میں جنات کا قیام** عرض کیا کہ ہم مدت سے آنجناب کے قدوم ہیمنت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے کہ ہم آنجناب کے دیدار

فائق الانوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں گے۔ اس بارے میں بہت منت سماجت کی تو آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اس کے لشکر کے مرید کر لیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا۔ اور ایک ہفتے بعد مجھ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا محمد رفیع کو آنجناب کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں پھوڑا تھا۔ سب کے سب آنجناب کے مرید ہو گئے۔ آنجناب نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد پھوڑی سی جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرمہند کے محلہ جنات میں رہتے ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد میں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں پھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اس محلہ کے پاسان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں۔

ایک روز میرے (مشتق کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر مکان کی بچت پر جو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گانا گاہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ یہ عورتیں ہیں۔ پوچھا تم کیوں گاتی ہو عرض کی قدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشیاں منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو کھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روضوں کے گرد و نواح میں بہت سے نیک جن اب تک رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مبدأ و معاد" کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال مجھ پر مکشف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر پشت بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ مگرڑیے منہ میں ہے۔ اگر وہ اس سر پر سے تو فوراً اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا دیتا ہے۔ اور وہ جن شورش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قومیت کے سال بیزیم کے واقعات

حضرت مجدد الف ثانی کی برکت سے | قیومیت کے تیرھویں سال ایک روز حضرت قبرستان سے عذاب اٹھ گیا | قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرسند کے بانی اپنے چھٹے دادا حضرت امام رفیع الدین قدس سرہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ فاقہ کے بعد امام صاحب کے مزار پر سادہ سے قبرستان کی مغفرت کے لئے جناب الہی میں غابری والہنگا کی الہام ہوا۔ ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا۔ پھر اتنا مس کی کہ اسے بڑا دکھ بھری رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ حضرت اور نیا دہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان والوں سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ آنجناب نے پھر اتنا مس کی تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب

اٹھا لیا۔ پھر الہام کی تو جناب بارہی سے بفضل و کرم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری نظر اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھا لیا ہے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبداللہ قدس سرہ کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں ایک حدیث شریف کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کسی عالم کا گزر قبر پر سے ہوتا ہے تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھا لیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دیں گے۔ شہر سرسند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے جس کی بابت آنجناب کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنجناب کے والد بزرگوار کا مسند مبارک ہے۔

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اول مجدد حضرت شیخ بلخی کا خواب | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ ملا بدیع الدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک جنازہ بڑی عظمت و جلالت سے لایا گیا ہے جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے۔ بلکہ تمام گزشتہ و آئندہ دلیا بھی نظر آ رہے ہیں خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ عبدالغنی سرملقہ خواجہ جگان خواجہ بہاء الدین نقشبند خواجہ بعید اللہ احمد اور کئی بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ اثنے میں میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں جو اولیائے امت سے افضل ہیں جب وہ تشریف لادیں گے تب نماز جنازہ ادا

کی جائے گی۔ کیونکہ وہ امامت کرائیں گے۔ اور ہم سب مقتدی ہوں گے۔ اتنے میں ایک مروت
گندم گوں مائل سفیدی، کشادہ چشم، فراخ پیشانی، بلند بینی، مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ
السلام کی طرح حسین اور حسن محمدی کی طرح سطح تشریف لائے۔ جن کی پیشانی پر سے ولایت
کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و صورت بڑی باعرب تھی۔ تمام اولیائے تواضع کی اور سب کے
سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر امامت کی۔ اور بعد ازاں جناب
اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن سرہند تشریف ہے۔

میں جاگا تو اس بزرگوار کے دیدارِ فاضلِ الٰہی کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔ صبح بخیر چھوڑ کر قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہوا۔ جب سرسبز ہندوستان اور حضرت مجدد کی زیارت سے فارغ ہوا تو جو حلیہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا، بعینہ وہی تھا۔ میں نے اس درگاہِ عشق پر روعے نیاز اور خانقاہِ ملائیک پناہ کے گرد چند مرتبہ طواف کیا۔ ادھر جو کچھ دیکھا وہ

سیان سے باہر ہے۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبند کی نگاہ میں حضرت مجدد کا مقام

حضرت نقشبند قدس سرہ اس وقت زندہ ہوتے تو میری خدمت کرتے۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا، میں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز بیان نہیں کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اتر رہا ہے۔ اس نے میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ آ موجود ہوئے ہیں۔ اور

فرشتے کو فرماتے ہیں کہ سید زوارہ کو زندگی بخشی گئی ہے تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ میرا تاتو تین آدمی کا فریبو جاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات جو اس ملکہ نے بیان کی ہے۔
 نہیں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔

اسی سال سلسلہ چشتیہ کے ایک
 خواجہ معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں | سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم الاول مجدد
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے انہوں نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا کہ
 ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ کسی
 رانی لڑنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور آپ کے آگے آگے فرج جا رہی ہے اور شانہ بھند
 اٹائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آیا و اخدا تو سلسلہ چشتیہ میں
 مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہو۔ میں نے کہا
 کہ میں نے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ تو نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کیا فرق دیکھا کہ تو ان کے پاس گیا۔ میں
 نے کہا کہ تم حضرت مولیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرق
 مرا تب کو جاننے ہوئے وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے اس شخص کو فرمایا کہ اسے کچھ
 نہ کہو۔ کیونکہ وہ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اویا سے امت سے افضل
 ہیں۔ غرض امت کو فروغ دینے والے اویا سے امت بالستہ بدرجہ اعلیٰ رکھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں کابیر اولیا کی ملاقات

قیومیت کے چودھویں سال شہر
سرمند میں طاعون سے تباہی اور اس کا ازالہ | سرمند میں وہاں سے طاعون کچھ اس
شدت سے پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزار ہا آدمی صفوحیات سے تختہ مات پر پڑنے لگے جب
خلقت تنگ آگئی تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ
میں آئے اور آنجناب کے آئینہ مبارک پر جبین نیاز بھکاتے کھڑے رہے۔ حضرت قیوم
اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کر کے دو گانہ ادا کیا۔ اور اس پلاکے دفعیہ کے لئے توجہ کی
اور بارگاہ الہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ اس بلا کا ہر
ہم سے بھی مانگتا ہے۔ ہم نے غلام کے عوض اپنا بیٹا پیش کیا ہے چنانچہ اسی روز آنجناب
کے فرزند رشید شیخ محمد عیسیٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ انکا
نے غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے مزار
میں دفن کیا۔ لیکن وہاں زہر بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فتیدگی کے تیسرے
دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے اور وہاں کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے پھر بارگاہ الہی میں خلاصی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا کہ اپنے دوسرے فرزند کو
کو خلقت کے واسطے فدا کر دو۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا کہ ہم
نے دوسرا فرزند بھی عوام الناس کے واسطے فدا کرنا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد فروغ جن کی عمر اس
وقت دس سال تھی مرض طاعون سے اسی دن فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم

شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ لیکن وہاں کی آمدنی بدستور چلتی رہی
بہر لوگوں نے اگر بڑی منت سماجت اور آہ و زاری کی۔ اس مرتبہ آپ نے اپنی دختر فرزندہ
اتم کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو خلعت کے لئے فدیہ دیا۔ حضرت
اتم کلثوم اسی وقت نزع کی حالت میں تھی کہ فرشتوں نے آکر حضرت مجدد کو مبارک باد
دی۔ آپ حیران رہ گئے کہ اس موقع پر مبارک باد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ
ہم نے تمہاری بیٹی اتم کلثوم کو اپنے رسول بھیجے علیہ السلام سے جو حضور خدا دی۔ حضور اسے
کتے میں جس نے عورت کو چھوا ملک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس یہ
فرمایا ہے۔ "سَيِّدَا قَدْ حَصَرْنَا قَوْلَنَا بِكَ" اور یہ انبیاء اور فرشتے
اس واسطے آئے ہیں کہ اتم کلثوم کا نکاح عیسیٰ علیہ السلام سے کریں۔ حضرت خاتم النبیین صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح
سے فارغ ہو تیسری اتم کلثوم اس دنیا سے سدھار گئیں۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا۔ اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ
اٹھایا۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں
سمیت اس جنازے کے ہمراہ اس طرح ہیں جیسے بیاہ کے بعد دامن کو لے جاتے ہیں۔ اتم کلثوم
کو حضرت مخدوم مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جب
جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح نے آکر کچھ کیا۔ نیز فرمایا کہ اتم کلثوم کی
قبر کے انوار و برکات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی ایک ولی کے بھی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس
قبر پر نور نور کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وہاں نہ تھی۔ لوگ
بکثرت مر رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدد کے سب سے بڑے فرزند اکابر اولیا خلیفہ

محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہاں کوئی تر لقمہ دیا جاسکتی ہے سو اس کا تر لقمہ میں بنوں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے سے مراد میں ہی ہوں لیکن حضرت نے یہ سبب شفقت پر لازم جو انہیں مجھ سے تھی۔ مجھے محظوظ رکھ کر دوسرے فرزندوں کو شاکر کرتے رہے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ فرزند میں ہوا سو میں اپنے آپ کو غلام اناس کے واسطے فدا کرتا ہوں۔ یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں ہوئے اور طبع پر طبع مرض غالب آنا لگا۔ حتیٰ کہ تین روز میں آپ کا وصال ہو گیا۔ نزع کے وقت آپ نے لوگوں کو خوشخبری دی کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر سے مصیبت و بارہ دور کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چہدام میرے نام راہ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفا کی عنایت فرمائے گا۔ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص اس مرض سے نہ مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ) کا اسم مبارک و بارہ کے لئے مجرب ہے۔ اور اب تک بھی مؤثر ہے۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا زور ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دنیا شروع کیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مریضوں کو شفا کی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک دیا کے لئے بہت مجرب ہے۔

حضرت قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غسل دے کر ناز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا جو مسجد کے شمال کی طرف واقع ہے اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی کہ یہ زمین جنت کا ٹکڑا اور اپنے مدفن کے

جنت کا ٹکڑا اور حضرت مجدد الف ثانی کا روضہ

جنت میں حضرت قیوم اول نے جنت کا ٹکڑا ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

حضرت قیوم ثانی مصدوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مسکوتات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنت کا ایک حصہ ہے چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ "بلین القبری والمنبری روضۃ من ریاض الجنة" سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ سبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی گئی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔

خوش اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس

بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پر وہ خاک ڈالی اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے بارے میں دونوں بھائیوں میں جھگڑ ہوئی تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش دی۔ اس وقت عجب سے آواز آئی کہ یہ وہی

سلطان اورنگزیب عالمگیر تھا اللہ تعالیٰ علیہ نے بیات سے پہلے اپنے تین بیٹوں معظم شاہ، اعظم شاہ اور کام بخش کو اپنی ساری سلطنت تقسیم کر دی تھی۔ تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ مگر اورنگزیب کی تکبر و جبر ہونے ہی ان شہزادوں نے جنگ تخت نشینی کا آغاز کر دیا۔ شاہزادہ معظم نے بلبل کشمیر و درپٹاؤں میں بیٹھ کر اپنے دادا لشکر سمیت لاہور پہنچا۔ پنجاب کے گورنر منعم خان نے اسے جنگی ساز و سامان دیا۔ معظم شاہ نے محرم ۱۱۱۹ھ میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لقب پایا۔ موبد اعظم کو وزیر اعظم مقرر کر لیا اور دہلی کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سرحد پنجاب کو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ کی زیارت کی۔ اور کپ کی اوراد سے استعاذہ کی کہ بہت سے تماخون دئے۔ دہلی کے قلعہ دار نے اعلان کیا تھا کہ تین شہزادے ہیں جو بھی پہلے پہنچائیں قلعہ اس کے حوالے کرے دست بردار ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے قلعہ معظم شاہ کے حوالے کر دیا۔ شاہی خزانے پر معظم شاہ کا اختیار ہو گیا۔ معظم شاہ کے بیٹے عظیم الشان نے آگے بڑھ کر آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ جس سے کونڈوں اخراج حاصل ہوا۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے مقام پر معظم شاہ کا لشکر اور اعظم شاہ کی فوجوں کا آمنہ سامنا ہو گیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ (معظم) زخمی ہو گیا۔ اس نے اپنے بھائی اعظم کو کہا کہ بہی جنگ میں بے گناہ نہ رہا۔ اسے جانیوں کے صلے مندی سے ملک تقسیم کر لیں، مگر اس نے نہایت تکبر سے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ کہیں کی شدت اس بھائی کی جرات، جھگڑتوں و دونوں بھائیوں کو بے رحمی سے ایک دوسرے کے ہوشیاری کی طرح سے اعظم شاہ کو ذوالفقار خاں نے بروقت مشورہ دیا کہ حالات خراب ہیں، میدان جنگ سے شب کو واپس ہٹ کر کھل جائیں۔ مگر وہ نہ مانا۔ اس کا لشکر بھاگنے لگا۔ مگر وہ لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ اپنے باقی کے ہوشیاری میں پیچھے ہٹنے لگا۔ اور مر گیا۔ معظم شاہ کے سپہ سالار نے اس کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور جین فوج

خاک ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی۔ اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین کی بابت مبنی ہونے کی خوشخبری دی گئی، اس کا طول چار بیس گز اور عرض تیس گز ہے۔ بلوں میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چار گز تک ہے۔ اور عرض بیس آنجناب کے دروازہ سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے۔ وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پیے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔ اور باقرہ جنت میں داخل ہوگا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند **سرمند کی سرزمین کو عظمت ملی** اکبر اکبر اولیاء خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو اسی زمین عشرت میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ آنجناب ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے شہر سرمند کو جو میری جائے پیدائش ہے، میری خاطر ایک گھر سے تاریک کنوئیں کو ٹپ کر کے بلند ٹھکانا ہوا۔ اور بہت سے شہر اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور و دلچیت کیا ہے جو بے صفی، بے رنگی اور بے کیفی کے نور سے بیا گیا ہے۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے۔

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق **حضرت مجدد کے مزار پر انوار الہیہ کی بارش** علیہ الرحمۃ کے وصال سے چند عینے پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے ایک کونے میں فقر و فاقہ، لیکن جو اربعہ تماشہ صغیر سابقہ سے آگے کے وقت شہزادہ معظم کے سامنے لائے گا۔ اس طرح اس شہزادہ کا بخت ناک حشر ہوا جس نے حضرت مجدد الف ثانی کی خاک کو خواست سے ٹھکرا دیا تھا۔

نور دہاں سے چمکا اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھ کر
مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چمکے یہ
بابت میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادق) کو جو صاحب ستر تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ
میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزند ابجد کو یہ دولت مجھ سے پہلے
نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دیارے نور میں ستفرق ہو گیا۔ صاحب نفیست
کو نفیست مل ہی جاتی ہے۔ یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے کہ بڑا امینا جو بڑے اویار اللہ
میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوتا۔ کہ وہ نور جو بطور ولایت
رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا ملمع ہے۔ جو میرے دل سے لے کر ویاں اس طرح روشن
ہو گیا ہے۔ جیسے مشعل سے چراغ۔ ”کہہ دے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“ اور
یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر
کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے بڑے بیٹے کے برابر مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ زمین بھی جنت
میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ کیونکہ آج کل روضہ
مبارک کا صحن بہت وسیع ہے جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی
تھی۔ اس کی حد مقرر کر دی گئی ہے اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ
محمد صادق کے مرقہ پر عالیشان گنبد بنایا گیا۔

جب حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی
قبر میں ادباً ایک طرف سمت گئیں | اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب کی
وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم عرقۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خازن
الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت
خواجہ محمد صادق کا مرقہ گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر مادی۔ تو

آپ کا مرقہ از در دے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو اسی قبر میں دفن کیا گیا۔

جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت قیوم ثانی خواجہ
محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے
عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔
لوگوں نے میوڑا کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پر سے ہٹ گئیں۔
اور روضہ مبارک میں جو فرش بنایا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں جو جب سنت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین مرقہ
ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گردا گرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ
علیہ الرحمۃ کا جو آنجناب کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خازن الرحمت رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔
حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی کی عمر مقررہ اور اس کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف
آپ کو اس کا علم مہتا | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے۔
کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ممتاز امت ہو۔ ضرور غم ہوا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
ان کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائے گا۔ ایک روز نامہ پرسی
کے دنوں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میری عمر پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے
مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ کی قضائے میرم مقرر ہو چکی ہے اللہ
تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور
باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہوں گی۔

انبیاء کے مزار سرہند کے ایک ٹیلے پر | اٹھ تالیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی
میر کے واسطے باہر نکلے شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے
اپنے قدوم یمینت نروم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے
کے بعد لوگوں کو فہرمایا کہ کشفی نظر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیاء کے مقبرے
ہیں بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں
آرام کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی جلد کا دوسو چھیوٹا
مکتوب حضرت خاتون ارحمہ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو انبیاء علیہم السلام
ہند میں مبعوث ہوئے ہیں اور اسی جگہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے
ہیں ان سے ملاقات کی۔ مجھے نظر آتا ہے کہ ان کی قبروں سے نوہ کے شعلے آسمان تک
جا رہے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان کے بیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض
کی دوسرے بعض کی تین نے پیروی کی۔ مگر نظر کشفی سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی
بھی ایسا نہیں تھا جس کی پیروی چار شخصوں نے بھی کی ہو۔ اگر یوں چاہوں تو ان کے نام اور
قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیاء اس مقام پر آرام کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد دو
نسبت مختلف رکھے ہے۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے کہ تین پیغمبر مرسل بیان پر
مدفون ہیں۔ ایک روایت کے مطابق پچیس مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں۔

مضافات سرہند میں چالیس پیغمبروں کی قبریں ہیں | میر سے (مستفاد)

فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام کی زیارت کے
لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں۔ خاتو سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ اس مقام پر چالیس

پیغمبر چھ سوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ
ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پانچویں طرف "براس" نام ایک گاؤں ہے جو انبیاء کی ہجرت گاہ
ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیاء کے وقت آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیاء کے پیروکار نہ بنے
ان پر ایمان نہ لائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مبعوث کو تہہ وبالا کر دیا تھا۔ شہر سرہند سے
چھ کو س کے فاصلے پر ایک گاؤں سنگوتل نام ہے۔ یہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں لیکن
وہاں کے لوگ بدقسمتی سے ان پر ایمان نہ لائے۔ حق تعالیٰ نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا
آسمانوں سے پتھروں کی بارش کی گئی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ پیغمبر وہاں سے
ہجرت کر کے "براس" میں آئے۔ اور یہیں وفات پائی۔

واضح رہے کہ اس قدر انبیاء جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں ہوئے
بلکہ ایک ایک یا دو دو مختلف وقتوں میں ہوئے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے
آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ برصغیر کے دوسرے علماء و مشائخ
اس بات کے قائل نہیں تھے کہ ہندوستان میں بھی کوئی پیغمبر یا نبی مبعوث ہوا تھا۔ بلکہ اس کا
انکار ہی کرتے آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکتوب میں "جس میں ہندوستان
میں انبیاء کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے" لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیریت
اور تعزیرات حوامل ہندو بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیاء کے علوم سے بعض حقائق چوری کیے
ہوئے ہیں۔ یہیں تو ان کے نام حصول احوال خدا کی الوہیت پر کیونکہ مان سکتے ہیں۔ نبی، رسول
اور پیغمبر سب الفاظ عربی فارسی ہیں۔ نہیں معلوم قدیم ہندی زبان میں ان کے لئے کیا لفظ تھے۔

سہ قدیم ہندی زبان میں بسیٹھ کہتے تھے۔

حضرت مجدد کے مکتوبات جلد اول
کی عالم اسلام میں اشاعت

اسی سال حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی اور اس کی نقلیں ایران، تورات اور بدخشاں وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں جو انبیاء کے رسائل، اصحاب اور اصحاب طاہرات کے عدد کے موافق ہیں۔ اس جلد کے آخر میں حضرت خلیفہ مصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرضداشتیں حسب الامر آنجناب داخل کی گئی ہیں۔ اس جلد کے جامع شرح یا ترجمہ طائفانی علیہ الرحمہ ہیں جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مفصوص غیبی تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی نگاہ میں حروف مقطعات کے مطالب

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کئے جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بطیفیل صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دولت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں۔ قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفائے آنجناب سے انتہائی کہ ان اسرار سے اندر راہ عنایت ہمیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجناب نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے بعد

سے لے کر آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں کئے گئے۔ دوسرے تو درکنار میں اپنے رشتہ داروں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قابل پانا ہوں۔ حضرت مجدد کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقیہ قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا القا فرمایا۔

خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدر الدین اسرار مقطعات کا القاد
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تالیفوں میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر القا فرمائے تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر اہل فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت منت سماجت سے عرض کی کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو القا فرمائے ہیں ہمیں بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اس سے پیشتر میں نے خود کوئی مرتبہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں انتہائی کہ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس مزار سال کے عرصہ میں حق تعالیٰ نے یہ اسرار مولے الیہ علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں اب حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے واقف فرمایا۔ شیطان بڑا زبردست دشمن ہے کہیں چوری چوری سناتا نہ ہو۔ میں نے پھر عرض کی کہ حضرت مجدد کو یہ قدرت حاصل ہے کہ شیطان کو دفع کریں۔ تاکہ چوری نہ سُن سکے جب میں نے بہت ہی منت سماجت کی تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں استغفار کیا۔ اور بارگاہ الہی سے اجازت طلب کی جب ان اسرار کے اظہار کے لئے اجازت ملی تو چہان پھر کے جنوں اور شیطانوں کو ہر یائے شور میں قید کر دیا گیا اور مجھے کمر مغفرت کے مکان میں لے جا کر بٹھایا گیا۔ اور ارد گرد فرشتوں کی صفیں

کھڑی کر دی گئیں جتنی کہ مرثیوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک حلقہ بنایا
پھر آنجناب نے ان اسرار کا انفا فرمایا شروع کیا تین دن تک ایک ہی دھن میں ایک جہی
میں رہے صرف نماز فرض اور سنت مؤکدہ وقت پیدا کرتے اس کے سوا کسی اور
شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب حضرت عبداللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسرار کا انفا
فرماتے تھے تو وہیں ہوش ہو جاتا تھا۔ آنجناب فرماتے تھے محمد معصوم مجھ گئے ہمیں بڑا
شوق تھا کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار معلوم ہوں۔ میں ہوش میں آکر عرض کرتا کہ
جناب بھائیوں! تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بھوکے روز
صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکور کی نویں تاریخ جمعہ کسود غروب آفتاب
کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد نے ان کے ظہار سے تاکید منع فرمایا کہ اگر ذرہ
بھر بھی بھید ظاہر ہوا تو گلاٹ جائے گا۔ اس کے واسطے قلم توڑ دینے کا غد جلا دینے
گئے۔ نزدیک والے دور ہو گئے۔ طالب مجبور ہو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قیومیت
کی استعداد ہو اس پر اسرار کشف ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں
اسرار کو بطریق توجہ یعنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انفا کیا۔
حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عروۃ الوثقیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں عرض کئے تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں حضرت قیوم ثالث
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشا کے بعد بانجام حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انفا فرمایا۔ ہر رات عشا اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع
حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت مہربانی سے
مجہ فقیر محمد احسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوائے کتاب کو حروف مقطعات بشر آتی سے سرفراز

فرمایا جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم
ہے۔ میں نے یہ علوم و اسرار کشف الحقائق مقامات قیومیت میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ
کر دیئے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں۔

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا کہ اس
کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں جو آج تک کسی نے نہیں لکھے۔ اللہ تعالیٰ نے
قلم پر ظاہر کئے ہیں۔ ان کا لکھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکریہ بجا لاؤ۔ کہ پروردگار
عالم نے تمہیں اپنے اہل کے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات
قیومیت کے حقائق و معارف ہیں۔ اس واسطے ہم اس کا نام "کشف الحقائق مقامات قیومیت"
رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور منہات بعض علمائے صوفیہ اسلام نے بھی بیان
کی ہیں۔ چنانچہ وجہ سے مراد ذات اہد پدید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت لی ہے۔ الف۔ لام
میم سے مراد و الم یعنی دردی ہے۔ جو محبت کے لئے لائے گئے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان
تقریر کئے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ چلپے
ہی کیا کریں۔ معذور ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں کہ ان اسرار سے واقف سوائے قیوم اربعہ
کے کوئی نہیں تھا۔ یا جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے۔
میں (محقق کتاب) نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے
انہیں دیکھے۔ تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے۔ اور اسماء و
صفات شیونات، اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے محال کر
لکھ دیئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی بحلفائے اسلام میں پھیل گئے تھے

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے خلفاء کو حقیقت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص احباب میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قباغان کی طرف روانہ فرمائے اور ان کی قیادت مولانا محمد قدیم طائفانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرو کر دی۔ اور چالیس آدمی عرب، بین، شام اور روم ممالک کی طرف مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں روانہ ہوئے۔ اسی طرح اپنے معتبر دس یاہر مولانا صادق کابلی کی قیادت میں کاشغر کی طرف روانہ فرمائے اور تیس ہزار

ہزار خواجہ محمد صادق کابلی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلفائے مجاز میں سے تھے۔ آپ کے حالات حضرات القدس اور زبدۃ المقادیر کے مؤلفین نے بڑی عقیدت اور محبت سے لکھے ہیں۔ وہ ابتدائی عمر میں ہی بہت بڑے امیر اور بخاریا فواج میں ایک اعلیٰ پوزیشن پر فروزہ تھے۔ جہانگیر کے خاص الخاص ملازمین میں سے تھے۔ دل میں خدا جوی کا جذبہ پیدا ہوا۔ تو اٹھ آباد سے دہلی پہنچے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ گراں وقت حضرت خواجہ باقی باللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کے ایک دوست خواجہ حسام الدین کی خدمت میں پہنچے۔ قلمی کیفیت بیان کی تو خواجہ حسام الدین نے انہیں حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ سر نہ پہنچے۔ بیعت ہوئے حضرت مجدد کی نظر حقیقت و الطاف نے آپ کو مقلات سلوک

خلیفوں کو تولد بخشان اور جہان سال کی طرف نصرت کیا۔ اور ان کے سردار شیخ احمد بہر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقرر کیے گئے۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ممالک میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بے پناہ لوگ مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بے شمار کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئیں۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے کئی بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء
خلفاء مجدد کا انسانوں کے علاوہ
حیوانوں اور پرندوں پر تصرف
سیرت ہوتے تھے۔ اس واسطے بعض نے سر تسلیم خم

(بقیہ سابقہ مقوم سابقہ سے آگے) طے کرنے میں مدد دی۔ آپ بھی حضرت کے فرمان راہ اور فرمان پاکباز میں تیار ہوئے گئے۔ ایک بار خواجہ محمد صادق کابلی ازراہ محبت احباب سر نہ دیا۔ جس سے انہوں نے پانی لاکر سر نہ لائے۔ اور حضرت کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے خواجہ صاحب کی محنت کی تعریف کی۔ مگر فرمایا: دریا کے جتنا بندھنوں کا مقدس دیا ہے۔ اس کا پانی مسلمانوں کے لئے نہ چھینے نہ وضو کرنے کے کام آنا چاہیے۔ بندھنوں کے بہت کدوں سے ہوتا ہوا پانی کسی احترام کے لائق نہیں چنانچہ پانی کو زمین پر گرا دیا گیا۔ خواجہ محمد صادق کابلی کو جرم ہو گیا۔ احباب آپ سے دور رہنے لگے۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی آپ کو اپنے پاس بٹھاتے۔ دوسروں نے آپ کو کھجیا کر یہ مرض کہیں آپ کو تھک جائے۔ آپ نے فرمایا: اس کا علاج تو ہو جائے گا۔ مگر میں ایسے پایسے انسان کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتا۔ تو فرمایا: تیرا ہم ٹھیک ہو گیا۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی کی ایک انگلی پر نشان جزم آگیا جو کچھ عرصہ بعد ختم ہو گیا۔

یہ حضرت خواجہ محمد صادق کابلی نقشبندیوں اور مجددیوں کے اس کاروان کے تاجدار بنے جو دشت قباغان میں کوہ کرام کی وادیوں، شمالی ترکستان کی پہاڑیوں اور تاتار کے کفرستان میں تبلیغ دین اور اشاعت سلوک کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ آپ کچھ عرصہ لاہور رہے۔ مصلحتاً میں فوت ہو گئے۔

کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالفت بن گئے۔ ایک دفعہ یہ بزرگ جھگڑ میں بیٹے ہوئے تھے۔ اور بہت سے منکرین بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی ان کی خدمت کے لئے آیا ہوا تھا۔ ان کی زبان سے بے اعتدال نکل گیا کہ بعض آدمی ہمارے ابھی تک منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا سب ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں لوگوں کے گھونڈوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور ہمیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ان گھونڈوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کریں گے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کریں گے۔ اور اگر منکر رہیں گے۔ تو ان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی اثنا میں جو پندے اُڑ رہے تھے۔ انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مصفون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہ گئے اور سب کے سب مرید ہو گئے۔ وہاں کے بادشاہ بھی ان کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولایتوں میں جو خلفا گئے۔ ان سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو ایک ایک دفتر درکار ہے۔

غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر و فزیر اور بادشاہ تک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرشیاں معہ بدایوں اور شخصوں اور اردت کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔ اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی پر اس کی قدر کے موافق غایت اور مہربانی فرمائی اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی مغلیہ لشکر گاہوں میں تبلیغ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت | عنہ کی بزرگی کی شہرت اور ارشاد کا غلغلہ
جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا اور آنجناب کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں پہنچنے لگی اور قیومیت کی شہرت، خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبلہ ولایت کی ہدایت کے نذرانے کی گونج آسمانوں پر شنائی جانے لگی۔ اور جن و انس کے سرشہ کا نور فیضان عرشوں پر کسی تک پہنچنے لگا۔ ۵

زارش داو گشت روشن جہان

بسجدہ در آمد زمین سے و زمان

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گرد ہا گردہ اسلام میں داخل ہوتے گئے ہیں۔ کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب کے شمالی مبارک بندر یعنی خواب اشاروں اور واقعات کے معلوم ہوئے اور نیز انبیاء اور اولیائے انہیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ تو خلقت لُدی دل کی طرح حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور حقوق و حقوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخت ترک کر کے صاحب قیومیت کی خدمت بابرکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے

بڑے بڑے جید علماء و مدرسین کے مکتب ترک کر کے جناب قطب لافطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ اس زمانہ کے ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا عاشق بننے لگے اور دوست کا بالا کان میں پسنا۔

از حبس و از ہفت استلیم
جنید ہزار تخت و بیہیم

زمانہ کے مشائخ حضرت مجدد کی خدمت میں | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کو پردہ کار کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے اور تمام جہان کے چھوٹے چھوٹے وینچ و شریف بادشاہ و تمام چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گزشتہ و آئندہ اولیاء میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رزق، روزی، عمر، شفا، سالکوں کی باطنی ترقی، ہدایت و فیضان و ولایت، ایمان، اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتیں، فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا۔ حضرت مجدد کے طفیل اور وسیلے سے وابستہ تھا۔ آنجناب کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزار ہزار افراد دریائے غفلت سے نکل کر ساحلِ مراد پر پہنچے۔ اور آنجناب کی توجہ سے مگرابی کے جنگل کے بے شمار مرگشتہ و اکولہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہزار ہا آدمی توبہ و انابت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ یا طنی سے تقلید کا لباس اتار کر پائے تحقیق سے مشرف ہوتے اور ولایت کی خانے اقم اور اتارے اکل حاصل کرتے تھے۔ اور پردہ کار

کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور جسے آئندہ اور گزشتہ اولیاء میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا۔ مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت مجدد کا تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ تو آنجناب کی صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آپ کے حضور میں گویا ان کی کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ خروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دور کھڑے رہتے۔ جب تک انہیں محبوب رب العالمین کا خطاب نہ ہوتا کسی کی زبان نہ نکلتی۔ آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبہ کے یہ نشان تھے کہ کسی امیر و وزیر بادشاہ، قیصر خاقان و خان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی، بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ جب حضرت مجدد ان کی طرف توجہ فرماتے تو یہ لیے بے خود ہو جاتے کہ ان سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھے کے لئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے اور جب حسب الحکم بیٹھے تو آواز بجا کر ان قبلہ اولیاء کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے کی جرات نہ ہوتی۔ آنجناب عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاہ و جلال اور عظمت کو لکھا جائے تو کئی دفتر چاہیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ "اقبال"۔

غرضیکہ کامل اولیاء طالبانِ مولا۔ دونوں صحابہ
کاملان وقت کا بے مثال اجتماع | اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے نہ کہ نہ آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا جو طالبانِ حق حضرت قیوم اول مجدد العین ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھے جو شخص انہیں دیکھتا ہے اختیار "ان ہذا الٰہ ملک کریم" پکار اٹھتا۔ حضرت مجدد نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کر کے خلافت دے کر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیج دیا تھا۔ حتیٰ کہ عرب و عجم، ماوراء النہر، بلخ، بخارا اور ہندوستان

میں سے کوئی ایسا علاقہ نہ تھا۔ جو آنجناب کے خلفا سے خالی رہ گیا ہو۔ اور توران اور ہندوستان کے صوبوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص احباب اور مریدوں کو خلافت دے کر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے اپنے اپنے مقام کو ٹھیک ٹھاک کر کے بڑے استغنا سے مربع بیض کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور ادا کا طغیانی بلند کر کے دین متین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشاں کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہاں بھر کے بادشاہ ولایت اور شہروں کو ہدایت فراخلاق کی بلانک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے نہایت آرزو اور بدرجائیت تمنا سے پیشانی لکھ کر دونوں جہان کی معادیت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیاز مندی اور اراوت کے بارے میں عرضیاں مدد تھیں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنجناب حضرت مجدد کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے۔

اسی سال شیخ **شیخ بدیع الدین جہانگیر کے شکروں کے رہنما بنے** | بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جو آنجناب کے مخصوص خلفا میں سے تھے۔ سلطان ہند جہانگیر کے لشکر کی خلافت دے کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا۔ آپ کے تقرر کی وجہ یہ تھی کہ جب سلطان جلال الدین اکبر داخل فی القادریا ہوا۔ تو اراکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے بھی ابتداء میں باپ کی طرح اپنے آپ کو خلعت سے سجدہ کرانا شروع کر دیا تھا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم یا طلعہ کو رواج دیتا رہا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھادی دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اسے مائل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے رہنے پر سلمان عابا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ کفر سے رہائی دلائی۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ بار کی حالت بہت دور ہے تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اول مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر آہ و زاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لئے توجہ تبلیغ کی درخواست کی۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کریں گے خلیق خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیج دیا۔ حضرت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا کہ تمہیں شاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی۔ اگر کسی باعث سے تکلیف بھی پہنچے تو مستقل مزاج رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف ہوگی۔ فی الواقع بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر اراکان سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزار ہا آدمی مرید ہو گئے اور ہر روز اس قدر ہجوم ہوتا کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے مخالف حرمت اور حد کی آگ میں جلنے لگے۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے ایک فتاح کے لئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ ہلکے اور عامیازہ تھے۔ جیسے کوئی ادنیٰ دوست کی طرف لکھا ہے لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ اپنے والد کے پاس آ نکلا۔ اس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے جو ہمیں اس طرح کے معمولی القاب سے یاد کرتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے بتایا کہ شیخ بدیع الدین نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کسی کامرید ہے یا اس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامرید ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ام مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور اس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیش تر بھی اسے حضور سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز بروز دین متین کو

زیب و زینت حاصل ہوتی تھی۔ اس نے موقع پا کر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرحد میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لاکھ ہزار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ دوسری طرف ایران، توران اور ہخشاں کے بادشاہ ان کے بہت نیاز مند اور مرید ہیں چنانچہ ان کا ایک خلیفہ شاہی لشکر میں بھی کام کر رہا ہے۔ آپ کے تمام ارادین سلطنت اس کے مرید ہیں۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی کے دل میں سلطنت کی ہوس ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے تو ایک اشارے پر اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں کہ ماضی اور حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار سوار کا قافلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب شیخ صاحب اس قدر طاقتور جمع کر لیں گے کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تلب نہ رہے گی تو پھر کیا علاج کیا جائے گا۔ بہتر ہے کہ اس کا انداد پہلے ہی کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ بدیع الدین صاحب کے جو خلیفہ شاہی لشکر میں ہیں اور ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً روک دیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیے۔ اگر فرمانبردار سے سر پیچ رہے تو قید کر دینا چاہیے۔

بے وقوف بادشاہ وزیر کی امداد فریب یاتیں
جہانگیر آصف جاہ کی باتیں اگیا سن کر ڈرا اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ کرے۔ یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمد و رفت سے لڑک گئے۔ مگر بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ بلا تکلف شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ذکر ہونے لگا۔ تمام گلی کوچوں، بازاروں، گاؤں، شہروں بلکہ تمام ملک عمروں و ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جس جاسوس مقرر کر دیئے جو ہر وقت

حضرت مجدد اور آپ کے خلفاء کی خبر پہنچاتے رہتے۔ حضرت مجدد کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ بدیع الدین ان معارف کو بیان کرتے۔ دین مبین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی اپنے آپ کو یہ اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے برابر کرتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین و جناب کے بارے میں دایمی تباہی باقیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص بدیع الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا، مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بار بار منع فرماتے کہ میرے پاس کم آیا کرو۔ میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ اس موقع پر شیخ بدیع الدین صاحب نے نہایت پریشانی کے عالم میں ایک غرضی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد احساس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ملنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دیکھ نہ ہوگا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان کا اظہار ہوگا۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے اسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کر دو۔ اس سے بخت برگشتہ روزگار نہ کہہا جو اسے یہ امید نہ رکھو جو ناقابل بیان بات ہوگی۔ میں جنہی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ سے کہوں گا شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الہی میں ایسا قرب حاصل ہے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے بری بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ تم

کسی بلا و مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس سے تجھے رہائی ناممکن ہوگی۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اس نے بدگوئی کے سے ابھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا اسم مبارک لیا ہی تھا کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی اور تخت کے آگے زمین پر گر کر ترپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر پٹا تھا۔ اس طرح ترپ ترپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد داخل فی الناد ہوا۔ جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادو گر ظاہر کرنے لگے۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا یہاں کچھ موجب جلالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نفیر وزیر آصف جاہ مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے بل کر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورہ کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہیے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل و جان سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی کہ کوئی شخص لشکر سے سرسند میں کسی قسم کی جھڑپ نہ کرے جائے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر شیخ بدیع الدین صاحب نے بذات خود آنجناب کی نیابت کا ارادہ کیا۔ جب سرسند پہنچے تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ میں نے تجھے تاکید منع کیا تھا کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آتا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوتی ہے۔ اچھا ہو ہوا بہتر ہوا۔ اب تو واپس نہیں جائے گا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے غصہ میں واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مصالحت یہی ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ آنجناب

کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سرسند آگئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لے کر شیخ نے (حضرت مجدد الف ثانی) کو پہنچایا ہے اور اس (حضرت مجدد الف ثانی) کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب جو تدبیر کرنی چاہیے۔ جلدی کرنی چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو بری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی غلطی کی طفیل جو کچھ آنجناب کے سر پر بیٹی سو بیٹی۔

انہیں دونوں حضرت قیوم ثانی معصوم نعمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرزندہ اختر کی شادی میر عفر احمد دعویٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی **سامانہ کے خطیب مسجد کی حرکت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ طرہ نظر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسم گرامی نہیں لئے۔ اور یہ کہ وکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے جس نے اپنا تخلص کفری کیا ہے۔ آنجناب نے ازراہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دیئے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اگرچہ خلفائے راشدین کے اسمائے مبارک خطبہ میں داخل کرنا فرض اور واجب نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسمائے مبارک مع وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اسی طرح اس شاعر کی طرف تنبیہ کر لکھا کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجائے اسلامی تخلص کرو۔ اس ضلع کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلص چھڑوا دو۔

حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر کے دربار میں طلب کیا گیا

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا کہ جب تک اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کرو گے۔ دین مبین کی تجدید نہ ہوگی۔ اور کفر کی تاریکی منت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی کے بغیر تبدیل نہ ہوگی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہوگی اور خلافت ہدایت سے محروم رہے گی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرو۔ جیسا کہ گذشتہ انبیاء کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو ان کے دین کو رواج ہوا ہے۔ انبیاء اولوالعزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور ان کی اذیتوں کو برداشت کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ خاص کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے بعض اسماء ایسے ہیں۔ کہ ان کی سیر بغیر تکلیف اٹھانے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ بغیر سختی کا پیروی اپنے حق میں کرو۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس الہام کے بعد قضاے پر درگاہ پر راضی ہوئے۔ اور مجاہدیت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہو گئے۔ صبر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور غلیفوں کو اس امر کی اطلاع بھی دے دی۔ اور سب کو صبر و تحمل کے واسطے تاکید کی۔

القصہ جب وزیر آصف جہاں کے پہلے جہانگیر کے دربار کی سیاسی تدابیر سے جہانگیر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفین دین متین دن رات اسی فکر میں تھا کہ آجنگاہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے۔ ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے دربار کو یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک لشکر حجاز بھیج کر پانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیے۔ وزیر نے کہا۔ یہ پوری تدبیر ہے۔ کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے اہلکین شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے۔ اگر ہم شیخ صاحب کے لشکر کے لئے مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہوگی۔ تو فوج کے سپہ سالار بغاوت کر دیں گے۔ اور فساد برپا کر س گے۔ جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائے گا۔ خطرہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیے۔ وزیر نے کہا۔ یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب کی زبان میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ ان کے شیعہ و فریقہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت دنیا کے اکثر بادشاہ ان کے مرید ہیں۔ اور ان کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہزار ہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں گے۔ اور تہذیب و تمدن ان کے بادشاہ جو ان کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ ناموس کے لئے ضرور یا ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر ان سے مل جائیں گے۔ اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمر بستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہوگی۔ اور ہندوستان والوں کے

لئے بڑا نازک موقعہ آجائے گا۔ اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہوگا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے اور کسی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ دور دراز علاقے میں بھیج دینا چاہیے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو موعظاً بلا کر شاہ اکبر کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیے۔ اگر مان جائیں تو بہتر! یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں! لشکر میں رکھو اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین سجانے لائیں۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیے تاکہ ان کے غلص اور مرید ان تک پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیے۔ جب سختی پہنچے گی۔ خود بخود اطاعت پر آمادہ ہوں گے۔ اور رسم و آئین کی بابت جو کچھ ہم کہیں گے ضرور مان لیں گے۔ ایسا کرنے سے اگر ہندوستان کے امراء اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ ہمیں ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شور شرک کریں بھی۔ تو پہلے شیخ کو موعظاً کے قتل کر دیا جائے گا۔ اور بعد میں باغیوں سے نپٹ لیا جائے گا۔ جب ان کا پیشوا قتل ہو جائے گا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہے گی۔ اور نہ ہی پھر ان کے خلفاء ہوں گے۔ جو ان کے جانشین ہو سکیں۔ مجبوراً تتر پتر ہو جائیں گے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر بیٹھ جائیں گے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفاء آئیں گے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی میں شریک ہو جائیں گے اور غزوہ حیدر کریں گے۔ اور کہیں گے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لاکر شیخ صاحب کے عوض میں بھی قتل کر دیں گے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پر تکلف بنوا دیں گے۔ اور ان کی موت پر باقاعدہ اظہار کرج و اہم کریں گے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سارے پیر اور جاگیر دیں گے۔ اور جو خلفاء۔۔۔ سے ملکوں میں ہیں۔ ان کو معان و لائے کے تحفے تحائف بھیج دیں گے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال

کریں گے اور اس تعزیت نامے میں جیلے عذر اور فسوس کا اظہار کریں گے۔ جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب کی فاتحہ کے لئے آئیں گے تو چونکہ ہماری حد میں داخل ہوں گے۔ ہم بڑی آؤ جگت کریں گے اور ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کریں گے۔ جب یہاں پہنچیں گے تو ہر ایک کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کریں گے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک دیکھیں گے تو ضرور عداوت کو دل سے دور کریں گے۔ اور اس طرح کرنے سے ان کے دلوں میں محبت کا پودا لگ جائے گا اور بے اختیار اخلاص سے پیش آئیں گے۔ اور فساد مٹ جائے گا۔ تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین و آفرین کی۔

دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت

مجدد العتباتی کے مرید | کو جو حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سپہ سالاروں کی دربار میں طلبی تھے۔ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ اراکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خان خانان خان اعظم، خان جہاں لودھی، سکندر خان لودھی، تربیت خاں سید صدر جہاں، اسلام خاں، قاسم خاں، جباری خاں، مہابت خاں، دیبا خاں اور مر قاضی خاں وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کے نام دو دروازہ مالک عروسہ کی سرداری کا پروانہ

عل حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقید دربار کی غیر اسلامی حرکات اور اکبر کے بعد جاگیر کے شرب و روز دیکھے تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ کہ باپ کے مرنے کے بعد بھی اس کا بیٹا ایسی بدعات میں گرفتار ہے جن سے اسلام کی اہانت ہوتی ہے اور مسلمان ذلیل و خوار رہے۔ چنانچہ آپ نے کھل کر ان اعیان مملکت اور امراء سلطنت مخفیہ کو خط لکھے جن کے سینے میں اسلام کا احترام اور درد موجود تھا۔ چنانچہ آپ کی مسلسل مساعی سے جہانگیر کے مقتدر امراء اور وزراء حضرت مجدد العتباتی کی تحریک اچانک دین کے ہمنوا ہو گئے تھے۔ ان میں خان خانان عبدالرحیم، خان اعظم، عزیز کوکلتاش، خاں جہاں (پیر خاں ولد رقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

جاری ہوا کہ تم فوراً اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خان خاناں کو دکن، سید صدر جہاں کو مشرقی ممالک، خان جہاناں لودھی کو ملک مالوہ، خان اعظم کو گجرات، اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کر کے روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے علاقوں میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی کہ ہمیں جناب اور جناب کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک حکم سریند کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھیجا دو۔

(بقیہ تاریخ صفحہ سابعہ سے آگے) دولت خاں لودھی، تربیت خاں، سید صدر جہاں، سکندر خاں لودھی، اسلام خاں، قاسم خاں، جباری خاں، مہبت خاں اور مرثعی خاں کے احوال کے گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے نام آپ کے مکتوبات میں اسلام کی زبوں حالی، مستقبل کے فطرات، تحریک احیائے اسلام کے لئے تیار ہونے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کے قبول کرنے اور دین اسلام کی برتری کے لئے کام کرنے پر پُر زور الفاظ میں آمادہ کیا۔ آپ نے بار بار ان حضرات کو آگاہ کیا کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں خالص اسلام کے احیاء کے لئے کام کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو جہانگیر کو مجبور کر دیں کہ وہ بے دینی رسومات کو ترک کر دے۔

مکتوبات بابی میں حضرت مجدد الف ثانی کے کئی مکتوبات شیخ فرخیش مرثعی خاں کے نام موجود ہیں جس میں آپ نے جہانگیر کی تحت نشینی پر اظہارِ عزت کیا اور اسے غیر اسلامی رسومات سے بٹانے کی کوشش کرنے پر زور دیا۔ اسی طرح آپ نے دوسرے امراء کو بھی مکتوبات، لکھے۔ آصف جاہ وزیر نے ان تمام حضرات کے لئے شاہی احکام صادر کرا دیئے۔ کہ وہ پارسلطنت سے دور مقامات پر تعین کئے جائیں۔ تاکہ حضرت مجدد کی گرفتاری پر ہر لوگ دارالسلطنت میں ہنگامہ نہ کرنے پائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے۔ اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پاٹھ میں بھیج دیا کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑیں۔ لیکن حضرت مجدد نے فرزندوں کو ساتھ لے جانے میں مصمت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل مہال اور دوسرے آدمیوں نے گھیرا ہٹ اور بے عینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف بھہر رہے گی۔ بعد ازاں یہ شفقت آرام سے بدل جائے گی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرت، پانچ مریدیوں کو حالانکہ آنجناب کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے۔ لے کر دہلی روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی، تو اپنے تمام امراء کو حضرت مجدد کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص ضمیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر غیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدیوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر پو ضمیر نے بادشاہ اور آنجناب کی ملاقات کا وقت مقرر

۱۔ ان دنوں جہانگیر کا وزیر اعظم جس نے حضرت مجدد کے خلاف دہلی میں سازش اور کذب بیانی سے آپ کو قید و بند کا نشانہ بنایا۔ آصف جاہ نقایہ وزیر خاص اور سپہ سالار افواج مغلیہ تھا۔ یہ شخص ابولحسن احمد الدواد میرزا غیاث کا لڑکا، نور جہاں مکہ جہانگیر کا بھائی، شاہ جہاں کی ملکہ ممتاز محل (مدنوں دہندہ تاج محل) کا والد اور شاہنشاہ جہانگیر کا وزیر امور خاص اور شاہ جہاں کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ جہانگیر نے اسے مختلف مراتب سے ترقی دے کر ۱۶۳۵ء میں لاہور اور شمالی علاقوں کا گورنر بنا دیا تھا۔ آصف جاہ اگرچہ ذہین، دیر اور صاحب فن تھا مگر شیعہ ہونے کی وجہ سے اسے حضرت مجدد الف ثانی سے کمال دشمنی تھی اور وہ اس نے بھی بغض کو سیاسی رنگ میں پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسے جہانگیر پھر شاہ جہاں (بقیہ تاریخ صفحہ ۳۱۰)

کیا جب کہ بادشاہ شہر کے محارم میں تھا اور کچھ مزاج بھی بگڑا ہوا تھا۔ بادشاہ کے دو وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے مزاج پر اتنا اثر تھا کہ مغلیہ سلطنت کے اکثر و بیشتر معاملات اسی کی رضا سے طے ہوا کرتے تھے۔

اسی کی تدبیر سے شاہجہان کو تخت نشینی میں آسانی پیدا ہوئی تھی، اسی نے جہانگیر کی موت کے فوراً بعد اپنی بہن نورجہاں کو قید کر دیا۔ جہانگیر کے بڑے بیٹے سلطنت خرد کے بیٹے داوریہ کو وقتی طور پر سندھ و مکران کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور جب تخت کے دوسرے دعویٰ دار حاموش ہو گئے تو داوریہ کو عیسویہ کر کے شاہجہان کے لئے اقتدار کا راستہ صاف کر دیا۔ شاہجہان آصف جاہ کے اس احسان کا زندگی بھر ممنون رہا۔ اسے اپنے اقتدار کا نگران رکھا، اس کے مشوروں کو قبول کیا۔ شاہجہان اسے دانا سے امور سلطنت، واقف اسرار مہلات، کبریٰ، سرخیل، یک ننگان، دفا دار، سالیکستان، حق گزار، کار فرما سے سیف، قلم، تدبیر اور عالم، زبدۂ قلوب، عالی شان، قدوائے امرائے بلند مکان، عضد الخلفۃ، یمن الدولہ، عکرمے دانا، آصف خان جیسے القابات سے یاد کیا کرتا تھا۔

جہانگیر کے انتقال کے وقت آصف جاہ لاہور اور مکران کا گورنر تھا۔ عیسائے میں شہزادہ اورنگ زیب شجاع اور دارلشکوہ کو لے کر لاہور سے آگرہ پہنچا۔ اور نوروز کے جشن میں حاضر ہوا۔ تو بادشاہ نے اسے پچاس لاکھ روپے سالانہ تنخواہ، نوہزاری کا منصب اور نوہزار سوار دو اسپہ اور ستر اسپہ کا بلند عہدہ عطا فرمایا۔

سنہ ۱۰۱۱ھ میں شاہجہان نے اپنی اکتالیسویں سالگرہ پر یمن الدولہ خان خانان کا خطاب دیا۔ اور تمام مغلیہ فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔ وہ اپنے باپ مرزا غیاث کی طرح علمی قابلیت کا مالک تھا۔ مگر اس نے اپنے تعصبات کی وجہ سے کوئی علمی یا دیگر کار نہیں چھوڑی۔ لاہور میں دہلی عواذ کے یاسر ایک عالیشان محل بنایا جس پر بیس لاکھ روپے خرچ آئے۔ اور سکھوں نے اپنے زمانہ میں اس کی بنیادیں کھینچیں، محارم شاہجہان میں لاہور میں فوت ہوا۔ "نہے افسوس آصف جاہ" تاریخ وفات ہے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

ہوا کرتے تھے۔ ایک نوشی کا جس وقت شراب پیتا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا نشہ کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آصف جاہ کو مقبرہ جہانگیر کے پاس ہی دفن کیا گیا۔ ایک عالیشان بلند گنبد اور اس کے ارد گرد باغ اور چار دیواری تعمیر کرائی گئی۔ جہد جاہ کا مقبرہ ایک عظیم تاریخی یادگار ہے۔ شاہجہان نے اپنے اس فحش کی اس یادگار کو بڑے اعلیٰ طریقے سے زینت بخشی مگر انقلابات زمانہ نے اس مقبرہ کو تراش خواہش کے رکھ دیا۔ آج آصف جاہ کا مقبرہ اس کی مشہور زمانہ ہمیشہ نورجہاں کا مزار ہے۔ گھر گری کے ہاتھوں شکست و سختی کی تصویر بنے نظر آتے ہیں۔ رنجیت سنگھ کی مصوری باغ میں نشست گاہ کی بارہری آصف جاہ کے مقبرے کے پتھروں سے بنائی گئی تھی۔

آصف جاہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سلسلہ سے بغض اور دشمنی تھی۔ وہ اپنی ساری عظمتوں اور مراتب کے باوجود خاندان مجددیہ کی مخالفت کی آگ میں جلتا رہا۔ کبھی قاضی نور اللہ شومستری کو آگے لانا۔ کبھی ایران کے شیعہ مجددین کو رد کرنا۔ دربار میں حضرت مجدد اور ان کے رفقاء اور اہل ارادہ سے ٹھکرانا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اسے حق کے سامنے سرنگوں ہو کر ہرگز استغنا نہ پڑی۔ جہانگیر کو مہابت خاں نے گرفتار کیا تو یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب کی وساطت سے صلح بندی کے لئے دوڑتا تھا۔ جب جہانگیر سرسھند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کو آیا۔ تو آصف جاہ نذرانہ پیش کر رہا تھا۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے ٹھکر دیا تھا۔

آخری عمر میں بادل نخواستہ اسے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جھکتا پڑا۔ بادل نخواستہ شرعی قوانین نافذ کرنے پر بڑے۔ مسجد کے خاتمہ، گاہ کے کی قسریانی، اکبری بدعت کے انہدام کو اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ اور بے بس ہو کر قبول کرنا پڑا۔

جس وقت ملاض ہوتا تھا۔ اس وقت خلق خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ اور ظالمانہ اٹھتا۔
 نافذ کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت بادشاہ امانیت کے تخت پر بیٹھ کر
 ان ساری کھالوں کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جولے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم
 اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجا نہ لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی
 نہ کیا۔ وزیر کو امید تھی کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دے گا۔ کیونکہ اس کی
 عادت تھی جو شخص ادب میں سرمو فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب کے
 خلفاء اور مریدوں نے بھائی ہوئی تھی کہ اگر خدا خواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح
 بھی بن پڑے گا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو دربار میں ہی اصفایا کر دیں گے۔ لیکن بادشاہ
 آنجناب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر وزیر
 حیران رہ گیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو
 اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے اس کے جواب میں آنجناب حضرت مجدد
 نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وہم جو چوتھے خلیفہ تھے۔ ان کے پیرو یعنی
 رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء کے بعد تمام بنی نوع
 انسان سے افضل ہیں۔ فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بد سنجوں کے منہ پر
 نہاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی تھی۔ کیونکہ
 وہ بھی شیعہ تھا۔ اور وہ حضرت مجدد کے مصنفہ رسالہ روضہ شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل
 وزیر کو جو آنجناب سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب
 نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا ترک گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ میں ایسی
 بات کہہ چکا کہہ سکتا ہوں جو میری کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے
 آپ کو انبیاء کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی اکر نعمتیں جو میرے
 حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الہی ظاہر کیا ہے جو میرے لئے نشانے

جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیاء ہمارے انہی جنس میں۔ یہ بات عقل سلیم
 والا تو کوئی نہیں باور کرے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ والہی ہمارے خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ ایسے
 ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی۔ جب وزیر
 سعید آصف جاہ نے دیکھا کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی ادا
 سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کا ادب
 بجا نہیں لیا۔ ہمارے دین اسلام کا ایک طریقہ ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں جلتے ہیں تو
 ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ آپ اس کا
 جواب نہیں دیں گے اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے
 سجدہ کرو۔ حضرت مجدد نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو
 سجدہ کیا ہے اور نہ کروں گا۔ ایسی بڑی بات مجھے کبھی نہ کہی جائے۔ بادشاہ نے کہا
 مجھے سجدہ کرو اور میں کراؤں گا۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کروا
 سکتے۔ ملا عبد الرحمن مفتی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حضرت مجدد کا قدیمی غمخس و مرید تھا
 عرض کیا کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے اس لئے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ
 کیلئے سجدہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ ملا یہ فتویٰ تیرے لئے ہے میرے لئے
 نہیں۔ ہزار یا انبیاء اور ان کے صحابہ نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں
 بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں جان دوں گا۔ لیکن سجدہ نہیں کروں گا
 پر نہیں کروں گا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کریں گے تو کہا ان کا
 سجدہ صرف اتنا ہے کہ قری سر کو خم کر دیں۔ یا قی آداب میں نے معاف کر دیئے۔ کیونکہ

مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے آداب شاہی ضروری ہیں۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ملا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی سر نہیں جھکاؤں گا۔ بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو اور پھر انہیں ٹھٹھے اور مال سے کرخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اٹھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے سر مبارک کو خم کرنا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ وقت بڑا دشوار اور کٹھن تھا۔ آج جہانگیر کے درباریوں اور خاص کر بے دین وزراء کی سازش کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ آپ کو بادشاہ کے سامنے لا کر دین الہی کی محمدانہ رسومات کے سامنے جھکانا چاہتے تھے۔ بادشاہ جہانگیر اپنی جہالت اور شاہی حماہ میں مت اصف جاہ کے اشارے پر احکام نافذ کرنا جاتا تھا۔ حضرت مجدد کی زندگی کے چالیس سال اکبری دور میں گزرے تھے۔ آپ نے اسلام کی زبوں حالی پر ایک عرصہ تک ماتم کیا تھا۔ درباری علماء جاہل صوفیائے پھر مختلف مذاہب کی بالادستی کو دیکھا تھا۔ اہل مذہب کی ذلت اور بے دینی کی برتری پر آپ کا دل بڑا بارگرا تھا مگر مغلیہ دربار کی خرابیوں کے دور کرنے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ آپ نے فوج اور دربار کے اندر ہی اسلام پسند علماء کو دوست بنایا۔ ان کے اندر اسلامی حمیت پیدا کی۔ اور انہیں اپنے مکتوبات کے ذریعہ دین کی احیاء پر تیار کر لیا تھا۔ آج ابو الفضل، فیضی، ملا مبارک اور اکبر کے دین الہی کے محترم نام پر دستخط کرنے والے علماء اور صوفیاء تو موجود تھے مگر اکبر کے دین الہی کی بدعات اور رسومات ابھی تک دربار اور ملک میں رائج تھیں۔ اصف جاہ جیسے بد کردار وزراء اور جہاں جیسی شیعہ عورتیں معاشرے کی برائیوں کی حفاظت میں سرگرم تھیں۔ حضرت مجدد کے استقلال اور ثبات قدمی نے ان باطل اداروں کو خاک میں ملا دیا۔ امراء دربار کے زور کے باوجود آپ نے سید نہ کیا نہ سر جھکایا۔ اور گوالیار کے قلعہ کی قید و بند کو قبول کر کے حق کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔

چاہا۔ بہتیرا زور مارا کہ قدرے خم کریں۔ لیکن میسر نہ ہوا۔ حالانکہ آنجناب حضرت مجدد بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرانے اس قدر زور کیا۔ کہ آنجناب کل ناک سے خون بہ نکلا۔ لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اسے نہ پھرا سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس جھوٹے سے دروازے سے جو بادشاہ کے روہو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گزرتے وقت تو سر جھکاؤ گے کیونکہ یہ دروازہ قد آدم سے چوٹا تھا۔ آنجناب نے اس دروازے سے گزرنے کے لئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے یہ حالت دیکھی تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں مع تاج و تخت اور سلطنت اپنے پاؤں سے پاؤں سے ہٹا کر دوں گا۔ جب آپ کے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو انلازہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکل کر کس قسم کی ثور شش برپا کر سگے۔ خدا شہ ہے کہ ملک میں ہزار ہا فتنے برپا ہونگے اسی صورت میں علاج محال ہو جائے گا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں لگے گا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کر لینا چاہیے ورنہ بڑی ملامت اٹھانا پڑے گی۔ اور بعد میں پچھتا نا کچھ مفید نہیں ہوگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہو کر آنجناب کے مجوس کرنے پر راضی ہوا۔

ہندوستان کا ایک بڑا راجہ جو بہت پرست تھا۔ اس مجلس میں موجود تھا۔ جب ہندو راجہ مسلمان ہو گیا اس نے حضرت مجدد کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کھڑکی تار بجی نور اسلام سے بدل گئی۔ اس

۱۔ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے لگے ۵ وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان (اقبال)

نے وزیر آصف جاہ کو کہا کہ شیخ کو میرے پاس قید کر دو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دین اسلام ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قید خانے میں پہنچے تو وہ نہایت نظم و تکیم سے پیش آیا اور اپنے پاس رکھا اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام سلسلہ مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مفروضہ پر ہونے لگا۔ اور گروہ گروہ لوگ آکر مرید ہونے لگے اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کما قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیے جو حصہ امت و مناسبت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا اور قلعہ گوالیار جو چھاؤنی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات حضرت مجدد کو معہ خلق و مریدوں کے پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاساؤں کو تاکید کر دی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا اور جہاں تک ممکن سے ممکن ہو شیخ اور اس کے خلفاء کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر یلین نے اس بات کے لئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القاب تھا۔ قلعہ میں مامور کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار میں

جب حضرت قیوم اول ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے تو حاکم قلعہ اور پاساں وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفاء انجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاساؤں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیری تم خیال کرتے ہو گے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مد نظر اور کام ہیں۔ یہ کہہ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھو ہم ابھی دیوار بھانڈ جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفائے اور کہ امتوں کا اظہار کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ تمہیں اظہار کرامت کی قدرت نہیں جو تم کہنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔ جب پاساؤں نے یہ حالت دیکھی تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی اور حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی کہ ہمیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانی زندان خانہ میں | عنہ ایام حبس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور فرماتے کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے ہماری باطنی ترقی اور عروج ہو گا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ ہماری شامت اعمال اور یہ آیت پڑھی۔ مَا أَصَابَكَ مِنْ مُصِيبَةٍ

فِي مَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ ۖ وَرَکْمًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۚ يُنْفِقُونَ

میں نے تم کو جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصور عمل کی دیدار آئینہ پر پورے طور پر غالب بنتی۔ اور دوستوں کو بھی فرماتے تھے کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیا میٹ کر دیتی ہے جیسے کڑی کو آگ۔ جن دنوں آنجنابؐ نظر بند تھے۔ تو حضرت مجدد اور آپؑ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف آپؑ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے خوشی کا اظہار کرنے اور حضرت مجدد کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے چنانچہ انہیں دنوں آنجناب کے ایک معاص نے آپؑ کی خدمت میں ایک عرضداشت ارسال کی جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی۔ حضرت مجدد نے اس کے جواب میں یہ لکھا۔

” اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الصّٰلِحِیْنَ ” آپ کا مصحف شریف عام لوگوں کی ملامت اور جفا کی داستان ہے۔ سچپنا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے اور ان کے دلوں کے زنگار کے لئے معقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہیے۔ مجھے اس فقرہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر لہا اور گوال کے لوگوں کی ملامت کو نورانی دُعاؤں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں اور کام مہتی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جہاں تربیت میں بسر کئے۔ اور کئی منزلیں طے کیں۔ اب جہاں تربیت کی نوبت آئی۔ تاکہ میں اس کی منزلیں بھی طے کروں تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جہاں و جہاں دُعاؤں کو یکساں خیال کروں۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ فوق رہا نہ حال ضروری تو یہ تھا کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دُگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عامیۃً رنگ میں

بات کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دُور جا پڑے ہو۔ جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور ائمہ کے بندے تکلیف کو راحت سے بہتر تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے یہاں پہرہ و فتنے اور حال و آوارہ ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف اور اعلیٰ ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

قید و بندگی عظمتیں | قید کے دنوں میں ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ارسال فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے :-

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰ“ غنی نہ ہے کہ اگر میں عنایت الہی سے (غایت اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متعلق ہوئی) قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے سنگ کو چے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلال، خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں تطلق العنان نہ ہوتا۔ آنجناب سے غیب سے، عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو سہرا اور سہروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے تنگی دیے ناموسی کے خوش گوار مشرب اور خواہی و رسوائی کے مزے دار مرتبے نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت و طعن کے جمال کا لطف نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفا و بلا کی حس سے محفوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سریر شتہ اور تضرع، التجا، انابت، استغفار، قول اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو چرچہ عظمت اور کبر بانی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے

آپ کو ایک خواہر ذلیل، بے اعتبار، بے بہرہ، محتاج اور مفقر معلوم نہ کر سکتا۔ ”وَمَا أَسْبَغْتُ فُجْرِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا حِمْ كَرِهِي“ اِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ۔“ اور میں اپنے آپ کو پاک باز نہیں کہتا نفس برائی سکھاتا ہے مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اگر اس مصیبت کے گھر (قید خانہ) میں اللہ تعالیٰ کا فضل محض، متواتر فیوض و ابروت اور پے درپے عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں ناامید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے مصائب کی برکات سے آرام سے رکھا۔ جفا کے وقت مجھے عزت سے رکھا۔ قصا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی، غم، رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی۔ اور مجھے انبیاء کی متابعت پر ثبات قدم رکھا۔ اور مجھے اولیا و صلحا کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام انبیاء علیہم السلام پر ہو۔

(انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے کہ اس منظر بندی سے آنجناب کی کب رہائی ہوئی۔ جب ان کی گھبراہٹ اور پریشانی حد سے بڑھ گئی۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلی و تشفی کے لئے پیغام بھیجا۔ کہ خاطر جمع رکھو جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے مکمل کر دیا ہے۔ اب مجھے جلد ہی اس قید سے رہائی ہوگی۔ لوگوں نے یہ خوش خبریاں سُنکر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال آنجناب کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہو گیا۔ جب اس کی اطلاع آنجناب کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا اور فراقِ تہ پڑھا۔

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول خلیفہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب کو تکلیف دی

تو انبیاء کے قلعہ میں قید کر دیا۔ ان دنوں میں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ میں نے اچانک سنا کہ جہانگیر بادشاہ نے آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا ہے۔ اس وحشت اثر خبر کو سن کر میں بہت گھبرا یا۔ حیران و پریشان ہو کر رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔

دیکھا کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر دہلی کے اترے ہوئے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان میں سے ایک نے میرا چہرہ غماں دیکھ کر وجہ پوچھی۔ میں نے وہ وحشت ناک قصہ سنائی۔ اس نے پُر درد دل سے آہ سرد بھری اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہیں لیکن قید میں ہیں۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ میں نے پوچھا۔ کہ تم نے آنجناب کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں آنجناب فیض مآب کا ادنیٰ مرید ہوں۔ یہ سن کر میں اسے بڑی منت و سماجت سے گھرے گیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں۔ میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید محبت تھی۔ چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی درج پر فتوح کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں ان سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متبید اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا۔ میں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں ہی کوئی پیر سونا ضروری ہے میں نے عرض کیا مٹنخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل و جناب اس کا نام فرمائیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ حضرت غوث الاعظم

نے فرمایا کہ سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو خواہی اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

میں نے حسب اشارہ شاد علی الصباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور ہندو سلوک سے مجھے سزا فرما دیا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا۔

جن دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی سید الانبیاء قید خانہ میں تشریف لاکر حضرت مجدد کو تسلی دیتے ہیں

میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہا گروہ دوڑے پڑے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب حضرت مجدد کی خبر پرسی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ ان کی زیارت کو دوڑتے چلے آ رہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا تو لوگوں کا شور و غل تھا۔ اور خلقت بصفیں باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس سے مدد فرمادیا۔ اور جس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کام کو اختیار کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ نے سر انجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے پیچھے چھ چھاب پیغمبر جنت راستے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں۔

میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا۔ اور اسے شوق کے میں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جب مجھے یاد کرو گے۔ مجھے موجود پاؤ گے۔ جب میں جاگا تو دیکھا کہ میری آنکھوں سے ہنسنے کی طرح آنسو جاری ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی گرفتاری پر مغل سپہ سالاروں اور امراء میں بغاوت

جب ہندوستان کے امراء مثلاً خان خانان، خان اعظم، سید صدر جہان، اسلام خان، مہابت خان، مرہٹے خان، قاسم خان، تربیت خان، خاں جہان لودھی، سکندر لودھی، مہابت خان، اور دریا خاں وغیرہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کی گرفتاری اور قید کی وحشت اثر خیر سستی تو بہت غمگین ہوئے۔ اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کرنے لگے۔ آخر سب کی یہ صلاح پھری کہ کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی تمام امراء حضرت مجدد کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کی۔ علاوہ ازیں بدخشاں، غورستان اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ حضرت مجدد کے مرید تھے۔ مدد طلب کرنی چاہی۔ مذکورہ بالا امراء نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیج دیں۔ مہابت خاں نے بھی اس بڑی ہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہو گیا۔ دوسرے ملکوں

کے مسلمان بادشاہ بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قید ہونے کی خبر سُن کر نہایت
 غمگین ہوئے۔ حتیٰ المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزار سپاہی ہر روز
 ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے۔ کابل اور پشاور کے گرد و نواح کے
 مغل اور سپہان جو آنجناب کے مرید تھے۔ وہ بھی مہابت خاں سے آئے۔ جب
 مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی تو بادشاہ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔
 خطبے اور کتبے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا گیا۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت گھبرا
 اور وزیر ابلیس نظیر و بدندیر اور دوسرے امراء سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے
 دی کہ پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مددِ خلافت قتل کر دیا جائے اور پھر
 باغیوں کی بیخ کنی کی جائے۔ وزیر نے کہا یہ مصالحت کا وقت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمیں
 معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر جنگ پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان
 بدخشاں اور توران کے بادشاہ بھی ان کی مدد پر تے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی
 طرف سے انہیں امداد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل سپہان بھی ان سے آئے
 ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بہ سبب کثرتِ غالب آجائے۔ ادھر ہمارے
 لشکر میں جتنے حضرت مجدد کے مرید ہیں۔ سب ان سے مل جائیں گے اور ہمارے دشمن
 بن جائیں گے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب
 کا جانشین مقرر کر لیں گے تو یہ معاملہ لاعلاج ہو جائے گا۔ اس سے ابھی تدبیر اور کوئی تدبیر
 کہ ہم پہلے ان مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے فساد برپا کیا تو یاد رکھو کہ تمہارے
 پیرو مشد حضرت مجدد الف ثانی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس دُور سے سب شورش
 باز آجائیں تو بہتر نہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گوانیار میں مقرر کر دینا چاہیے۔ اور جو میرا
 بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے اسے سخت تاکید کی جائے کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط
 سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جاتے دے اور نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔

ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنا کارآزمودہ لشکر منتخب کر کے
 ان کے لئے بھیج دیں گے۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں گے۔ اگر
 فتح ہمیں ہوئی تو پھر ہندوستان میں اور نہ کسی اور ملک میں مقابلہ کی ضرورت ہوگی۔
 اگر عین شکست ہوئی۔ اور ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ اس صورت میں ہم
 حضرت مجدد کو قید خانہ سے نکال کر ان سے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 اور قرآن شریف کی قسم لیں گے کہ ہمارے خلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ حضرت مجدد الف
 ثانی کے وسیعہ سے ہم مخالفوں سے صلح کر لیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کے
 ساتھ اپنے لشکر میں رکھیں گے۔ تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے
 امراء نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔
 ان میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب نے دلوں کے قفل کھول
 دیے اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے دل صاف ہوتے گئے۔ وزیر اُصف حاکم
 کا بھائی اپنے متعلقین کو لے کر سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو
 کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کروں گا۔
 بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے شورش کی تو ہم شیخ صاحب کو قتل
 کر دیں گے۔ انہیں آنجناب کا فرمان پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ کہ اب بادشاہ مجھ کی قسم
 کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنجناب حضرت مجدد کے قبضہ میں
 تھا اور قلعہ والے سب کے سب آنجناب کے حلقہ ارادت میں آچکے تھے۔ اگر بادشاہ
 سا سال بھی کوشش کرتا تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے
 کہنے کی ذمہ پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک ہزار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی

طرف بڑھا۔ دوسری طرف مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ جس پر بادشاہ روانہ ہوا تو ہندوستان کا امیر لشکر اور دوسرے امراء سب باغی ہو گئے۔ اور سرکاری آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں کہ آنجناب قلعہ سے نکل کر تخت شاہی جلوہ افروز ہوں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہوگو۔ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو مجھے سلطنت کی خواہش نہیں میرے سامنے اور کام ہے جس کے واسطے میں نے رضا و رغبت نظر بند ہونا منظور کیا۔ جب وہ کام ہو چکے گا تو بلا کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس شورش سے باز جاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جاؤں گا۔

یہ فرحت اثر اعلان سن کہ تمام امیر جہانگیر مہابت خاں کی قید میں بغاوت سے رک گئے۔ جب بادشاہ منہ سے طے کر کے دریائے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آکر بھیجے نغیب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور انہیں قہا کر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے قیس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں بھی آنجناب کے مرید تھے۔ انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کر دیا۔ مہابت خاں بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اس کا پھینچا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبارہ اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر گرفتار کر لیا۔ وزیر بد مذہب باقی لشکر سمیت اور ہندو بہت میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار ہو جانے کی خبر سن کر بہت حیران ہوا۔ اور گھبرا یا۔ لیکن اس کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر حاکم مہابت خاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر پخت نارض تھا۔ اسے گرفتار کر کے گندگی

کا ایک توبہ اس کے منہ پر باندھنے کا حکم دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے۔ کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرایا۔ اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب میں اپنے گنہگار سے سخت نادم و پشیمان ہوں۔

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خان خانان وغیرہ

حضرت مجدد کی رہائی کی شرط | امراء کی طرف سے حضرت مجدد کی ہدایت پر خط پہنچا۔ جس میں لکھا تھا کہ فتنہ و فساد کو فرو کر دو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا ہے۔ مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب کی رہائی کے لئے عہد و پیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تہ دل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھا کر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت سیکھ لیا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اطاعت کے لئے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا۔

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا۔

۱۰ مہابت خاں جہانگیر کے دربار کا بہت بڑا رکن اور سپہ سالار تھا۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدہ مند تھا۔ اور دہارسی بدعت اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف تھا۔ مومنین نے اسے مختلف انداز میں پیش کیا ہے تحقیقات حشری کے موافق نے لکھا ہے کہ مہابت خاں نے خان خانان کا لقب پایا۔ مرزا غور سیک کا بیٹا تھا۔ نوگ سے محبت خان کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس نے اپنی زندگی میں ہی لاہور میں اپنا مقبرہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مورخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ جہانگیر بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا اور مختلف حالات سے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سن کر بیان کیے گئے ہیں۔

ربائی کے بعد جہانگیر بادشاہ نے کثیر کارنچ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت مجدد الف ثانی کی ربائی کا حکم کرتا۔ لیکن وزیر الہیں نظیر اپنے تخت باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بولنے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ کی بیگم نورجہان دونوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ربائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بار بار کہہ کر مٹ دیکھتا ہوں۔ کہ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو تمام ادبیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ معفرہ بقراءے آگے) اور خوبصورت باغ تعمیر کرایا تھا۔ شاہجہان نے اسے خطاب جاگیر اور بہت ہزاری منصب سے نوازا تھا۔

تاریخ لاہور کے مصنف نے مہابت خاں کا اصلی نام زمان بیگ ابن غیر بیگ کا لکھا ہے۔ نزدیک جہانگیر میں لکھا ہے کہ میں نے اسے مہابت خاں کا لقب دے کر محلات کا بخشی مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے اسے اپنی انوار اکاثر انجمن مقرر کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری کے بعد مہابت خاں جہانگیر سے کشیدہ خاطر رہا تھا۔ جہانگیر سے کثیر کو آیا۔ تو مہابت خاں نے نہایت چابک دستی سے اسے جہلم کے قریب لشکر گاہ سے علیحدہ کر کے قید کر دیا اور حضرت مجدد الف ثانی کی ربائی پڑھو دیا۔ جہانگیری فوجیں مہابت خاں کی فوجوں سے رئیس کو شکست لکھا کر بھاگ اٹھیں۔ آج نورجہان کی منت وصاحبت اور اچھو خلع گوالیار سے مجدد الف ثانی کے ایک مکان میں ملنے پر جہانگیر کو ربائی ملی۔ اس واقعہ کے بعد اسے دکن کا صوبہ دار بنا دیا گیا۔ وہاں ہی برطان پور کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ تاریخ وفات۔ ۳۱ جمادی الاول ۱۰۴۳ھ ہے۔

کے بارے میں اس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسما و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ ان کی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید و سختی کی۔ چونکہ ابھی تک بعض مقامات حاصل نہ ہوئے تھے۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے مریدوں میں داخل کیا اور اسے ظامری سلطنت بھی عنایت فرمائی چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام سلسلہ علیہ پر اس کا احسان ہے۔

القصہ جب جلالی تربیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز و زوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا دو بارہ اظہار نمودار ہوا۔ تو وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زریعہ زینت بخشے اور دین اسلام کو فروغ دے ظلمت و بدعت اور کفر گونہار ہوں۔ مذہب اور سلاسل کی تمام کتیاں دور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کے لئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنجناب نے دو گانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سن کر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے۔ سب اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

اسی اثنا میں ایک رات
حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار سے باہر آتے ہیں بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور خاص ندیم اور مخصوص احباب و امرا حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کراچا ایک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا کہ دیکھو! شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ آ رہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار کے قلعے میں قید ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ہیں۔ ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا سفر ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہی تخت سے بادشاہ اٹھایا۔ اور بڑے زور سے ندیم پر دے مارا اور خود غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چورچوڑ ہو گئیں۔ لوگوں نے جہانگیر کو اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہے۔ چنانچہ پیشاب بند ہو گیا۔ شاذ و اذہ شایعہ نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ تم کسی بلا سے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکالیف اٹھانی ہوں گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و ہنچان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے شکر میں تشریف لائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں
رہائی کی شرائط لکھا کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہوگا۔ اگر وہ شرطیں نہیں منظور ہوں۔ تو میں آؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ اول یہ کہ مسجد کو ناوقوف کر دو۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک عروسہ میں جو مسجدیں لڑی گئی ہیں انہیں

از سر نو تعمیر کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آ کر اس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے فوج کرو۔ اور حکم دے دو کہ تمام ممالک عروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے فوج کی جائے۔ چوتھے یہ کہ تمام انتظامیہ شرعی ہو مثلاً قاضی، محتسب، مفتی وغیرہ علماء کرام میں سے مقررہ کئے جائیں۔ پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے یہ کہ تمام احکام شریعت کو مکاحقہ نافذ کیا جائے۔ اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دُور کی جائے۔ ساتویں تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا
حضرت مجدد الف ثانی رہا ہو گئے کہ تمام امراض حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے بغیر دور نہیں ہوں گے۔ اور آنجناب کی توجہ کے بغیر سلطنت بھی قائم نہیں رہے گی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کر لیا۔ اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امرا کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا تاکہ انہیں نہایت تعظیم و کرم سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب امیر سپہ سالار آنجناب بھی امر الہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہائی مل گئی۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اُد کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے۔ اثنائے راہ میں جس شہر قصبہ یا گاؤں سے آنجناب کا گزر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر ہوتے جاتے اور انتظامیہ شرعی مقرر ہونے لگی۔ اور جا بجا گاؤں کشتی کے لئے قضا مقرر فرماتے۔ حسب الارشاد سرہند میں پہنچے۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیا منانے میں مصروف ہو گئے۔ آنجناب کے استقبال کو باہر نکل آئے۔ اکثر شعراء نے

اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے۔

ایک روایت ہے
رہائی کے بعد جہانگیر کی بیماری پر سی اور اس کا علاج کہ آنجناب حضرت عہد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ درود پڑھو اور خوشی مناد کیونکہ آج خوشی کا دن ہے۔ حضرت مجدد سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہ کر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا روانہ ہوئے لیکن بڑے لوگوں کو آنجناب نے سرہند میں ہی چھوڑا۔ بادشاہ جہانگیر نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا جو آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے۔ ان دنوں بادشاہ بیماری کے بسز پر بیٹا ہوا تھا۔ اس میں اسٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی جب حضرت مجدد بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے اتنا س کی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہاری شفا شرعی احکام کے اجراء پر موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب نے فرمائی تھیں۔ وہ تو میں نے قبول کر لیں۔

حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگایا تاکہ نماز ادا کر کے بادشاہ کی شفا کے لئے دعا کریں۔ وضو کے لئے سونے کا لٹا اور فقال لائے گئے۔ حضرت مجدد نے فرمایا اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔ جہانگیر بادشاہ کو دین اسلام سے اس قدر بھی واقفیت نہیں تھی کہ وہ یہ جانے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نور جہاں جو پس پردہ بیٹھتی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہیم اور عقیدہ تھی۔ اس نے بخوری لٹا اور فقال وضو کے لئے بھیجا۔ حضرت مجدد نے وضو

کر کے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی شفا کے لئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر روؤ تاکہ حق تعالیٰ تم پر رحم کرے بادشاہ نے کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو نکا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعا کرنا تھا کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر حضرت مجدد کی خدمت میں مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور توجہ کی اسی دن سے حضرت مجدد نے اسے اپنا مرید بنایا۔

اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم جاری
ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ کیا کہ آج سے تمام ممالک غروس کے ہر

شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں گے۔ اور کھلم کھلا باناروں اور کلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہوگا۔ اور تمام غبروں میں قاضی اور عتب مقرر ہوں گے۔ اور تائیدی حکم دیا کہ ہر قسم کی بدعت اور غیر اسلامی رسوم کو ملک سے دُور کیا جائے۔ اپنے آپ کو سجدہ کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا۔ اور اس برے فعل سے توبہ کی۔ اسی وقت ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کی۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گھاؤ کشی کی۔ اور گائے کے گوشت کے کباب بنا کر بادشاہ نے ذیروں

سمیت کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب ایک مسجد بنوائی گئی۔ جہانگیر بادشاہ امر سمیت اس مسجد میں آیا۔ اور حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔ ذریعت کو رواج ہوا۔ رونق ملی۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہوا۔ عظمت و بدعت مٹ گئی۔ ہندوستان کے تمام حامی اسلام باشندے حضرت مجدد الف ثانی کے ممنون احسان ہوئے اور اس نعمت عظمیٰ کا شکر یہ سب لائے۔ ایک شاعر نے حسب ذیل اشعار کہے۔

بیٹروئے زمیں باز گشت آباد
بر لطف غباری آن قطب مصدر غفار
تو بر گرفت نا قوس را بجائے افان
زبانوئے توقوی گشت بانوئے اسلام
کہ از تضادم کفار گشت بد ویران

ایک تاریخی مثال | معارج النبوت اور دوسری کتابوں میں جو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب طائفہ محمدی کا شہرہ نام جہان میں ہو گیا اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفر قریش و دیگر کہنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں رہتے کہ کسی قسم کی تکلیف جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں حج ہو کر مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔ اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔ اور شہر کے تمام آدمیوں کو بھی منع کیا جائے۔ کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے تمام قبیلے ان سے صلہ رحم اور رشتہ داریوں کو قطع کر دیں۔ اس کے متعلق میں ایک کاغذ پر معاہدہ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہ کے ایک دہ میں جسے شعب ابوطالب کہتے ہیں نظر بند کر دیا گیا اور اس کے گرد و نواح پہرہ بٹھا دیا کہ ان سے

لے خرچہ آج سے پھر روئے زمین آباد و سرسبز ہو گئی ہے۔ حضرت قطبہ دوان کی برکت سے زائد بیدار ہو گیا۔ آپ نے منبر اسلام کو بلند کر دیا۔ آپ نے ناقوس کی آواز کو اذان کی آواز سے تبدیل کر دیا۔ آپ کے بازو سے اسلام معین و قوی ہو گیا۔ جو ایک عرصہ سے کفار کی بالا دستی سے کمزور اور ویران پڑا تھا۔

میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بے چارہ ضرورت کے واسطے نکلتا بھی تو اسے بہت بہت تکلیفیں پہنچانی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے کو اجازت نہ تھی کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو منصور لوگ شعب سے نکل کر کوئی چیز ان سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لئے اس چیز کی چوگنی قیمت دے کر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک موقعہ تھا۔ بھٹنے کے بعد لحد شکل ایک آدمی کو ایک کھوکھلا کمانے کے لئے ملتی۔ اور بے اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس پاس بھی نہ تھا اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پڑا اور میل کچیل۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال ہی کیفیت رہی۔ بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رفیق انقلاب رشتہ دار چوری چوری ان کے لئے کھانا بھجھتے جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام اور ابو جہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے تو وہ اس سے لڑتے۔

ایک روز حکیم بن حرام نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں۔ اور ہمارے بھائی۔ بہن اور ماں باپ درہ میں فاقہ مست رہیں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں۔ آؤ کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنالیں۔ دونوں متفق ہو کر ابوسفیان کے پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیے اتفاقاً ابوالبحرہؓ نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور آخر قرار پایا کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دیا جائے جو قطع صدر جمی کے بار سے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حرام نے کہا میں بات شروع کروں گا۔ اور تم نے میری تائید کرنا ہوگی۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے

تو حکیم ابن جرام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ میں نے سنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعب میں کھانا بھیجا ہے۔ اس نے کہا میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو نے اچھا کیا ہے۔ صدر رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابو جہل لعین بھڑک اٹھا اور بڑے غصے سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا۔ حکیم ابن جرام اور ابو الخری نے کہا کہ اس کو صلہ رحم سے کیوں منع کرتے ہو۔ بخدا ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور صلہ رحم بجالائیں گے۔ اور اس کاغذ کے پڑے پڑے کر دیں گے۔ ابوسفیان نے بھی بہت سے قریش سے ان کی مدد کی اور ابو جہل سے مناظرہ کیا۔ ابو جہل نے کہا تم یہ سارا منصوبہ بچا کر آئے ہو۔ اسی اثنا میں ابوطالب شعب سے باہر آئے اور اگر کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے اللہ نے خبر دی ہے کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کے بارے میں لکھا ہے۔ اس پر ایک کیرا مقرر کیا گیا تھا جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کو کھا گیا ہے۔ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خبر میں سچا ہے تو اسے معہ صحابہ رہا کرو۔ اور اگر جھوٹا ہے تو میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کرتا ہوں جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو دو پاں سے اٹا کر کھولا۔ دیکھا تو واقعی جملہ الفہرہ جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی؟ کے سوا باقی تمام حروف کیرا کھا گیا تھا اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کر دیا۔ چونکہ حکیم ابن جرام اور ابوسفیان وغیرہ نے جانا پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران اس قدر تکلیف برداشت کی تو انجناب حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق و مغرب، جنوب اور شمال میں اسلام کے جھنڈے لہرائے۔ مروج بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ جو حکم پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و

اصل ہے۔

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے پر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند رہے۔ اور دین متین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زریب و زینت حاصل ہوئی اور بدعت و ظلمت کا قلع و قمع کیا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد اسلام کی تقویت کا اصول سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہر ہزار سال بعد اولو العزم صاحب شریعت تازہ بیعت ہو کر تاتھا۔ اور نئے دین کو راج دیتا تھا۔ چونکہ حبشہ ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولو العزم پیدا ہوتا لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا بیعت ہونا محال تھا اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جو اولو العزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے جو ذات بحت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ گذشتہ انبیاء کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیاء سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہمیت لائے۔ اور وہ تمام علوم و معارف، آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے۔ اور یہ علوم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیاء گذرے ہیں۔ ان کے علوم و معارف کے علاوہ تھے۔ ان میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ گذشتہ اولیاء کو ان علوم و معارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الہی کے ظلال کے متعلق ہیں۔ اور جو آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیاء کے علوم و معارف ہیں۔ جو ذات بحت

سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علوم کا خلاصہ ہے کہ جس پر مشکف ہوتے ہیں اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیاء پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیاء محض شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں علوم و معارف سے دین مبین کو زینت اور تازگی بخشی۔ اور احکام شرعیہ کی تجدید کی۔ چونکہ انبیاء اے اولو العزم صغوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں اس لئے حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "عامة امتی کاتبیاء حتی امر را سئل" میری امت کے اولیاء بنی امرا کے انبیاء کا رتبہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی انجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

ہندوستان میں اسلام کا بول بالا | رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید سے رہا ہوئے اور یہ
اسلام کو رونق پہنچائی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہو گئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔
تو بادشاہ نے بڑی منت و سماجت سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس ہی رکھا
کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب حضرت مجتد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے جدا ہو جائیگا
تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حضرت مجتد لشکر میں ٹھہرنے پر
مأمور تھے تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو اور فوجیوں کی اصلاح کر دی جائے
اس واسطے حضرت مجتد کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گت فوجیوں کی بابت بہت غمناک
تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کے لئے آنجناب سے التماس کرتا۔ آنجناب فرماتے کہ
خاطر جمع رکھو۔ میں اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ
نہ لے لوں۔

ایک بادشاہ کا حشر | ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دن خواب میں کیا دیکھا تو میں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع و فزع کر رہے ہیں اتنے میں چند آدمیوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں اور لوگ بیڑیاں اور طوق پہنائے گئے ہیں۔ فرشتے انہیں کھینچنے لے جا رہے ہیں۔ دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کانٹے کھا رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومت کے منکر ہیں میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ اکبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا دوزخ میں۔ مجھے ایک گرگھا دکھایا گیا جس میں ایک صندوق تھا صندوق کو منگھا کر دکھایا تو اس میں ایک سچا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ اکبر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ میں نے اسے صندوق سے نکال بارگاہ الہی میں عرض کی کہ اسے پروردگار! میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اب تو بھی اسے بخش دیا۔ بعد ازاں جی تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدد سے اپنے باپ کے متعلق یہ خوش خبری سنی۔
تو بہت خوش ہوا اور بہت سارے پیسے فقراء اور مساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اول مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجدید الدین اور قیامت کے منکروں کو
دوزخ میں دیکھا ہے۔ تو شیطان نے بعض لوگوں کے دل میں دوسو ڈالا اور وہ غلط فہمی
کا شکار ہو گئے۔

اسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان لوگوں میں اعلان کر دو کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرئود ہے۔ وہ ہمارا بھی مرئود ہے۔ اور جو ہمارا مرئود ہے وہ مرئود

خدا ہے۔ میرنجان نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں تو آنجناب مہدو کا مقبول ہوں اتنے میں جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف جواب دیئے۔ کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے اور حدیث سے انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا انکار ہے۔

فقہائے اسلام نے اسلام کے چار رکن بیان کئے ہیں۔ اسلام کے چار ارکان | اول۔ قرآن۔ دوسرے۔ حدیث۔ تیسرے اجماع۔ چوتھے۔ قیاس۔

علاوہ انہیں محدثین کے وہ اقوال جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں۔ جبکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ منصب قیومیت کمالات نبوت کا انکار گناہ کیرو ہے جو سراسر دوزخ کے لائق ہے یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ منصب قیومیت کمالات نبوت میں داخل ہے تو اس کا جواب یہ ہے :-

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ انہیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرو آپ کے مرید ہوئے قطب تارہ شق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ ازیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ

میں تمام علماء کے سردار تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے پس آنجناب کا فرمان کی سند ہے۔ اور خلقت کے لئے واجب ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی، قرار دیا تھا۔

مغلیہ دربار میں نور اللہ شوستری اور دوسرے ایرانی شیعہ علماء کی آمد

نور اللہ شوستری کی ہندوستان میں آمد | جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ شریف سے زینب زینت حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں رائج ہوئی اور ظلمت و بدعت ہٹا میٹ ہوئی۔ اور مذہب اسلام کو پورا پورا عروج ملا اور حق اپنے مرکز پر آٹھرا جیسا کہ آئیم کریم سے ظاہر ہے۔ ”قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَهَاقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ تَرَهُّوْقًا“ تو ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزار ہا لوگ عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزار آدمی حضرت مجدد کے مرید بن گئے۔ اور ہندو نہ لباس اتار کر پائے تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح و شام کم از کم بیس ہزار سے زیادہ آدمی حضرت مجدد الف ثانی کے حلقہ میں حاضر ہوتے دین متین کی خوب گرم بازاری ہوئی۔ اور رشد و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر

وزیر انیس نظیر بلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بار سے میں اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے بے خاک ہیں مل گئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر عمائد شیعہ کے سردار نور اللہ شستریؒ کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منت و سماعت سے منگوا یا جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر آصف جاہ نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آ رہا ہے جو ظاہری اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے۔ میں نے بڑی منت و سماعت سے اسے ایران سے منگوا لیا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ ہمالیگر بھی اس کا معقد ہو گیا۔ وزیر شکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اسے دربار میں لایا گیا۔ بادشاہ بھی نہایت تعریف و تحکیم سے پیش آیا۔ لیکن جس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے وہ وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً تنہائی میں رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ سے ایسا اعتقاد ہو گیا کہ وہ دینی معاملات میں جو کچھ کہتا۔ بادشاہ اسے بطور سند جانتا۔ وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو اس نے منصوبہ بنایا۔

۱۔ قاضی نور اللہ شستریؒ زبردست شیعہ عالم تھا۔ کبری دربار اور ہمالیگر عدالت میں شیعوں اور دوسرے مذہبوں کی عزت افزائی ہونے لگی تو وہاں پر حکم جہانگیر نے نور اللہ کو ایران سے بلایا تاکہ علماء اہلسنت کے خلاف مناظرے ہو سکیں۔ یہ شخص اپنے علم و فضل میں یتیم کے زمانہ تھا۔ اس کی کتاب عباس المؤمنین نے سارے عالم اسلام میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اور ایران و خراسان میں شیعیت کو فروغ دینے میں بڑا کام کیا تھا۔ اس نے ابو الغفل اور فیضی جہل کو مضل و بار میں شیعیت کو بڑی تقویت دی۔ فیضی کی مشہور تفسیر زبردست توفیق بھی حکیم ابو الفتح کیلانی کی وسعت سے اکبر کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔ قاضی معین الدین کی وفات کے بعد اکبر نے قاضی نور اللہ شستریؒ کو قاضی مہر مقرر کیا۔ سلطانہ مطہری سلطانہ میں انتقال ہوا۔ یہ اپنی گستاخانہ گفتگو جو بے قتل کیا گیا۔ شیعہ اسے شہید ثامن شرفی البند قرار دیتے ہیں۔

(مذکورہ علمائے ہند)

کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے نفاذ کے لئے اس سے حکم لکھوا لیں گے۔ کہ تمام مالک محروسہ میں اس کا نفاذ ہونا چاہیے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا اس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے اپنے ایک مرید کو جو بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت پر مامور تھا۔ فرمایا کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے پیغام دینا۔ کہ ہماری قلات کے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ فاعلہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سرخ لباس پہن کر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم و ستم کرتا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید لباس نور اللہ شوستریؒ کا حشر پہنانے کے لئے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے تم کیوں غمگین ہو۔ اس نے کہا اس سے بڑھ کر اور کیا غم ہوگا کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہو کر دین باطل کو اختیار کرنے والا ہے۔ تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑ کر والسی ایران شاہ عباس کا مذہب اختیار کر رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا خدا اس کی منتقل کینیت تو تو سمجھاؤ۔ اس نے وزیر کا نور اللہ شستریؒ سے مشورہ بیان کیا اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا بادشاہ اسی وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تہلیل میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ وزیر نے نور اللہ شوستریؒ کو ایران سے مفسد اس لئے منگوا لیا ہے کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کر کے اس باطل مذہب شیعہ میں لے جائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی سلطانہ نے ہی سماعت و طیش میں کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے جا کر سرخ لباس

پہنا۔ دربار عام کیا اور نور اللہ شومستری کو بلوایا۔ اس نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنی گستاخانہ گفتگو شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اہانت میں آگے بڑھا تو بادشاہ نے ایک سمت ہاتھی مگوا کر اس کے پاؤں تلے رند وا ڈالا۔ اور جو لوگ نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروا دیا۔ وزیر آصف جاہ اس

عمل نور اللہ شومستری کے علاوہ مغل کے دربار میں بہت سے شیعہ علماء اور مجتہد (جو اہل ہری دور میں ایران سے درآمد کئے گئے تھے) چھائے ہوئے تھے۔ وہ دربار میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب دشمن کرتے ان کے متعلق سخت سست گفتگو کرتے۔ ان میں شاہ فتح اللہ شیرازی، یزدی اور حکیم ابوالفتح۔ ابوالفضل اور فیضی تھے۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد آصف جاہ وزیر ملک کی پناہ میں دندناتے پھرتے تھے۔ ملا احمد رشتی غالی شیعہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اعلانیہ گالیاں دیتا۔ یہ لوگ اہل ایمان تو سب کچھ تھے۔ مگر اب جہانگیر کے دربار پر بھی چھائے گئے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ملا نور اللہ شومستری برسر دربار صوفیہ اسلام کے خلاف جنگ آئیز گفتگو کر رہا تھا۔ تو دربار کے ایک عالم نے ملا شومستری سے پوچھا آپ تیرے جہانگیر کیلانی تھی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ برعلا بولا۔ آن خروس بعد از پود (وہ بغداد کا ایک مرغ تھا) جہانگیر نے بات سنی اور چپ رہا۔ اب اسی عالم نے ملا شومستری سے پوچھا۔ دربارہ سلیم چنچ پیگ کوئی (سلیم چنچ کے متعلق کیا خیال ہے) سلیم چنچ جہانگیر کے مرجع عقیدت و ایمان تھا وہ دبیہ دین بولا۔ آن خروس ہند است۔ (وہ ہندوستان کا مرغ ہے)۔ اب جہانگیر گرجا اور حکم دیا۔ اس بد زبان کی گندی زبان گدی سے کھینچ دو۔ نور جہاں کو پتہ چلا تو نور اللہ شومستری کو پھونٹنے کے لئے بڑی منت و سماجت کرنے لگی۔ مگر جہانگیر نے کہا۔ جان من! جان دادہ ام ایمان نہ دلاہ ام۔ (جان من۔ میں نے جان تجھے دی ہے ایمان نہیں دیا)۔ اور شیعوں کے شہید ثالث کو ہاتھی کے پاؤں تلے رند وا دیا۔

اس واقعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل جہنم گیا شیطان نے اسے ورغلا دیا۔ اور اس نے اپنی کونڈہ اندیشیں عقل پر پھروسہ کر کے دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کا اعلان کر دیا۔ اور اپنی سبکی کو دور کرنے کے لئے لوگوں کو کہا کہ یہ لوگ ناحق مجھے شیعہ کہتے ہیں۔ گائے کو نیزے سے سامنے ذبح کریں تو مجھے رحم نہ آئے۔ بایں ہمہ جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرفدار ثابت کرتا۔ اس چال سے ناکام رہ کر اب اس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شہید بازی سے باشندے دین اسلام سے منحرف ہو کر عیسائیت کے قریب ہو جائے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا عیسائیوں کا منظرہ

غالی شیعوں کا سرغنہ نور اللہ شومستری مارا گیا۔ تو وزیر آصف جاہ غم و غصہ اور رنج و الم اور بے عزتی و سبکی کی وجہ سے اسلام سے بے زار ہو گیا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔ تاکہ بادشاہ بھی دین حق پر قائم نہ رہ سکے۔ جب پادری لوگ آئے تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شیعہ بازی اور سحر بازی کی کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے منسوخ شدہ دین کی تصدیق کرنے لگا۔ ارادہ کیا کہ نصرانی دین قبول کرے، چنانچہ ایک روز اس نے تہیہ کر لیا کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیے۔ اور اسی کا نفاذ ہونا چاہیے۔

جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی۔ تو آپ ہنست و مزاح

ہوئے اور اگر بادشاہ کو فٹ رمایا تیری حالت پر سخت افسوس آتا ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے اور مگر ایسی کی بات ہے کہ مشوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ ابھی تک قلبی برائیاں جو اپنے باپ سے سیکھی تھیں دور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگے ہو۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے ہو۔ یہ بد بختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔

چہ دین است اینکہ کفر شش رتہوں شد

چہ عقل است اینکہ سرشار جنوں شد

ہم اب تک بارگاہ الہی میں دعائیں کرتے رہے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تم پھر ایسی مصیبت میں پھنستے ہو جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کے شعبہ ہیں جو سب کے سب استدراج ہیں۔ اب انہیں میرے سامنے بلاؤ۔ ان سے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ساری شعبہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونوں فریق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ حضرت مجدد نے ایک الزامی سوال پوچھا کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تمہاری انجیل کو مانتے ہیں۔ مگر تم ان کا دین کیوں اختیار نہیں کر لیتے۔ ہمارا جواب یہی ہے۔ پادریوں

علیہ کیا دین ہے جس کی رہنمائی کفر کر رہا ہے۔ اور یہ کیسی عقل ہے جو جنوں اور پاگل پن سے سرشار ہے۔

نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا مجروح عطا کیا کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا تھا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن آج بھی اس امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے غلام موجود ہیں کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پر آکر رہے۔

میرے (محقق کتابت) والد بزرگوار نے

حضرت مجدد الف ثانی کا جلال

اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد امجد حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت محمد صوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا کہ مجھے قیومیت کا اس قدر بولش آیا ہے کہ اگر یہ پادری کہیں تو میں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے سے ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور کہنے لگا آپ کی کرامات و خوارق عادات و نصرات میں کسی کو شبہ نہیں جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں مگر ہمیں ایسی کرامات سے معاف فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلا کر ایک بیکہ غضب سے دیکھا۔ تو سب کے سب زمین پر گرے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں کو آنجناب نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں پھر انہیں حکم خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیرمشت رحمن الرحیم کہہ کر "قُمْ يَا ذَا الْقُرْآنِ" فرمایا۔ سب زندہ ہو گئے۔ اس کے باوجود اپنی نصرت پر اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اسی اپنے مذہب پر اڑے رہے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے

قتل کروایا گیا اور قطعی حکم دے دیا کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہے۔ ہالی
عیسائی جو ہندوستان میں تھے بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنجناب کے مرید بنے۔ بعض
آنجناب کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ جن کا تھا
نے اس کا خمیازہ اٹھا لیا۔ حضرت مجدد نے ان کی حالت پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ لیکن ان
سے عدم و سپان لیا۔ کہ آئندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل نہ
کریں گے۔ خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہوں۔

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک ہے۔
اس وقوعہ کے بعد وزیر آصف جاہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ
نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی۔ آنجناب نے بھی اس کی
خطا میں معاف فرمائی اور درگاہ الہی میں بھی اس کے لئے اتنا س کی جو مقبول ہو
گئی۔

اگرچہ جہانگیر نے عیسائی پادریوں کی مزید آمد پر پابندی لگا دی تھی۔ مگر اکبری دور کی رعایت
انعامت، جاگیریں اور دوسری ترجیحات ابھی تک عیسائیوں کو سہارا دے رہی تھیں۔ عیسائیت
توبہ کرنے کے باوجود جہانگیر نے گو ا کے عیسائی پادریوں کو لاہور میں ایک بہت بڑا گرجا بنانے کی
اجازت دی۔ لاہور کے سرکاری خزانے سے روپیہ دیا۔ وظائف جاری کئے۔ مگر شاہجہان نے ان
حکومت سمجھتے ہی اس گرجے کو مسمار کرا دیا۔ پادریوں کے وحشیہ ضبط کر دیئے۔ اور رنگ زیب
نہ نہ میں ایک فرانسیسی سیاح تھیونٹاٹ لاہور آیا۔ تو اس نے اس گرجے کے گھنڈرات ۱۶۶۵ء میں
دیکھے تھے۔
ر مانوڈ از نقوش لاہور

شہزادہ شاہجہان کی بغاوت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انیس سال گزر چکے تھے۔ کہ شہزادہ
شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔
اور بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری کے ساتھ
جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہ کی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہجہان
سے وابستہ۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت

علی غائبانہ کتاب سے شاہجہان کی بغاوت کا واقعہ بیان کرنے میں سماع ہوا ہے۔ یہ بغاوت دراصل
شاہجہان کے دوسرے بیٹے خرو نے کی تھی جو بعض امراء کے مشورے سے سارے ہندوستان کی حکمرانی کے غلاب
دیکھنے نکلا تھا۔ خرو اگرہ سے نکلا اور دس ہزار سواروں کو لے کر دہلی اور مقرر کو تخت و تاج کو آ کر ہمارا مہر
پہنچا۔ اس نے حکم دیا کہ لاہور کے قلعہ پر قبضہ کر کے شہر کو لوٹ لیا جائے۔ خرو کی فوج شہر کا بڑا دروازہ جلا کر
داخل ہوا۔ اسی چہیتی تھی کہ جہانگیر ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر لاہور پہنچا۔ خرو نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھا
کر لاہور کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سو پرہ کے مقام پر گرفتار کر لیا گیا۔ جہانگیر مرزا کامران کی بارہ درہی میں مقیم تھا
جہانگیر نے خرو کے امراء، فوجی سپہ سالار اور دوسرے مشاہیر کو جن کی تعداد ساٹھ سو تھی۔ دیہائے لاوی سے قلعہ
لاہور تک پھانسیوں پر لٹکا دیا۔ ان کی لاشیں لاہور والوں کے لئے عبرت کی تصویر بنی رہیں۔ خرو کو پابند زنجیر
کے ساتھ تھپی پر لٹا کر کے اس کے جانشین امراء کی لکٹی ہوئی لاشوں کے راستے سے گذارا گیا۔ خرو کے سپہ سالار حسن بیگ
کو مائے کے چہرے میں جکڑ دیا گیا۔ ویران لاہور ابراہیم کو گدھے کی کھال میں جکڑا گیا۔ یہ دونوں دم گھٹ
کر مر گئے۔ خرو پانچ سال تک قید میں زندہ رہا۔ اور ۱۶۲۷ء میں مر گیا۔

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی کہ اس کام میں بندہ توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے۔ آنجناب نے فرمایا: یہ عیسائیوں کی فریب کی شامت ہے جو تو نے ان کے حق میں کی تھی۔ ہاتھ لگنے لگا میں اپنے کئے سے گھپٹاتا ہوں۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ ۵

کونوں در توبہ ام با صد ندامت

قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و نزاری اور منت و سماجت کی تو آنجناب مجدد الف ثانی نے فرمایا: خاطر جمع رکھو کہ میرے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں تو ہی ہندوستان کا بادشاہ رہے گا۔ ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دیں گے۔ جاؤ مخالفت کی فوج پر حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

بادشاہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ شہزادہ بھاگ گیا۔ اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی۔ سب نے فتح کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنے کثفت کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب کی نظر عنایت بھی اس بندے پر شروع سے ہے امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں گے تاکہ دین کے دشمن اور راہِ یقین کے مخالفت رخوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی۔ لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھروسہ کر کے باپ سے پھر لڑائی شروع کر دی۔ بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ کئی سخت مہم کے ہوئے جن میں شاہجہان کو بھی کوئی نفع نہ پہنچا۔

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت

حضرت مجدد جہانگیر کے پشت پناہ تھے | القدس میں لکھتے ہیں کہ شکست کے وقت

جب شاہجہان نے سنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحبِ خوارق و کرامات رہتا ہے اور اس کی کثفت نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تو اس نے ۴ کراس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی۔ حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے بڑے ہوئے ہیں۔ اس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی۔ اور کثفت و فراست کے بعد فرمایا کہ اس زمانے میں چار ایسے شخص ہیں جن کے منشورے پر یہ کام منحصر ہے۔ تین تو تبارکی فتح پر راضی ہیں۔ لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری سلطنت پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آکر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ قید کے دوران بھی میں ہی آنجناب کے فاضلوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ سے کسی مرتبہ ناراض ہوا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت قائم رہے گی۔ فکر نہ کرو اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دارِ فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئے گی۔ باطنی سلطنت محمد مصوم کے ہاتھ ہوگی اور ظہری سلطنت تمہارے ہاتھ۔ اس ملک کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہے گی اور ظہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت اور ادب و آداب اسی طرح ملحوظ خاطر رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب سچا لاکر اسی وقت مر گیا ہوا۔ شاہجہان نے حضرت مجدد

سے ترگا کچھ مانگا تو آپؐ نے اپنی دست مبارک عنایت فرمائی، آج تک وہ دستار شاہان ہند کے خزانوں میں موجود ہے شاہجہان نے مزید عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسا اعلان فرمائیے جسے میں اپنی سلطنت میں نافذ کروں تاکہ بطور باوجود باقی رہے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کر دینا اور خیموں کو سرخ اس سے پیشتر شاہان ہند کے خیموں میں سرخ و سفید رنگ، دھاریاں بوقتیں، آج سے ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا ہے۔ (اصلی نام شہزادہ خرم ہے مگر حضرت مجدد نے شہزادہ کا نام شاہجہان مقرر فرمایا) اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے۔ اور قطبیّت زمانہ کا منصب آنجنابؐ کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ تعالیٰ آنجناب کی اولاد میں قیامت تک رہیگا۔

داراشکوہ کا رویہ | شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے برے بیٹے داراشکوہ نے بڑا زور لگایا کہ کسی طرح حضرت عروۃ الثقلین قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے، لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بار سے شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہو کر اسے منع کرتا رہا۔

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی۔

مکتوبات مجدد الف ثانی میں | اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل تھی۔

فرمایا کہ میں اس قدر علوم و معارف کھد رہا ہوں، آیا مرئی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی دیکھے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ان

داراشکوہ خاں زادہ مجددیہ سے جو تین رکعت تھیں اس کی تفصیلات ہم روضۃ القیومہ کی

جلد دوم میں بدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔

میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بند معارف لکھو۔

نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے ہیں کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود تحریر فرمایا ہے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقلین قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرسند سے طلب فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی ایک زبردست دستاویز ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد ۱۰۲۵ء میں مکمل ہوئی۔ دوسری جلد ۱۰۲۸ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ تیسری جلد ۱۰۳۰ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ مکتوبات مقامات سلوک، تبلیغ اسلام کا ایک عمدہ نمونہ ہیں، صدیوں سے یہ مکتوبات اہل فکر و نظر کے مطالعہ میں رہے ہیں۔ ہر زبان میں ان کا ترجمہ ہوا۔ اور ہر ملک میں ان کی پڑائی ہوئی، شریعت و طہارت کی تربیت کے لئے یکساں موثر ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے ساتھ ہندوستان کے دور سیر

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں کہتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ ہند کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعض شہروں، قصبوں اور گاؤں سے گزرنا حکمت سے خالی نہ تھا، کیونکہ وہاں کے باشندے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے جس میں خود بھی آنجناب کی خدمت میں تھا، کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا، حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب نیچے لگائے، اتنے میں میں نے آنجناب کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آئے، میں آنجناب کے پیچھے دوڑا، جب مجھے دیکھا، تو فرمایا کہ دل میں آتا ہے کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو، وہاں چل کر تازہ دھنوکریں اور نماز ادا کریں، ابھی چند قدم نہ گئے تھے کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی، آنجناب نے وہاں دھنوکہ لکے دو گاتہ ادا کیا، اس گاؤں کے ایک فقیر نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں، میں نے بتایا تو وہ وہاں سے دوڑ گیا، اور ایک منجیف عمر آدمی کو جو وہاں کا نمبردار تھا، اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا، بلا لایا، اگرچہ اس میں چلنے کی طاقت نہ تھی لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سن کر اشتیاق زیارت سے آنجناب

کی خدمت میں حاضر ہوا، اور جناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔

تکے سوج سعادت بدایم ما افتد

اگر تر اگڑے برمت ہم ما افتد

اس رات اس نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مع تمام مریدوں کے ضیافت کی اور مع تمام متعلقین مرید ہوا۔ اس گاؤں میں آنجناب کی مبارک توجہ سے لوگ صاحب حضور و آگاہی ہوئے، رخصت کے وقت ایک منزل تک وہ سب آنجناب کو وداع کرنے آئے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف
حضرت مجدد کی لاہور میں تشریف آوری | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنؤ
پہنچے تو اس شہر کی قلبیت شیخ طاہر کو عنایت ہوئی، اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے
جب شاہی نیچے سرہند میں نصب ہوئے، تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بادشاہ کی ضیافت کی، کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لذت کھانا
میں نے زندگی بھر نہیں کھایا، پھر آنجناب سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو
فرمائیے تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم و تربیت کریں، آنجناب
نے فرمایا، تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکے گا، پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں
ہو سکتا، تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں، یہ بات آنجناب
نے منظور فرمائی، اور آئندہ آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز جہانگیر بادشاہ کے لئے
کھانا جانے لگا۔

ایک روز بادشاہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر گاہ
میں واپس آ رہا تھا، راستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ گھر کیسے بے جا
اور بے سلیقہ بنے ہوئے ہیں، ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں دقت
پڑتی ہوگی، حکم دیا، ان مکانوں کو گر وادیا جائے، چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا کہ میری درویشی اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمدورفت میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ وقت تو بادشاہوں کو ہٹوا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنا لیں۔

جہانگیر کا مزاج | جہانگیر بادشاہ کی طبیعت کی افتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ سوداوی مزاج تھا۔ اس سے کام بھی سوداویوں کے سے ظہور میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں سرسند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹنا سے راہ میں دیکھا کہ شہر سرسند کے دور رسوں کو ننگے سر پہ پٹت ہاتھ باندھے لے جا رہے ہیں۔ آنجناب نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہا لے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کرو۔ اب ہم قتل کے لئے مقتل میں لے جا رہے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہیں ٹھہرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے اس وقت بادشاہ یگم نور جہاں سمیت ننگا اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجناب نے جہاں کو خواب گاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا میں ہوں احمد بادشاہ حیران رہ گیا۔ کہ آپ کیونکر تشریف لے عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنجناب نے ان دونوں رسیوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونوں میرے استقبال کے لئے نہیں آئے تھے۔ ملک کے خلاف تھے اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ آج تک میرا کئی حکم نہیں ٹلا۔ آنجناب نے فرمایا انہیں معاف کر دو۔ یگم نے جو آنجناب کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی مٹا

کر دو۔ نہیں تو کسی اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہئیں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ اور معاف کرو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو سو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف کرو۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ آنجناب نے فرمایا۔ وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور تمام دو تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے آنجناب کے حکم سے ان کی جان بخشی کی۔ اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت دونوں اور خلعتوں کا تحویل دار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں لالہ گاہ میں موجود ہیں۔ یہ رہی دے دو۔ اور تم بادشاہ ہو جس وقت چاہو اور منگوا لیا۔ یگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دے کر نصرت کرو اور کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا فوراً کیا گیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو سزار روپے دے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیہ لے کر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رسیوں کو رہا کیا اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے۔

جہانگیر سرسند میں | جب بادشاہ نے سرسند سے دہلی جانا چاہا تو جہانگیر سرسند میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرسند ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی میں جناب سے جدا نہیں رہ سکتا۔ لیکن جناب کی خاطر اور فقوراً سا عرصہ شہر سرسند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرسند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنجناب کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنجناب نے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے

لوگ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت سے مشورہ ہو کر مرید ہوتے اور فنا۔ بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔

ایک روز شاہی لشکر دریائے گنگا پر پہنچا۔ انجناب نے فرمایا کہ اس کا پانی پینے سے اجتناب کیا دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کی عہدت گاہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس گرد و نواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنویں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے انجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنویں سے پانی لاتے رہے۔ یا دریا کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں باہر کی جہاز کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجمیر ہی میں تھا کہ انجناب اس سے رخصت ہوئے۔

۱۔ دریاے بناس دریاے جمن کی ایک شاخ ہے جو اودھ کے علاقہ میں سیتی ہوئی جمن میں آگئی ہے۔ گنگا اور جمن دونوں ہندوؤں کے مقدس دریا ہیں۔ ان دریاؤں کے منبع سے لے کر میدانی علاقوں تک ہندوؤں کے سینکڑوں بت کدے موجود ہیں۔ پھر ہندو ان دریاؤں میں نہاتے ہیں۔ جلے ہوئے مردوں کی مٹیاں بہاتے ہیں۔ اور بسا اوقات اپنی لاشیں انہی میں بہا دیتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کو ان دونوں دریاؤں کے پانی کے استعمال سے بھی نفرت تھی۔ ایک بار آپ کے مرید نواب تریٹ خان نے ان کی عقیدت سے دریاے جمن سے پانی کے مشکیزے بائیسوں پر لا کر سرسند پہنچائے تھے۔ مگر آپ نے حکم دیا کہ اس دریا کا پانی وضو کے بھی قابل نہیں اسے پھینک دیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی یہ تقویٰ اور مشرکین کے مقدس مقامات سے اجتناب آپ کے تقویٰ کی ایک عمدہ مثال ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ نور الحق دہلوی

کے سوالات کا جواب

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا بیسواں سال تھا۔ آپ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرسند رخصت فرمایا۔ لیکن زادراہ مہینہ نہ کیا گیا۔ جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اترے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ زادراہ نہیں لائے۔ حیران تھے کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر بھی اتر پڑا ہے۔ دونوں مخدوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیوں نہ آگیا۔ لیکن سمجھ گئے کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف ہے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار کی زیارت کے لئے لشکر گاہ میں گئے۔ اس وقت انجناب وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں زادراہ دینا بھول گئے تھے۔ یہ زادراہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زادراہ سے کرا تہناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہو گئی۔

شیخ نور الحق دہلوی حضرت یعقوب علیہ السلام
کی وارفتگی کی وجہ دریافت کرتے ہیں
بائپ کے کہنے سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا

کہ آنجناب حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قدر مبتلا ہونے میں کیا راز تھا۔ آنجناب ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی راز ظاہر ہو جائے گا اور میں مفصل لکھ دوں گا۔

خواجہ ہاشم برکات الاحمد میر میں سمجھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اٹھے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ یاروں نے بار بار یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مشکوف نہیں ہوا۔ اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا تو میری توجہ خصوصی طور پر مبذول ہوئی۔ اور راز ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ قلم، دو ات موجود رکھنا۔ دوسرے دن ہی آنجناب نے قلم، دو ات، اور کاغذ منگوا کر فرمایا۔ کہ آج تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی ہے۔ اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتی ہے۔ یہ فرما کر کھٹے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو بوستان بنا دیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے۔

جب وہ رسالہ سائل کو دیا تو ایک غلطی نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلیٰ پائے کے حقائق مندرج ہیں۔ نیز اس میں آنجناب کے اعلیٰ اختصاص بھی درج ہیں۔ دوسری طرف شیخ نور الحق حضرت مجدد کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں پر خاص امر راز ظاہر ہو جائیں اور آگے جا کے اختلاف و انتشار کا باعث بنیں۔ میں نے یہی بات حضرت مجدد سے عرض کی۔ آنجناب نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دلی میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی کہ قصۂ نخلہ یعنی تعمیر طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس کی نسبت آپ نے اپنی ذات سے کی ہے۔ حضرت مجدد نے منکر کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا

یارب آن غنچہ خندان کر پیغمبر منش
مے سپارم تو از چشم حسود و چنش

یہ مکتوب مختلف مخالفین اور معاندین نے پڑھا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات تک نہ کی۔

البتہ جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھایا۔ تو اس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیادہ متقدّم ہو گئے۔ اسی اثنا میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کے لئے التماس کرتے ہیں صبح کو شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آنجناب کی تہجد الف اور قیومیت کی تسبیح کیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت مجدد الف ثانی کے ہم عصر تھے اور سعادتِ قادریہ کے بزرگ تاجران اور علوم و معارف کے ماہر تھے۔ آپ نے حضرت مجدد کے بعض دعاوی پر تنقید کی۔ استفسارات کئے اور وضاحت طلب کی۔ ان استفسارات اور خط و کتابت کو زیادہ حاضر کے ایک فاضل مودع جناب خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب "حیث شیخ عبدالحق دہلوی میں شائع کر دیا ہے۔ یہ خطوط ایک عالم ہیں اور ایک مجددِ طریقت و شریعت کے درمیان افہام و تفہیم کی ایک علمی بحث تھی جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفین نے مخالفت اور اختلاف کا رنگ دے کر بہت اچھالا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابات اور وضاحتوں پر حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطمئن ہو گئے تھے۔ اور اپنی زندگی میں نہ صرف رجوع کو لیا تھا بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیالات سے اتفاق کیا۔ اور آپ کی قربت سے روحانی فیض حاصل کیا۔

(در مرتبہ)

انہیں دونوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تجدید اور قیومت کا اعتراف کر چکے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حضرت مجدد الف ثانی پر اختلافات سے رجوع
ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک مکتوب یہاں نقل کرتے ہیں۔ یہ مکتوب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ کے خلیفہ ارشد حضرت خواجہ کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے اور حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے۔ اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ اور سلامت رکھے اور مجتہدین کے سر پر آپ کا سایہ عاطفت رہے۔ آپ نے ان دو دنوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضہ ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش و مصیبت سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحبت و عافیت سے مطلع فرما کر سرور و شگور فرمائیں گے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے کہ مجتہدین کی دعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کرے گی۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی سے مجھے ہر جہانیت محبت ہے اور آپ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہوئی ہے۔ بشریت کا کوئی پروردگار شہادت کا کوئی حجاب و ریلان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔ طریقہ اور سلسلہ سے قطع نظر بھی دیکھا جائے تو عقل سلیم بھی کہے گی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیے۔ میرے باطن

میں ذوق و وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی عادت پر لگی تھی جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلتے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہر بین کو تہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ صحیح صورت حال کیسا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔“

خواجہ ہاشم کہتے ہیں کہ حضرت

حضرت مجدد پر سرکارِ دو عالم کی نظر شفقت
کے آخری عشرے میں فرمایا کہ آج عجیب معاملہ ہوا ہے۔ میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو فرمانے میں کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ کہنے کے لئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ لطافت عظیم درج تھے جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ لکھی تھیں جو عالم آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ بات حضرت مجدد نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمائی ہے۔

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخش دی جائیں گی۔ اور آپ کا سلسلہ بسبب کثرت فضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ میری کثیر امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو

شکرانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کے طور پر طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی۔

حدیث صلہ کی وضاحت | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دونوں ایک عالم دین نے مجھے کہا کہ واللہ! کوئی ایسا بڑا معاملہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں اس نے کہا ملا جلال الدین سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے میرے پاس ہے اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے در نہ سب کی سب احادیث اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم دین نے کتاب ہاتھ میں لے کر کہا کہ اسے پروردگار! یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیرۃ الوجود اور صاحب قومیت و طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے۔ اگر اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کے حق میں اس کتاب سے کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہہ کر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں ایک حدیث نکلی۔ جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ ”يَكُونُ رَجُلًا فِي أُمَّتِي يُقَاتِلُ نَهْ ضَلَّةً يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَهَادَتِهِ كَذًا وَ كَذًا“ کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہیں گے۔ اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صلہ کہتے ہیں۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت اور طریقت کو ایک کر دیا ہے۔ دوسرے صلہ اس واسطے کہ ملاحیت اور محبت کو ملا دیا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔ میں نے اس عالم دین سے کہا کہ یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اس نے

کہا۔ کیوں نہیں! میں نے اس بات کو مان لیا ہے کہ واقعی یہ آنجناب کے حق میں ہے۔

اسی مجلس میں ایک اور عالم **حقیقت و طریقت شریعت کے تابع ہیں** | دین پیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے

سننا ہے کہ شیخ بزدگوار نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں لیکن میری نظر سے کوئی مکتوب اور کتاب نہیں گذری۔ میں (خواجہ ہاشم) نے وہ مکتوب نکال کر اسے دیا۔ جس میں حضرت مجدد نے لکھا ہے کہ حقیقت و طریقت دونوں شریعت کی خاومہ ہیں۔ جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ هَذَا الشَّيْخَ الْمَعْظَمَ اَسْءَى رَوْدُكَارِ! اس شیخ معظم کو سلامت بکھپو۔ اور مجھے کہنے لگا کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو سن کر جوں تک میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے صاف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دل میں وہ وہ رنج و اطم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی ہے۔ اور جو کچھ کہتے ہیں۔ سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اقل کے معقد ہو گئے۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **شیخ آدم بنوری مرید ہوتے ہیں** | جو آنجناب کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔

کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں جہانگیر کے شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی لشکر کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔ آپ بھی اسی دستہ فوج میں شامل تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ ان کے معبد میں گئے۔ اور اسے سمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے اور ایسا متفرق ہے کہ اسے جنگ کے ہنگامے یا قتل کا کوئی خوف و ڈر نہیں۔ آپ نے اس کے سامنے ہو کر اُسے تلوار دکھائی۔ اور کہا کہ یا تو مسلمان

ہو جاؤ۔ نہیں تو ابھی سر اڑا دوں گا۔ اس نے آپ کی بات کی ذرا پروا نہ کی، حتیٰ کہ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے آپ بڑے متاثر ہوئے۔ اور ملازمت شاہی ترک کر دی۔ اور فقرار کی خدمت اختیار کر لی۔ اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی تھی کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ میں گوشہ نشین کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا کہ تبارہ النصیب حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ہے جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہوگی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آپ نے یہ خوشخبری سُن کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ بدگاہ کا رخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے خلیفہ حاجی خضر سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے اور کچھ مدت حاجی خضر ہی کی خدمت میں رہے اور مقامات عالیہ سے مشرف ہوئے۔ چونکہ آپ کی استعداد کہیں بڑھ کر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی اجمیر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے دیکھتے ہی آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القاء سے مشرف فرمایا جس کے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بالکل تسلی و تقفی ہو گئی۔ اور اس طریقہ کی فناء و بقا سے مشرف ہوئے۔

چنانچہ محکات الاسرار میں شیخ آدم بنوری صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے اتمائی مقامات پر پہنچایا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاؤنا و درہی کوئی ایسے مقامات پر

پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے اجمیر میں مجھے آنجناب نے قادیان سے لے کر علیہ و آلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری غایت فرمائی۔ اور سرہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں حضرت مجدد کا وصال ہو گیا۔ اور ہم ہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے۔

غسل کے وقت آنجناب کے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنجناب کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ نہیں (ملا ہاشم) دو سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا۔

ایک دفعہ حضرت
حضرت شیخ آدم بنوری کی شاہی لشکر میں مقبولیت | قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی سے عہد دوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سوسوار بھی شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دیئے۔ جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گزشتہ مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں کے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی سوسوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریا خاں پٹھانوں کا سردار تھا۔ جو پٹھان وطن سے آتے۔ وہ دریا خاں کے پاس آتے۔ دریا خاں روہیل پٹھانوں میں سے بڑا بہادر سپہ سالار تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور دریا خان شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جاتے اور مرید بن جاتے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی اور پہچان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخ صاحب کو لشکر سے نکال دیا۔ جبکہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع ذکر کیا جائے گا۔

اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام آدم خاں تھا۔ جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷ سے آگے) وہ جہانگیری دور میں چار ہزار سواروں کا کمانڈر تھا۔ مگر شاہان کے دور حکومت میں حبش جہان نے حمایت خاں کو سپہ سالار اعظم قرار دیا۔ تو خاں جہاں جو سپہ سالار بھی تھا اور دربار میں بڑی قدر اور قوت کا مالک تھا۔ شاہان کے خلاف ہو گیا۔ وہ دریا خاں کی انجینئر پر بغاوت پر آمادہ ہو گیا۔ حیدر آباد دکن سے اٹھا اور شاہی فوجوں کے خلاف کئی بار لڑائی ہوئی۔ شاہان نے اسے معاف بھی کر دیا۔ دوبارہ دربار میں قدر و منزلت دی۔ مگر خاں جہاں (۱۰ صفر ۱۰۳۹ھ) کو دوبارہ سے نکلا اور دروہیلوں کے علاقہ میں جا پہنچا۔ وہ مالوہ میں پہنچا تو شاہی لشکر کے کمانڈروں عبداللہ خاں اور مظفر خاں نے بارہا تعاقب کیا۔ خاں جہاں نے پچاس شاہی ہاتھی پکڑ کر بدیل کے راجہ کی سلطنت میں داخل ہو گیا۔ جھجھو سنگھ کے بیٹے جگ راج بکر جیت نے خاں جہاں کا مقابلہ کیا۔ اور ۷ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ میں خاں جہاں کے لشکر کے آخری دستوں پر حملہ کر کے دریا خاں اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں خاں جہاں کے بہترین سپہ سالار تھے۔

(ماخذ از آئین الہندی ترجمہ انگریزی بوستان صفحہ ۵۶۸۔)

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں اکابر علماء مشائخ خراسان و بدخشاں کی حاضری

علامہ بدر الدین اور خواجہ ہاشم اپنی مشہور تالیفات میں روایت کرتے ہیں کہ حبیب مختار مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض خاص احباب نے حضرت کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشاں، خراسان اور ماوراء النہر پہنچائی۔ پہلے دفتر میں دوسرے دفتر کے مقابلہ میں ابتدائی حالات درج تھے۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہ اعلیٰ و افضل تھا۔

آسمان نسبت بہ عرش آمد فرود
ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علماء و مشائخ اپنے وقت کے ممتاز اہل کمال تھے۔ اور ابھی تک حضرت مجدد الف ثانی کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا تو خوشی سے جھوم اٹھے۔ ہدیہ تحسین پیش کرنے کے بعد بے پناہ دعا و ثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے مَبْتَخَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہ ہندوستان کے ملک میں اس قیم کا بزرگ جو مشائخ امت کا امام ہے۔ ظاہر سوا ہے ماوراء منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔

بتاریکی دریاں آب حیات است

اکابر مشائخ ایران کے خطوط | اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و سیادت پناہ میر کشاہ شیخ المشائخ کبروی میر محمد مومن بلخی اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قنادانی اور اقصد القضاة مولانا نوک نے ایک نیک مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نیانہ مندانہ خطوط بھیجے۔ اس نیک مرد نے وہ خطوط اجیر میں حضرت مجدد کی خدمت میں پیش کئے۔ اور ان بزرگوں کی طرف سے دفور محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ اگر بعض امور کبر سنی ضعف بدنی اور بُعد مسافت مانع نہ ہوتے تو ہم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقی عمر جناب کے در دولت پر ہی بسر کرتے اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا۔ اقتباس کرتے۔

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں ستر راہ ہیں اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیانہ مندوں کو اپنے خاص مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ کرم نوازیوں سے ان نیانہ مندوں کے احوال پر توجہ فرمائیں۔ گو ہم لوگ بظاہر مجبور ہیں۔ لیکن بیاطن حضور ہیں۔ اس نیک مرد نے زبانی عرض کی کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ ان کے لئے جناب سے ان کی عقیدت و ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب کے بلند معارف میں کرم مکتوبات کے دوسرے دفتروں کے بارے میں التماس کی ہے کہ اگر کوئی مکتوب مشتمل برحقائق عالی ارسال فرمائیں تو عین عنایت ہوگی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے اور مکتوبات کی تیسری جلد کی ایک جزو اس نیک مرد کو عنایت فرمائی۔

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوة العرفان شیخ اویس و علماء میر مومن وغیرہ مشائخ اور علما کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر اور دوسرے مشائخ اور علماء ذوق و خوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بطامی اور سید الطائفة جنید بغدادی وغیرہ اس وقت ہوتے تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور ہاں و مال سے مرید ہو جاتے۔

سید میر کشاہ سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں اس مکتوب پر پہنچا جو آنجناب نے ان اولیا کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں ہوئے اور توحید و جود کی کسے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو اصل حقیقت کیونکہ معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تاریخی کے بھنور سے مکمل کہ حامل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے۔

مجدد شیخ ماسرشد علیہ السلام	کہ سلطان ہزاراں بایزید است
مریدان مسریدان مریداں	جنید و شبلی و شیخ فرید است
غمیر طینتش ذاتی کہ از چہیت	باد از سید عالم رسید است
لمدینہ صوفیائے چسرخ نیلی	کہ حق دل آفتابش آفرید است

اسی سال ایک خدا طلب حق پرست بزرگ **آستانہ مجدد کی طرف راہنمائی** | جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی اور ان سے فوائد حاصل کئے تھے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے۔ کہ میں نے
میں تھا کہ چند عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک ایسا درویش آیا ہے جو کچھ
ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو
بزرگ کی خدمت میں چل کر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مروت عورتیں بھی میرے ساتھ
لیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عرض
کو کہا کہ تم جوان ہو۔ ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے جس سے سبکائے فائز
نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین
ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دُور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو گیا۔
اگر وہ ہمیں بھی تو فقیر مجھ پر اعتراض نہ کر سکے۔ ایک گھڑی گزرنے نہ پائی تھی کہ ان
نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے دُور سے ہی سمجھ
ہو کر کہا کہ فقیروں سے ہمیں غول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہ گئیں۔ کہ تار یک راست
بیٹھے ہوئے کیسے جان لیا۔ مولے اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کہ اس نے ہاتھ
کشت معلوم کیا ہے۔ دُور سے نیم جان سی ہو گئیں۔ درویش کا غصہ تھا۔ تو میں نے
کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی
تعالیٰ عنہ قطب وقت قیوم زمان اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب تو
کی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب نہ ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر سیراب
نے دیدہ و دانستہ کہا کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سنی ہے۔
کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک حاضر خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ
ہو۔ قلائ تمام قلائ دن دوپہر کے وقت حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوتے
یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بہ لفظ دہرائی۔ حالانکہ
وقت فجر میں اور حضرت مجدد الف ثانی کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ اس وقت

میں تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا۔ کہ ہاں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ میں نے اس اولیاء کے سردار کی نیابت
اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اور کروں گا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی نیابت
کے ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ جو
عطا دعا ہے حاصل ہو جائے گا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی
اسی طرح لفظ بہ لفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید

حضرت مجدد الف ثانی حضرت محمد معصوم قیوم ثانی کو خلافت عطا فرماتے ہیں

قیومت کے بائیسویں سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اپنے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سرخند میں تھے۔ بار بار مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے۔
پہنچے خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آنجناب کی خدمت میں
تھا۔ میں نے بار بار اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلیٰ درجے کی نعمت یا
عرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونوں فرزندوں کو یاد فرماتے
انہیں دونوں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے
ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف کہے۔
مکتوب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَرْمٰوِلِہِ۔

میرے پیارے بیٹو! بے شک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہوں گے لیکن ادھر سے میں بھی تمہارے دیکھنے کا وہی طور پر آرزو مند ہوں۔ لیکن کیا کروں انسان کی ساری آرزو میں کبھی پوری نہیں ہوتی۔ میں اس شاہی لشکر میں بے اختیار ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کی کئی گھڑی ٹھہرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیوں کہ کچھ یہاں میسر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں اور یہاں کے مواقع و مقامات کا ثبوت فرا لا ہے۔ جہاں گنبد بادشاہ تھے کہیں جانے سے منع کرتا ہے۔ حالانکہ میں اسے اپنے مولا کی رضا مندی اور عنایت کا درپوش خیال کرتا ہوں اور اس قید کو دونوں جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اور ان تفرقہ کے دنوں میں عجیب و غریب القار اور اشاکہ دن بدن تازہ اور عجیب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس وقت فرزندوں کا خیال

میرا گواہی کے قلم سے رائی کے بعد جہاں گنبد نے حضرت مجدد الف ثانی کو اس خاص حکم گاہ میں رکھا۔ سیاسی مبقرین کا خیال ہے کہ اس طرح جہاں گنبد آپ کی نگہانی کر رہا تھا اسے مدد تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی عوام میں رابطہ کی ہم چلا کر مغلیہ سلطنت کے خلاف انقلاب برپا کر دیں گے۔ مگر حضرت نے اپنے بیٹوں کو بتایا کہ اگرچہ میرا گنبد گاہ میں رہنا۔ اور جہاں گنبد کے قریب ہونا ظاہر پابلا اور بے اختیار ہی ہے۔ مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اشارات کی بے پناہ روحانی نصیحت لے لے یہاں رہ کر ہی میسر آ رہی ہیں۔ دوسرے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قیام اسی دربار اور حکومتی کاروبار میں ایک موثر نظریہ رکھنے کا ذریعہ بن گیا۔ آپ نے اسی قیام میں دربار کی اصلاح امار سے تعلق۔ سب سے سالوں سے دوستی، اور بگڑے ہوئے یا اثر افرو کی ترمیم میں جو کار ادا کیا اس کے نتائج مستقبل میں بے پناہ مفید برآمد ہوئے۔

(مرتبہ)

جاتا ہے اور ان کے نہ پانے سے جگہ کباب ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے کیوں کہ امر مسئلہ ہے کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروغ کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑ کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن شاخوں کو جڑ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن مشیت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ واقعی

و رحمتہ بکرمہ خدائی ماند ہمہ چیز

والسلام

پھر اسی سال آنجناب نے اپنے دونوں

منصب قومیت کی تفویض | فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد سعید خان رحمۃ الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حسب ذیل تقسیم کیا۔

”دل ہمیشہ تمہارے اعمال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا کہ یہ خلعت (قیومیت) جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ مجھ سے جدا ہو گئی ہے ایک دوسری خلعت مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ خلعت زمانہ کسی کو ملتی ہے یا نہیں میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زمانہ میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا کہ واقعی یہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی۔ اور وہ ساری کی ساری خلعت اسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زمانہ سے مراد منصب قیومیت ہے۔ جو لحاظ ترتیب اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور حسب یہ خلعت جدید کا معاملہ

اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائے گی۔ جو بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میرے دوسرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا میں نے اس بارے میں التجا کی ہے جو منظور ہو گئی ہے۔ میں دونوں زندوں کو اس منصب کے قابل پا کر انہیں آمادہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ لکھا ہے۔

قوله تعالى اِعْمَلُوا لِيْ ذَاوَدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَّ الشَّاكِرِيْنَ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ۛ پتہ ۸۷

اس مکتوب کے پہلے ہی دونوں مخدوم زادے حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضرم ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونے کے چند روز بعد دونوں صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی دلچسپی اور دلچسپی نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے ۛ

” جس وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت حضرت مجدد اور ہم دونوں بھائی موجود تھے۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی۔ جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہوگی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے آنجناب کی

زبان مبارک سے آپ کے اس جہان سے دادنی قرب میں کو حق کر جانے کی بابت سنا۔ تو گو مجھے آنجناب نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر پھٹنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب حضرت نے میری طبیعت میں یکایک تبدیلی دیکھی تو آرام لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے تو دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے۔

جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج و غم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو باتیں آنجناب سے پوچھنی تھیں۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے شک کیا ہے۔ ۷

وحشی گذشتہ پاکہ نہ کردہ حکایتے

اے خانماں خراب زبان تو لیستہ بود

ہنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنجناب نے دیکھا کہ میرا رنج و الم بدرجہ غایت ہے تو فرمایا ابھی میرے کو حق میں کچھ عرصہ ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے کہ

بات یہ ہے کہ جب تک یہی زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے اور
افراد عالم کا قیام تم سے اس سے میرے نمزدادہ دل کو گوند تلی ہوئی ہے۔

طینت پیغمبری قیومت کی شرط ہے | اس واقعہ کے ایک سال بعد
ماہ اور چند روز بعد آنجناب کا وصال
ہوا۔ کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۳۲۲ء کے پہلے عشرے کا ہے اور آنجناب کا وصال ۱۸
شعبہ ۱۳۲۳ء کو ہوا۔ یہ منصب قیومت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس
کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومت کے لئے ضروری شرط طینت پیغمبری ہے
یعنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ شرط
ہونے لگی تھی کہ قیوم ہزار سال بعد ہوگا۔ یہ شرط اولوالعزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیام کے
بعد پھر اسی قیومت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آپ جناب سرور کائنات صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے
یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا جو جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنہ
بیان ہوگا۔ اس واسطے آنجناب نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا۔

چار خلفائے راشد اور چار قیوم | ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت
نزدیک ہے اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی
ہے اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں اس واسطے دین متین کو مضبوط کرنے کے لئے پہلے
درپے چار قیوم آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسلی کے لئے خلفائے
راشدین کے اسماء نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ پہلے درپے چار قیوم ہوں گے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلے درپے چار خلیفہ ہوئے۔

ذاتی محبوبیت کی عطا | خلوت قیومت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اور
محبوبیت ذاتی بھی جو طینت محمدی پر موقوف ہے عنایت فرمائی جیسا کہ پہلے بیان ہو
چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے فرزندان کے کسی ولی کو عنایت
نہیں فرمائی۔

قیوم ثانی کے لئے تمام خلفاء مجددیہ کو بیعت کا حکم | حضرت مجدد الف ثانی
قیوم ثانی عروۃ الوثقیۃ معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حضور میں خود مسند ارشاد
پر بٹایا اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حب
ارشاد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ
کے سپرد کئے گئے اور خلیفہ اور مرید بھی ان کے حوالے کئے گئے۔ حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام احباب کو حکم دیا کہ قیوم ثانی کے سلقہ میں بیٹھا کر س
جو شخص حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ
اسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے۔

سرسبز میں آخری ایام خلوت میں گزارے | میں آئے تو آنجناب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی۔ سالکوں کو توجہ دینا، خلقت کا ارشاد کرنا، خانقاہ
کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود سرانجام فرمایا کرتے
آپ صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تاکہ لوگ آنجناب رضی اللہ

تعالیٰ اعنہ کے دیدار فائق الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو خیال نہ ہتی کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت ہتی۔ باقی تمام مرید اور خلفاء حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سوک حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے۔ وہ اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سجا لاتے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی جہانگیر کے شکر سے سربند میں آمد

اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف بائیس سال ہو گئی تو لوگوں کو سنایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال تک ہوگی۔ اس حساب سے میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ بادشاہ سے رخصت ہو کر سرسبز بھارت کے جائیں۔ وہاں ہی رہیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے اجمیر گئے۔ تو دیر تک مرقہ مبارک کے سامنے مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کر دیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں پر گفتگو فرمائی۔

چنانچہ ان میں سے ایک حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا تحفہ یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس شکر گاہ سے جانے کے لئے اتنا اصرار نہ کریں۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر چھوڑ دیں۔ جب وہ چاہے گا۔ خود ہی یہاں سے رخصت بل جائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت معین الدین چشتی قدس سرہ کا متبرک خلافت جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا۔ اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ آپ سے برہ کر اس کے قابل اور کون ہوگا۔ آنجناب نے قبول کیا اور اسے اپنے خادم کے سپرد کر کے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس ہار گاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے غایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کے لئے سنبھال کر رکھنا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں ایک رات میں تنجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہو گیا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی ایک دردناک آواز سنائی ہتی۔ جب حجرہ کے سوراخ پر کان رکھ کر سنا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔

باور از زندگی جا سے شد سیر از غمت

چہ خوش بودے کہ عمر عبادانی یافتے

دربار جہانگیری سے حضرت مجدد کی سربند میں آمد | ساتھ بادشاہ سے رخصت،

ی۔ بادشاہ نے آپ کے اصرار پر آپ کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دارالارشاد سربند میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا استقبال

کیا اور مارے خوشی کے پھوٹے نہ سماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر سجالا تے تھے۔

دیوارِ درکش سجود کر دند
شکرانہ ایں درود کر دند

اس سرزمین کے رہنے والے ”العواد احمد“ ہی پکارتے تھے۔ آپ نے اپنے در دولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کے لئے اختیار فرمائی جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے یا ہر تشریف نہ لاتے۔ اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی شیخ کیم الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کے لئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگامہ ارشاد خلق مرید کرنا۔ ساکنوں کو توجہ دینا۔ غنائقہ کی امامت کرنا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھا۔ انجناپنے نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہو کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے انجناپ نے فرمایا کہ محمد سعید اتم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالات الہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا کہ جب بو علی قفاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرب بہت عالی ہو گیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کر دیا گیا۔

مشرب عالی تک رسائی | میں سمجھتے ہیں کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا کہ انجناپ کے بڑے سے بڑے اور کامل سے کامل خلفاء اور اصحاب بھی نووارد و طالبان الہی سے بل گئے تھے۔ ان دونوں جو بعض دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے تو ان میں دنیا سے سیزاری کا ذکر ہوتا۔ اور

بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پر آئی۔ دیکھئے کیا پیش آئے۔ خواجہ ہاشم کشمیری کی دکن کو روانگی | ہیں کہ میں نے عمر من کی کہ ملک دکن میں راج کل سلطنت کے امور میں سخت بذقلمی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچوں کو سے آؤں۔ انجناپ نے چار و ناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی کہ جناب دعا فرمائیے تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں اکٹھے ہوں گے۔ تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں انجناپ کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

زندگی کی آخری راتیں | ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت امام معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے دعائے ستیث اور اس رات کی برکت کے لئے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعتبا کی۔ اچانک زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کا نام دفتر مستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور کس کا قائم رکھا گیا ہے۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو عیشم خود دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفہ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور ٹھنڈی سانس فی بعض مخصوص غریبوں اور متعلقین نے اتنا س کی کہ انجناپ کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں اور یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا نہ بس ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ بات عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور

مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحمت و صباحت کو ملانا تھا۔ صباحت کا یہ مطلب ہے کہ انسان خوش شکل ہو۔ یعنی آنکھ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لے سفید ہو۔ اور ملاحمت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو جو بے اختیار دلوں کو اپنی طرف مائل و گرویدہ بنائے۔ یہ ظاہر ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ گو کیسے ہی خوش شکل لیکن وہ دلکش و دلربا نہیں ہوتے۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں۔ پس صباحت سے ملاحمت بدرجہا بہتر ہے لیکن اگر دونوں مل جائیں تو نور علی نور ہیں۔

ان ايقون کے ساتی درمے افگند

حرفاں راندہ سرماند و نہ دستار

ملاحمت کہ حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت سے مناسبت ہے۔ اور صباحت کو غلت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے: "انا املح و اخي يوسف اصبح" میں صبح سے ملیج ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبح ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صباحت کا منظر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس صباحت کو طلب فرمایا۔ امت کے لئے حکم کیا گیا ہے کہ نماز میں درود

پڑھیں۔ اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہزار سال تک خلوت میں نہ ہوئی۔ اور وصال کے بعد بھی امت کی رہنمائی اور انتظام

انصرام میں مصروف رہے۔ کیونکہ ہر ایک آلہ العزم قیومیت کی خاطر ہزار سال رو بخلق رہتا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت، رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت خاص میں قیام فرما ہوئے۔ اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا اختیار فرمایا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الہی اسم آخر کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی۔

نیز یہ ضروری تھا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمالات محمدی کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الہی کا منظر اتم بنایا۔ صفات کا جمال جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل اجمال طلب فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے جس سے نیچے آتا معلوم۔ پس امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لے کر ہزار سال تک کمالات تفصیل جو اسم آخر کے مناسب تھے۔ ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفاعت، رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرائض کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب نے خلوت اختیار کی۔

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحظ و صباحت کی آمیزش اور تمام سوال جواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خلیل صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری دی کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے نامہ اعمال پر ہماری مہر ہوگی جب تک ہماری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اسی واسطے آنجناب کا خطاب خازن الرحمۃ رکھا گیا اور باقی تمام خدمات مثلاً قیومیت، گنہگار کو دوزخ کی آگ سے بچانا، پل صراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا، حسب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیے چنانچہ آپ کو عہدہ الوثقی کا خطاب دیا گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خازن الرحمۃ کو وہ خدمت پہنچائی جو کہ آپ نے قیومیت کے بعد پہنچی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے مرحمت فرمائے۔ ان سب کے انتہائی مقام پر میں نے محمود سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دے دی۔ اور عہدہ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الہی بالاصالت عنایت فرمائے۔ اور اصالت طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی چند کرامات

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذراست مبارک اس قدر بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کر کے جناب کا وصف بیان کیا جاسکے۔ لیکن چونکہ مورتوں کی عادت ہے کہ اولیاء اور انبیاء کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں ان کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں حقیقت میں کرامت تو یہی ہے کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لے جائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں۔ سو اس قسم کی ہزار ہا کرامتیں آنجناب کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے اب تک ظاہر ہو چکی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہے گا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کوتاہی سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور دلات میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ بیچ اور جھوٹ و دھوکے شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکماء اور ہندوستان کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی ریت بڑے شرمسار ہوتے ہیں کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا عذاب بھی کاہنہ ہوتا اور اولیاء کا عذاب کرامات کا ظاہر ہوتا ہے اور مومنین کا عذاب اطاعت میں کوتاہی

اور کی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول میں اس قدر سرگرم اور مصروف رہے کہ انہیں کرامت کے اظہار کی فرصت ہی نہ تھی حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیاء کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

سجدہ میں کائنات کے احوال کا انکشاف
خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
علیہ نے میر محمد نغان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا، جو فرماتے تھے کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں آنے آنجناب کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال انکشاف ہوئے۔ بس اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کے حالات اور دیگر احوال نظر آتے۔

مجھے خیال آیا اور میرے سے یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قہقہے اور ہنسی آگئی۔ جب میں قہقہے سے عاجز آگیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کا نتیجہ ہے۔ میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈال کر آنجناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنجناب نے میرا سر اٹھا کر فرمایا تم طلب کرامت کرتے ہو۔ تو یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اپنے پیرو مشد سے کرامت یا استقامت اس قسم کی کرامت کی توقع رکھتا ہے۔ وہ کسی اور شیخ کی تلاش کرنے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گزارے اور دیکھ کہ اتباع سنت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ دین کی تقویت ہو اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فکر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ صرف کافروں کو معتمد بنانے کے واسطے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس لشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب نہ وہ زمانہ ہے نہ ہی پروردگار کی مرضی۔ اور نہ ہی میرا دل ایسے حالات ظاہر کرنے کو چاہتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو چھپاتا چلائے اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہوتا جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے جلتے ہیں۔ لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الہی حاصل ہو سکتی ہے۔ آجکل کی معرفت بہت اعلیٰ و اشرف ہے کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے جو چیز اعلیٰ درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو مل سکتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں۔ معدود سے چند معجزات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیاء میں ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ فرماتا ہے "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَاطِنَاتٍ" پند ۱۷۔ یعنی ہم نے موسیٰ کو نو ظاہر نشانیاں دیں۔ یعنی نو معجزے عنایت فرمائے۔

جو ولایت حضرت مجدد اولیاء سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی میں امتیاز
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے پہلے اولیاء کو حاصل تھی اس کا تعلق اسماء صفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیاء کی نسبت مشہور ہے۔

ہزار ہا لوگ ظلال کے کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہوا کرتی ہے وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیاء نے بہت کچھ ظہور کیا اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی حضور کا معجزہ قرآن ہے | کرامت تو آنجناب کا کلام ہے جس میں جناب نے ذات و صفات الہی کے معارف و حقائق بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں جو کلام اولیاء کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جس وقت جس چیز کا رواج ہو اسی قسم کا معجزہ انبیاء کو عطا کیا جاتا ہے تاکہ مروجہ شے پر غالب آجائے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات | حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں حاد و کبھت رواج تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا عنایت فرمایا جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو مہرپ کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں طبعیوں کا بڑا زور تھا چنانچہ تمام حکیم مشرقاً و مغرباً اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا جس سے وہ حکیم اور طبیب عاجز آ گئے۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعرا نے اپنے اپنے قصائد کا غز پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر چپاں کر دیئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف جو فصاحت

بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا جسے دیکھ کر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ | حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کی معاشرت | تعالیٰ عنہ کے وقت میں حقائق و

معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بحیثیت تصنیف ہوتیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق و موافق وہ وہ حقائق و معارف مشکشف فرمائے جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے۔ یہی حقیقت شریعت ہے جس کے لئے انبیاء و پیغمبر ہوئے اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے کہ بعض اولیاء کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ ان میں بعض وصیت الوجود کے قائل تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ | مکتوبات کی ترتیب | کی تصنیفات حقائق و معارف پر تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیاء کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوب ہیں دوسری جلد میں اسماء حسنی کے شمار کے موافق سترہ ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اول مبادی و معاد دوم معارف و نبیہ سوم مکاشفات غیبیہ چہارم اثبات نبوت پنجم روشنیہ ششم تہلیلہ شرح کلمہ طیبہ ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز۔

ایک رات حضرت قیوم قطب ستارہ میں حضرت غوث الاعظم کا تخت | اول مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے جنہیں حاضرین نے غلامی آنکھوں سے دیکھا۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومت کا اقرار کیا۔ آپ قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آ گیا۔ جبکہ تجدید کے پندرہویں سال میں اس کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے۔

میرے (مؤلف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کیمیاگر مرد خدا حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکیس کا نسخہ نکال کر حضرت مجدد کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے جو ہندوستان کے تمام مالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خاندانہ کے درویشوں کے اخراجات کے کام آئے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں بھی ایک کام تجھے بتا دوں گا۔ بشرطیکہ تو کرے۔ پھر میں تجھ سے یہ نسخہ لے لوں گا۔ اس نے عرض کر قربان باقی جناب آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم کو حکم دیا کہ جس وقت ہم بیت الخلا سے باہر نکلیں تو عمار بول و براز سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جا کر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کر بہت وہ بول و براز بجل میں لے لیا اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے باہر نکل کر اسے دیکھا تو غام خالص ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

نواجر ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بُت خانہ کی بربادی ایک سید مرد رحمت اللہ نامی بیان کرتا ہے۔ "میں نے ملک دکن میں ایک بت خانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سنا تھا کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے کیوں کہ ایسا کرنے سے گے راہ خدا میں غاندیوں کا سا ثواب ملے گا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس بت خانے میں جا پہنچا اور سارے بتوں کو توڑ دیا۔ یہ سارا واقعہ ایک ہندو جاٹ نے دیکھ لیا۔ اور بت خانہ کے محافظوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا کہ ایک ہزار آدمی ہتھیار لئے میرے مارنے کے لئے آ پہنچے۔ میں حیران رہ گیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی دلوائیں۔ اسی آہ زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مٹھی) کہ حاضر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آ پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ایک ٹیلے پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگا کر ان موزیوں کو پکڑ کر دیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گئے۔

نواجر ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ شیر بھاگ گیا | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مرید تیرہ جمال نے مجد سے بیان کیا کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھ کر میں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا انصاف کو تیرہ سی تھا۔ کہ آنجناب وہاں تشریف لے آئے اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا جس سے وہ شیر پوری کی طرح دم دبا بھاگ اٹھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے۔

نوٹ۔ واضح رہے کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر نواجر ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مؤلفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لی گئی ہیں۔

خلافت شرع کی قبر کی داستان | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک دوست کی منت و سماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی میں ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلافت شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جہاں سے کوئی نہیں چلا گیا۔ لیکن دل آنجناب کی طرف سے دُرتا تھا۔ مگر اس دوست کی موافقت بھی لازمی تھی۔ مخرج میں نے اس شیخ کی تربت پر پہنچ کر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک شبیر مجھے دکھائی دیا۔ جو میری طرف برائے غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شبیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اول کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے مراقبہ چھوڑ دیا اور جلدی اٹھ کر توبہ کی۔

جزامی کی شفا | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک محنت خیز مریض جس کا نام رکھوڑا ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے بنا جلا اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیا۔ اور کارہ کشی کر لی۔ حتیٰ کہ ایک روز اس کے ایک خاص دوست نے بھی ساتھ کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ جس سے وہ سخت افسردہ دل ہوا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتر راہ لطف حکرم توجہ فرمائی۔ اور وہ بیماری اس سے نازل کر کے اپنے پرے لی۔ چند روز بعد اس مریض کا دلخ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر نام و نشان بھی نہ رہا۔ دوستوں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھی تو غمزدہ ہو کر اس مریض کے دھنیہ کے نئے عرص کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ چھوڑ دو مجھے مجزوم رہنے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت و سماجت کی کہ برائے خدا اس مریض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔

تو آپ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی۔ جس سے وہ خشک ہو گیا۔

موسم بدل گیا | رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ آٹھ ماہ میں گرمی کی شدت، لو، گرد و غبار اور پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ آپ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ دوستوں اور باقی لوگوں پر سخت دشواری آگئی۔ یہ لوگ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنجناب نے خود ہی مولانا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت دوستوں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آپ پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہوں گے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آکر سایہ کیا اور عرض اس قدر بادشس ہونے لگی جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کچھڑ ہو جائے۔ پھر شمالی مقتدل ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا | ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی تھی۔ خصوصاً معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ میں یہ تحریر پڑھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ روایت ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول) نے یہاں بیان کی ہے۔ میں نے غصہ سے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سر ہانے پھر رکھ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے غصے میں تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونوں کان کھینچ کر فرماتے ہیں۔ ارے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے اگر یہ بات میرے کہنے سے تیرے دل پر اثر نہیں کرتی تو آج تجھے تیرے جد حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس سے چلوں کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کھینچ کر ایک باغ میں لے گئے جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو وہ انوں نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ خبہ دار۔ جناب پیغمبر خیرا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحاب کا منکر اور دشمن نہ ہونا اور نہ انہیں ملامت کرنا ہم بھائی بھائی ہیں۔ اپنے اپنے معاملات کو ہم جانتے ہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کس نیت سے اختلاف کیا تھا۔ پھر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہم مبارک لے کر فرمایا کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ مگر وہ ہو جاؤ گے۔ اس سید نے مجھے بیان کیا کہ اس کے باوجود میرے دل سے دشمنی نہ لگی۔ حضرت علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہوئے اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر حکم دیا کہ اس کی گردن پر ایک مکہ ماریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے زور سے میری گردن پر ایک مکہ رسید کیا۔ مکہ کھا کر میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مکے کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

ایک امیر کبیر نے جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک معترض
آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی وزیر کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ تو دل سے کڑھا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے لئے مناسب نہیں کہ دنیا داروں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنجناب کے ایک مخلص درویش نے کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہوں گے۔ یا کوئی اور ضروری کام ہوگا۔ لیکن تیرا اعتراض بہ حال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس دولت مند جوان نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہو کر اسے پست گئے ہیں جیسا کہ کوئی گنگاروں اور مجرموں پر اگر کرتا ہے اور پھری کمال کر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

ایک بہت بڑے جید عالم حاجی عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی بات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا۔ اس عالم نے آنجناب کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں حضرت مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ علاوہ انہیں میں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے اور کئیوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آنجناب میں دیکھی ہے وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مرد خدا ہے۔ یہ سن کر اس عالم نے بڑی طول طویل بحث شروع کر دی۔ بہت قیل و قال کے بعد میں نے کہا کہ یہ باقران شریف، اؤہم اور تم وضو کر کے دو گانہ ادا کر کے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی گواہی ہوگی۔ اس نے بھی مان لیا چنانچہ ہم دونوں نے وضو کر کے دو گانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی **رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ** اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تجارت، خرید و فروخت یا دہلی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدق دل سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

خواجہ باشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ایک رباعی کہی تھی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

لے آنکھ ملائک مگس قند تواند

تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی کی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں ہونی چاہیے فرشتوں کو گرو کی مکتبی کہتا خلافت ادب ہے کیونکہ فرشتے عالم و خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیاء ہی کیوں نہ ہوں۔ بہر حال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسب ذیل شعر یاد آیا۔

بے عنایت حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہشتش ورق

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خاصان خدا کی مہربانی کے بغیر خواہ کوئی فرشتہ بھی ہو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہی رہے گا۔

لیکن یہ سب ادب عرصہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھا۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر پر بھروسہ کیا ہے یا تو میں اور مولوی صاحب خاصان حق اور انبیاء سے ہوں گے۔ یا مولوی صاحب نے اذروئے شکر فرمایا ہوگا۔

ایک سفر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ایک موثر دعا** تقاضے عنہ نے باطنی نگاہ کر کے فرمایا کہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی دوستوں کو یہی اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا پڑھیں۔ **بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَبِكَلِمَاتِ الْمَقَامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ**۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارے دل و جان اس بلا سے محفوظ رہیں دو تین گھنٹے بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ شہر کے لوگ اسے بھانہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر مع مال اسباب جل کر خاکستر ہو گئے۔ جو چیز آگ سے بچ گئی وہ چوری ہو گئی۔ آنجناب کے ایک مخلص مولانا عبد الرحمن کا اسباب بھی آگ میں جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب نے دوستوں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی۔ جس جس نے وہ دعا پڑھی۔ وہ بفضل خدا صبح و سلامت رہا۔

دکن کا ایک فقیر ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدم بوسی کا

اشتقاق بدرجہ غایت رکھنا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتقاق کی مفصل کیفیت عرض کی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے ارد گرد بہت نورانی انبساط دکھائی دی۔ آپ کا یہ مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور کچھ عرصہ خدمت میں رہا۔ آنجناب نے اسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس گرد و نواح میں اس سے ہزار ہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گرد و نواح متور ہو گیا اور آنجناب کا قول حروف بہ حروف پتہ نکلا۔

خانِ خاناں کا منصب | خانِ خاناں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک بادشاہ کے وزیر کے نام لکھنے سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔ وہ شیطان سیرت وزیرِ خاناں اور اس کے فرزندوں کا جانی دشمن بن گیا۔ خطرہ تھا کہ کہیں قتل نہ کر دے۔ اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے انتہاس کی۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام عنقریب پہلے سے بھی اعلیٰ ہو جائے گا۔ خانِ خاناں نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ میری عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں۔ لیکن شانِ الہی دیکھو کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنجناب کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خاناں کے نام صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھ کر اس پر مہربانیاں کیں۔

ایک سجادہ نشین کا حشر | ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ ہر ایک وضیع و شریف پر مہربانی کرتے۔ لیکن

خلافت عادت اس سجادہ نشین پر ذرا توجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ بڑے مشائخ سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ آنکار لکھا ہے۔ تمام دوست حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا۔ اور آنجناب کی کشف حروف بہ حروف درست نکلی۔

ایک زمانہ صحتے یا اولیاء | مشرف نہیں ہوا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام صحابہ اولیاء سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کہا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہوتے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے۔ میں نے سرخواب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا۔

ایک صاحبِ دل سید کے غرور کا علاج | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جاری تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو شستا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہو گیا ہے جس سے اس کی ترقی کی راہ بند

ہو گئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہتا۔ ع

ہرچہ اندر خانہ بود آں طرہ طرارہ برد

جب چند روز گذر گئے تو آپ نے اسے بلا کر علیحدہ میں بلند احوال سے مشرف فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیے۔

حضرت قیوم اول مجدد
حضرت مجدد اپنے بھائی کی موت کی خبر جیتے ہیں | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے چھوٹے بھائی شیخ محمد سعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام کی خاطر قذہا رگئے
انہیں دنوں آنجناب نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد سعود کے کسی
احوال کی طرف متوجہ ہوں تو سبقتیڑا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر نہ دیکھا
جب پھر توجہ کی تو اس کی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اس کے ہمراہیوں نے آ
کر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

جن دنوں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
بارش روک دی گئی | عنہ اجماع میں تھے ماہ رمضان المبارک موسم
برسات میں آیا۔ آپ نے حسب عادت قرآن شریف ختم کیا۔ پہلی رات تیراویح کے وقت
بہ سبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی۔ ہوا کی گرمی اور بعض کی وجہ سے آنجناب اور
دوستوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ
سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلچسپی سے نماز ادا
کر سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہوگی۔ واقعہ
ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے لے
کر پھر بارش شروع ہو گئی۔

جس مسجد کی دیوار شک ہو گئی اور اس قدر ٹیڑھی ہو گئی کہ
گرتی دیوار رک گئی | اب گرمی کہ اب گرمی۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ ابھی گر جائیگی
کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا تھا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں
گرے گی۔ آنجناب کے احباب اس ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے رہے اور مراقبہ
کرتے رہے پھر ذکر و غفل میں مشغول ہوتے۔ لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنجناب
نے وہاں سے کوچ کیا تو وہ بھی گر پڑی۔

لاہور میں ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
لاہور کا ایک مکان | عنہ نے نماز عشا ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صبح ستا
عشرت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے پاس کوئی نہ جائے حالانکہ
ظاہری طور پر اس کے گرنے کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل میں کہا۔ کہ
اس سے بڑے خستہ حال مکان اور بہت موجود ہیں۔ اس میں کوئی کسر ہے۔ آدھی رات
کا وقت تھا کہ وہ مکان یکایک زمین پر آ رہا۔ اس مکان میں ایک لڑکی سوئی ہوئی
تھی۔ بفضل خدا صبح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔
ان پر انیش ڈھیلے وغیرہ پڑے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد
ازاں فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اسے مکان کے بلے سے نکالا تو
بالکل صبح سلامت تھی۔

ایک حاکم نے اپنے دشمن پر چڑھائی کرنی چاہی
ایک فقیر کا غلط کشف | یغار سے پہلے اس نے ایک فقیر سے استعارہ کر دیا۔
فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس فقیر کی خوشخبری سے اس مہم کے
لئے آمادہ ہوا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن کا سامنا کرے۔ اس فقیر مرد نے

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک سرلہجہ لکھا کہ میں نے فلاں ماکم کو فوج کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آنجناب نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے کثرت میں خطا ہوئی ہے۔ میری دانست میں معاہدہ اس کے برعکس ہے۔ اسے جلدی سے اطلاع دو کہ وہیں آجائے۔ درویش نے اسی وقت ایک آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر دور نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور وہ نہایت خستہ حال سے واپس آیا۔ چنانچہ پرچم و نشانہ تک سب کچھ لٹوا بیٹھا۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی کے مکاشفات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات، مکتوبات کے ذریعہ اور رسالوں میں مثل مکاشفات عینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کر کے کی گنجائش تو نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمنا و تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مراتب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں ایک بادشاہ بڑا بھاری شکر لے آیا پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے۔ الام ہو کہ یہ نثرانیت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری

خانقاہ میں آئی ہے۔ اور اب قیامت تک یہیں رہے گی۔

ایک روز آنجناب اپنے مملوکہ بارغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بارگاہ احمیت، کی کبریاں اور احدیت کے سراپردے اس میں نصب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔

مکاشفات عینیہ میں لکھا ہے کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے ان صفات سے ذات مجرد ان کی ترتیب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات، قدرت، علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات، محقق نہ بھی ہو سکیں۔ تو بھی صفت ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آ سکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہو گا کہ صفات موجود ہیں۔ یا علم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ بلکہ باوجود استغنائے ذات صفات موجود ہیں جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اسے ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت، حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔

نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں کہ قابلیت اولیٰ جہ حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ قابلیت ذات ہے۔ جو کمالات شان کظام بلکہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے اور یہ قابلیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔

مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے کہ قرآن شریف کا ہر حرف تمام کمالات کا جامع ہے لیکن محیل طور پر۔ اور یہ کہ خاص فقہیت کسی ملی سورۃ میں ہے۔ وہی چھوٹی سورۃ میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونے کا کوئی لحاظ نہیں۔

البتہ ہر ایک سورت ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے جیسا کہ شیون الہی میں ہر ایک شان تمام شیون الہی کی جامع ہے۔ لیکن محمل طور پر علاوہ ان میں ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت دہلے میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ میں ہر ایک شان تمام شانوں کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظلال کا اعتبار ہے نہیں تو تمام شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت شاہ کمال قدس سرہ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں لیکن شاہ کمال قدس سرہ کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا کہ تمام دنیا کو بیعت نے ایک تاریک پردے میں گھیر لیا ہے جس میں نیت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسی مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں تھی جس کا پر تو تین بیہن پر پڑا۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہو گئی۔ اور ولایت ظلی کے کمالات غالب آئے۔ لیکن ہزار سال بعد وہی نسبت جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ دوبارہ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے حلقہ کی طرف ہے۔ باقی تمام اولیاء طلال میں تھے۔

مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی

شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ افضل اعلیٰ، اولیٰ حق اور ذات حق کی طرف سب سے اول اور سابق ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی شرب و زکی عبادا معمولات

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے سنت رسول کی پیروی | ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عمل اور کام کیا چیز ہے جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا گیا ہے۔ محض اس کا فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کے لئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دار و مدار اسی متابعت پر سمجھتے ہیں۔ اسی موقع پر فرمایا کہ میں استعجاب کو اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں کہ چہرہ دھوئے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت قرآن مجید لکھنے والی سیاہی کا اقدام | قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معارف لکھنے میں مصروف تھے۔ جلدی سے پیشاب کے لئے اٹھے اور سنت اللہ

میں داخل ہوئے مگر فوراً ہی باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ دوبارہ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے۔ نکلنے ہی آنجناب نے پانی منگوا کر انگوٹے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں دوبارہ گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جب میں بیت الخلا میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے انگوٹے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآن کی کتابت کا سامان ہے اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اشد ضرورت تھی لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اسے روک رکھا۔

اسی طرح ایک روز جو بیت الخلا میں داخل ہوئے تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند ہے۔

ایک صوفی کو ایک لطیف نصیحت | ایک دفعہ مولانا صاحب جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تقبیل میں سے چند ایک لونگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب نے جھڑک کر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اس نے سنا کہ ”اللہم و تسو وحب الموت“ و تر کی عایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا۔

کانغذ کا ادب | ایک روز اپنے تخت گاہ پر تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ جھٹ پٹ نیچے اترے اور فرمایا کہ مجھے تخت کے نیچے ایک کانغذ کھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت کے نیچے سے کانغذ نکالے۔ گویا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا۔

حافظ قرآن کا ادب | ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ جس کے نیچے فرش تھا۔ قرآن تشریف پڑھنے میں مشغول تھا۔ جب آنجناب

نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ بھٹ اپنے نیچے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اوچے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور دوستوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو داخل نہ دو۔

نیز فرمایا کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی۔ حضور باطنی کے متعلق کاموں میں ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت توجہ سے مشغول ہوا کریں۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو مدد دروڈ طائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خلفائے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجمل بیان کرتا ہوں۔ دھو ہذا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص خادم کی زبانی ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ خادم آپ کے لئے آب وضو، مصلیٰ اور عبادت کے متعلق دیگر سامان کا بندوبست کیا کرتا تھا۔ مجھے یاد تو اس وقت درست ملتی ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب قیلوہ فرماتے ہیں۔ یار رات کے دوسرے تنہائی حصہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے ذاتی کاموں کے لئے موقع ملتا ہے۔ باقی وقت آنجناب کی اطلاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی آنجناب کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت مجدد کے وضو کرنے کا طریقہ | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل یہ تھا کہ تنہائی رات کے کر بیدار ہوتے۔ یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادویہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رو بہ قبلہ ہو کر وضو کرتے۔ لیکن اعضا دھونے وقت شمال کی طرف رخ کر لیتے، مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک وضو کو

بین مرتبہ دھوئے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ بخالہ کو نہ رہنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے۔ ہر عضو دھوئے وقت کلمہ شہادت مع ان دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعا سے ماثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

رات کے معمولات | **قیوم اول** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو مرتبہ سورہ یس پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھنٹی پہلے سنت کے مطابق سو لیتے۔ تاکہ ”تہجد بین التومین“ دو نیندوں کے درمیان جاگنا ہو۔ پھر صبح کو بیدار ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی ”سبحان اللہ و الحمد سبحان اللہ العظیم و الحمد“ پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے۔ بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور اپنے روئے مبارک پر ہدیکہ پڑاؤں لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے ملتی قرات کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تمبیحات اور اویہ ماثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بل بچوں کی غیر گیری کرتے۔ اور معاش کے تعلق امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اور تلاوت کے بعد درویشوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں تربیت دیتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف اور امراتہ صاعہ کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سناتے وقت نسبت انفا اور نعمت عطا فرماتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے ارشاد فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے

اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام دروسوں کو عالی ہمتی سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و مافیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔ اور ساری دنیا کے لئے ہاتھ آئے تو بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں کے بدلے نفیس موتی خرید لیے۔

کلمہ طیبہ کی برکات | **کلمہ طیبہ** لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں کہنے سے تمام جہاں بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے۔ اگر اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہاں ابد الابد تک معمور اور سیراب ہو جائے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا بڑا ہوگا۔ اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں۔ کہ کوئی شخص کسی کو نے میں لکھ کر یہ کلمہ کہے۔

علم فقہ کی ترغیب | **انجناب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کو فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ علمائے دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔ جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے بہت دور ہو جانے کی وجہ سے غفلت و بدعت کا غلبہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے سوا نجات نہیں۔ انجناب کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ انجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احباب اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ حضرت مجدد کی تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود

اس قدر عادت عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چیدنا چلانا ظہور میں نہ آیا۔ حتیٰ کہ آہ نکس نہ بھری خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب کے چہرہ مبارک پر کبھی سو بہتہ نہ تھا۔ یا بعض اوقات معذرت عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکنی نہ تھی۔ اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے تو خلوت میں آٹھ رکعت نماز صبحی ادا کر کے محل کے اندر تشریف لے جاکر اپنے فرزندوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو۔ طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ماثورہ دعا میں پڑھتے آخری دونوں میں جب کہ آنجناب سے خلوت اختیار کر لی تھی۔ اور اکثر روز سے ہوتے تھے۔ خلوت نماز ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

کھانا کھانے کے معمولات | آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں طعام کے بعد سورہ فاتحہ نہ پڑھتے تھے کیونکہ صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کھانا تناول فرماتے اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں۔ لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ کھانا ہی ہے جو عارف کو فرشتوں سے بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی مثالی صوبت دیکھا کرو۔ آپ دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپاتیاں بھی وہ جو سیر کی ساتھ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیر بھیری اور دُبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔ چنانچہ اس کے کباب دسترخوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بٹے خشوع و خضوع اور احتیاط و انتہاء سے تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پا اس پر رکھتے۔

یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ غیر مجلس میں دونوں زانو اٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔

ظہر کی نماز کے بعد کے معمولات | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرتے اور فرماتے کہ جناب سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے رحلت تک نماز فی الزوال کو کمبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراف صحنے اور فی الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت ادا بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھاتے۔ اور پھر عصر کی نماز اول وقت میں جبکہ کسی شے کھایا اس کی اونچائی کے دو چاند کے برابر ہوتا۔ ادا کرتے آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو ساری عمر ترک نہ کیا۔ عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک دوستوں سے بل کر مراقبہ کرتے۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ اکرم نبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ میں دستور آج تک چلا آتا ہے۔ کبھی کبھی علامہ سکونت میں مراقبہ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی سالکوں کو اپنے پاس زانو بزا اٹھا کر مراکب کو جدا جدا نسبت خاصہ کا اظہار کرتے ہیں۔

اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اول وقت میں ادا کرتے اور سنت اور فرض کے درمیان اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْبَادِ سے زیادہ وقفہ نہ دیتے۔ شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ اَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَكَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَانْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھتے اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے بعد ازاں چھ رکعت آواہن ادا کرتے۔ کبھی چار رکعت نماز آواہن ادا کیا کرتے تھے۔

بعض علماء نے حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ آواہن شام اور عشاء کی نمازیں میں چھ رکعت ہیں۔ سو اس میں دو رکعت سنت نماز شام ہی داخل ہیں۔ نماز آواہن میں سورہ واقعہ پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے مراد منق لیتے ہیں۔ ادا کیا کرتے تھے۔ عشاء کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ، دوسری میں سورہ ملک تبارک، تیسری میں سورہ نجم و دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے۔ لیکن عموماً سورہ الم سجدہ تبارک، قیامت، نجم و دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے۔ اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔ اصحاب کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو یہی سورتیں پڑھا کرو۔ وتر کی پہلی رکعت میں سلج اسمو دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل هو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں یہ دو

رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کچھ بزرگ علماء نے اس کی کراہیت کا فتویٰ دیا ہے وتر کبھی نورات کے پہلے حصہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کے بعد۔ اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نماز سو جائے۔ تو اسے نیت کرنی چاہیے کہ وتر کورات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر ادا کروں گا۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے اس کے اعنائامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرے۔

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی سنت نبوی کی پیروی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر جلدی یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوثر اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جو بھر متابعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں۔

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معنکت ہوا کرتے تھے۔ اور یادوں کو بلا کر فرماتے تھے کہ سوائے متابعت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کی نیت نہ کرو۔ ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے۔

آنجناب مبارک و معاد میں لکھتے اللہ کو اس لیے پیار کرتا ہوں کیونکہ میں کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس واسطے وہ میرے نبی کا پروردگار ہے پیار کرتا ہوں۔ کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار ہے۔

عشاء اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی لیتر استراحت پر لیٹ جاتے سونے سے پہلے اوعید آیات ماثورہ پڑھتے۔ خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔ سووار کی رات اور سووار کے دن کے آخری حصہ میں دوستوں کو جمع کر کے ہزار

مرتبہ درود پڑھتے اور پڑھاتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ ایسا کرنے کے لئے مامور تھے۔

رسالہ صلوٰۃ ماثورہ جو ایک جزد سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اردو جس کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دونوں عیدوں کے وقت عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الفجی کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کرتے اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب حنفی طور پر بھی داخلہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ ناخن اتارتے، نہ سر کے بال منڈاتے، نہ کہ حاجیوں سے ایک گونہ منہ بہت ہو جائے کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم ادا نہیں کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

تراویح میں چار قرآن ختم کرتے | کی نماز حضور حاضر میں یا جماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعا پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر عید میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کا طریقہ | آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تلاوت کیا کرتے تھے تو جناب کی پیشانی مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ آنجناب پر امر قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے کہ سبحان اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں جن کا علم صرف

اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک سے جانتا ہے جو دہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف ورجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو ڈراور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راک اور واجی سُرور کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے چہرے پر کپڑا اس واسطے اوڑھتے تھے کہ لوگوں کے سر پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے اور فرماتے کہ قرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نماز تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل ہے | میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہی رعایتیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا نفع کم ہو لہذا مگر لوگ ریاضتوں کی پوس کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا عبادہ نماز کی ادائیگی کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہ ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”انھا لکبیرۃ الامۃ علیٰ الخسۃ“ تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے لیے ع ۵

نماز تہجد اور نوافل باجماعت ادا کرنے سے منع فرماتے تھے | نیز فرماتے تھے کہ میں نے بہت سے ریاضت کرنے والے اور متقی آدمیوں کو دیکھا ہے جو دوسری ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجالانے میں غفلت کرتے ہیں۔ آپ نے مکتوبات میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے اور دو رکعت نماز

تہجد الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے۔ آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ احتیاط بہت فرمایا کرتے۔ تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافذہ یا جماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ آپ لوگوں کو عاشورہ شب برات، شب قدر، وغیرہ میں یا جماعت نماز نافذہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے نماز تہجد یا جماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرنے وقت نماز استسارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے۔ لیکن ہر مہم میں استسارہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کے لئے ایک ہی استسارہ کافی سمجھتے۔ قشدر کے وقت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ جو مراحل و کراہت کے درمیان ہو آپ اسے ترک کرتے۔ ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کے لئے فاتحہ حبیبہ کہ غموں کو ترک کرتے ہیں۔ آپ نہ پڑھتے نہ صرف فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔

ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جنازہ بھی پڑھتے۔ مرعین کی بیار پرسی کرتے۔ اور مرعین پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزار ہا مرعین جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کے لئے جاتے۔ استغفار اور ماثورہ دعاؤں سے ان کی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع میں جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر اسے مکروہ قرار دے کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ بھوت قبول فرمایا کرتے۔ لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لے جاتے جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات

کے ذکر جبر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریف کی تکبیریں وغیرہ ان موقعوں پر ذکر جبر کو جائز سمجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالفت ہوتی۔ آپ اسے قبول نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

نیز فرماتے تھے کہ ادھر سے اور غیر مکمل درویشوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ اپنی کشف پر اعتبار کر کے شرعیات کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہوں گے۔ ان خالی ہاتھ بے سرو پا لوگوں کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ و اشعریہ کی مخالفت کریں۔ یہ بزرگ اقتباس نبوت کی نسبت اور اولیاء کے نزدیک تھے۔

بشر کے خواص کو خواص ملک سے
خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں | افضل کہتے اور نبوت کو ولایت سے
افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ جھو کو سکر پر تزیین دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازعہ کو نیکی پر محمول کرتے۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے جرح و ہوا سے دور رہتے اس بارے میں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں نقش بندیر طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلیٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ بعینہ معابہ کرام کا طریقہ ہے۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پر نصیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتداء ہی میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے اختلاف کے باوجود احترام اور محبت | خواجہ علاؤ الدین

عطار، خواجہ محمد یازسا اور خواجہ احمد قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شیخ غی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اصل معاملہ اس کے خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے اس لئے ماخوذ نہیں ہو سکتے۔

اجتہادی غلطی اور غلط تقلید | اسی طرح اجتہادی خطا قابل مولود نہیں لیکن مقلد غلطی قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ ایک کاشف دوسرے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری، مشکوٰۃ، قدوری، ہدایہ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلا یا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ تحصیل علم دین سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام کے ضروری مسائل یعنی مسائل فقہ نان روزہ وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے بموجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست ختم ہو چکی ہے۔ سفر کے بارے میں جو ادویہ ماثورہ تھیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے ادب کو ترک ہو جانے پر بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکر یہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی دوستوں کو بھی تاکید کرتے۔ ریا اور خود پسندی کو پاس نہ پہنچنے دیتے۔ کیونکہ ریا اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذریعہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مورخوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور مین و تبرک نقل کیا ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
حضرت مجدد کالباس اور حلیہ | تعالیٰ اعظم کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کالباس بھی صحابہ کرام کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عالم سر مبارک پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کور میں، شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک، قمیض کے گریبان کا شکاف دونوں کندھوں پر شرعی پابانہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پندلی تک، کفش مبارک پاؤں میں موصافا تھا میں، حبادہ کندھے پر، سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا۔ رخساروں پر نور چمکتا تھا جو باطنی نورانیت کی علامت تھا۔ آنجناب کا قد خاصا، بدن مبارک نازک، رنگ گندم گوں، آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور نازک اونچی تھیں۔ پیشانی مبارک پر بیوقوف کے درمیان سے لے کر تمام سجدہ تک ایک سرخ خط تھا۔ جو تارے کی طرح چمکتا تھا۔ جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی۔ دست مبارک بڑے بڑے، انگلیاں باریک، پاؤں بہت ہی لطیف تھے۔ آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر، دائرہ میسرے پر لوبھی تھوڑے، کے سوائے اور کمبلیاں نہ تھیں۔ لطافت اور نزاکت اس قدر تھی کہ آنجناب کا کمربند آج کسی نازک سے بزرگ اور لاغر سے لاغر کم پر نہیں تھا۔ غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی۔ آپ کے لباس اور عادات و شمائل کو ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس میں سے دیکھ لینا چاہیے۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانیؑ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پر لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ ۱: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے مجدد الف ثانی بنا دیا۔

خاصہ ۲: آنجناب قیوم اولؑ ہوئے جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا۔

خاصہ ۳: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمۃ" بنایا اور رحمت کا تمام قلمدان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا۔

خاصہ ۴: حضرت مجدد الف ثانی کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طہنیت کے بقیہ خمیر سے تخلیق فرمایا۔

خاصہ ۵: اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوبیت ذاتی جو طہنیت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے، عنایت فرمائی۔ جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت نہ ہوئی تھی۔

خاصہ ۶: آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی۔

خاصہ ۷: آنجناب نے ملاحت و صباحت کو ملایا جو آج تک کسی نے نہ کیا۔

خاصہ ۸: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔

والسابقون السابقون اولئک المقربون۔

خاصہ ۹: باوجود ضمنیت کے اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی۔

خاصہ ۱۰: اللہ تعالیٰ نے آپ پر مقطعات قرآنی کے اسرار مخفی فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوئے تھے۔

خاصہ ۱۱: اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔

خاصہ ۱۲: اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو کئی ایک خصوصی نسبتیں مثلاً "تجدد"

قیومتیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، طہنیت، خلعت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائیں۔

خاصہ ۱۳: اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو حق یقین سے مشرف فرمایا۔ نیز جسے اولیاء نے حق یقین کہا ہے وہ علم یقین کا انتہائی درجہ ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ حق یقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں اور کیا سمجھ سکتا ہوں یہ معارف و لایات کے احاطہ سے خارج ہیں صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے سے بڑے اولیاء بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں۔ یہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں۔ جو تجدید کے بعد بطور تبعیت ظاہر ہوئے ہیں۔

خاصہ ۱۴: آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے غایت فرمائے۔ یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ باقی اولیاء اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے۔

خاصہ : آنجناب کے تمام علوم و معارف شریعت کے تابع ہیں۔ لیکن دوسرے اولیاء بعض اعمال کے مخالفت شریعت بھی ہیں۔

خاصہ : آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیاء انبیاء اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علی الترتیب ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا ہیں۔ باقی تمام اولیاء سوائے صحابہ کرام کے ولایت صغریٰ میں ہیں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھ کر ہیں ظاہر کئے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے ظاہر فرمادی تھی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تین ولایتوں (صغریٰ، کبریٰ، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز) سے مشرف فرمایا تھا۔

خاصہ : آج تک آنجناب کے مرید مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی۔

خاصہ : آنجناب کی ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاص ولایت ہے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے مشرف فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے۔ اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گزرنہ ہوا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے سیر انفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب نے اپنے مکتوبات میں طریق اقتباس نبوت سے تعبیر فرمایا ہے۔

خاصہ : آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی، غایت فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا کہ جو شخص قیامت تک آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا وہ بخش جائے گا۔

خاصہ : آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں بنایا گیا ہے۔ اگر آنجناب کے روضہ کی فتوری سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو وہ بھی بخش جاتا ہے۔

خاصہ : آنجناب کی زیارت کے لئے کعبہ معظمہ سرسبز میں آیا اور آنجناب کی قبر میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے۔ خاص کر آنجناب کا بدن مبارک طہیث پیغمبری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت سحی علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ : حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات

کی اور اپنی حقیقت و حیات آنجناب سے بیان کی۔

خاصہ : تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن و ظاہر ہوئے

خاصہ : تمام انبیاء و فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیاء کے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا۔

خاصہ : آپ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں ازل وابد یکجا تھے اور وہاں پر گزشتہ افعال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب ہو رہے ہیں اور جو حادثات آئندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبالی دونوں کو موجود پایا۔

خاصہ : ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر میرے مرید زن و مرد، بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھا دیے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام و مقام بتا سکتا ہوں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا اور اس طریقہ مجددیہ والے باقی طریقے والوں کی نسبت بہت میں پہلے داخل ہوں گے۔

خاصہ : جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے کثرت سے نیک مردوں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں ہوگا۔

خاصہ : ابتدائی دور میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آنجناب پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے آیا ہوں۔

خاصہ : آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات و خصائص

جو مذکور ہوئے ہیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرد صلی کو بمعہ قبولیت عنایت فرمائے چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث

اور قیوم اربع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
خاصہ : حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ طریقت میں موجود ہیں اور آنجناب کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہوں گے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ محمد کے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہوں گے۔

خاصہ : قیامت تک تمام خلقت کو فیض، رشد، ہدایت، ایمان، عمر شفا، رزق، روزی و غرضیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہوں گے۔

خاصہ : تمام اولیاء امت نے جن مخالف شرح اور مثلاً وحدت وجود۔ رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لے کر ان باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ : آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شوق ہوا۔ اس سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکھے اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا۔

خاصہ : آنجناب امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مجتہد تھے اور آنجناب نے اجتہاد یہ مسائل اس قسم کے بیان فرمائے جو

آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ: تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آپ سے ملاقات کی اور مناظرہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا نور آنجناب میں آگیا۔

خاصہ: جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

خاصہ: دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود مسعود کی اطلاعیں دیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب کے پیرو مشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنجناب کے پیرو بھی تھے اور مرید بھی۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا۔

خاصہ: آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب القطب ہونا معلوم ہو چکا تھا اور آنجناب کو ایک مع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سرور ہیں۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مفصّل دست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرسند سے تشریف لائیں گے۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کروں گا۔ وہ پھر وہ میں تمہارا کام سنوا دیں گے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا اور خود کھڑے آکر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے۔

خاصہ: آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ میں نے درگاہ ولایت میں نیاز مندی عرض نہیں کی۔

خاصہ: آنجناب کے پیرو مشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں سمجھنے شرم آتی ہے۔

خاصہ: نیز آنجناب کے پیرو مشد نے آنجناب کی طرف لکھا کہ ہمیں اپنی ضد کو غلط رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیے۔

خاصہ: آنجناب کے پیرو مشد نے آپ کی طرف لکھا۔ ”والارض من کاس الکربیم نصیب“ زمین کو بھی سخی کے پیالے سے حصہ ملتا ہے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا۔ ”شیخ الاسلام کتنا تھا۔ اگرچہ میں خرقائی کامرید ہوں، لیکن اگر اس وقت خرقائی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے۔“ مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے۔

خاصہ: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے اپنے دوستوں کو فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل معلوم ہوا کہ توحید ایک سنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ ستارہ اور ہے۔

خاصہ: تمام سیر و سلوک آنجناب کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا۔ آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک اور خط لکھ کر القیبل بیدلی علی التکثیر پہ عمل کرنا ہوں۔

خاصہ ۱: زمانہ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قیومت اور تجدید الہیہ وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی جیسے جید عالم آنجناب کی تجدید کے اقرار کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ ج ۲ الف ثانی کی یادگار وصیتیں

نایاب انداز زمانے کا مدار ہے وفا کی پر ہے اور بے وفادار کج رفتار آسمان کی وضع ہے بقائی پر ہے

کنج اماں نیست دریں خاکداں مغز و فانیست دریں استخوان
آنچہ دریں ماندہ حرکتے است کاسۃ الودۃ دست تہی است

حضرت مجدد اپنے وصال کا اعلان کرتے ہیں | آخر میں عید الفتن کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی تھی کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اور قضاے مہرم سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اب تریسٹھواں سال ختم ہونے کو ہے۔ میں بہت جلدی تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کروں گا۔ خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بلا تھا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الہیہ اور ملت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوشش کی۔ کس قدر ظلم و ستم سہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں، اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔ کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ مجدد الہیہ ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی؟ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا: "یا امام الاولیا۔ یا نائب اتم خاتم الانبیاء، واقعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ انتہا کوشش کی۔ اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب آپ کو پیش آئے ان پر آپ نے صبر کیا۔ اور شکر الہی بجالائے۔ ہمیں سیدھی راہ دکھلائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت و طہریت و زہدیت بخشی۔ دین اسلام کو وہ نقویت دی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بڑے خیر عطا فرمائے اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دیں گے؟

آخر میں حضرت
حضرت مجدد الف ثانی کا اپنے مریدوں کے لئے آخری دعا | مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعا کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں کمالیت

کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے۔ دنیا میں تمہاری زندگی سے گزرنے میں تمہیں وحییت کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سرسوزی فرق نہ لانا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلافت شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقرا و حدوت و مجود کے فاعل ہیں اور رقص و سماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں اور شریعت محمدیہ کے مخوف ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک پر ان امور سے وارد ہوئے۔ میں نے انہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیش کیا۔ انہوں نے ایسے معاملات سے منع فرمایا۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہوں گے۔ اس سے فائدہ تو مغفروں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کو پہنچاتا ہے۔ اور طریقت پر ثابت قدم رہنا۔ عمل عزمیت پر نہ کرنا۔ کرامت اور شخصیت کو اعمال میں داخل کرنا۔ ذکر شغلی اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یاد الہی میں صرف کرنا تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔

اس وقت سے لے کر قیامت
شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی

قدم رہنے اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا غناص ہو۔ اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا۔ وہ دراصل استدراج ہے اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الہی کامس تک نہیں۔ وہ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے مکتوبات میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھ دی ہیں۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنا تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے۔

قیامت تک سلسلہ مجددیہ میں آنیوالے
تمام مریدیوں کے حالات کی خبر
ان تمام مریدیوں کا حال مجھ پر محفوظ فرمایا
ہے جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل

ہوں گے۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر ایک لوگ مجھ اپنے سلسلے میں معلوم ہیں۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن ایک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہوں گے۔ اور قیامت تک علم و فضل ولایت، معرفت، قلبیت اور فرویت وغیرہ ہمارے سلسلے میں رہیں گے۔ یاد رکھو میرے درندوں کی عزت کرنا۔ ان سے دعا و توجہ کئے انہیں کس کرنا۔ سختی اور مصیبت میں ان سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف و کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہان کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہے گی۔ ہر زمانے میں وہ عطا علم و فضل، ولایت، معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی
حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کو خطاب
تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھیں گے۔ وہ تمہاری نسل سے ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہوں گے۔ خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں جبینہ مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عرفۃ الثقلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے خصوصاً حضرت حجت اللہ و مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما گویا

وہ مجدد الف ثانی وقت تھے۔ اور یہ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجتہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اسی سال پیدا ہوئے۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول
کمالات مجددیہ چار نسلوں تک رہیں گے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں چار قرن تک رہیں گے۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک اور رہیں گے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائیں گے۔ ان کمالات سے مراد طینت، اصالت، قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قومیت ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چار قرن گزرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب میں رہے گا۔ پھر بالکل چھپ جائے گا۔ پھر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے ذات پر جمیلی ہے۔ یعنی جتنا عرصہ میں بادشاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اس سلسلہ کی ساری آئندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آئندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ داراشکوہ نے حضرت عرفۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچانے کے لئے بڑی منصوبہ بازیاں کیں لیکن تمام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔

لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائے گا۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تیرھویں صدی کے فتنے

نے لوگوں کو اطلاع دی کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا ہوں گے اور جہاں پر آشوب ہو جائے گا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قائم رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاد بند رہنا۔ اور جہاں تک ہو سکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بدعت کنندوں پر غالب آؤ گے اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حتیٰ کہ دجال کو بھی ہماری خانقاہ میں آنے کی جرأت نہ ہوگی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفاء ہیں، زمین عالم بنایا ہے۔ وہ خلقت کی طرف متوجہ رہیں گے۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر فروغ ہوگا کہ تمام جہاں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہمارے سلسلہ مجددیہ سے بھر جائے گا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہوں گے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہوں گے۔ باقی ہمارے معتقد ہوں گے۔ دوسرے سلسلے کیاب ہوں گے۔ ایک عرصہ دراز کے بعد امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے تو ہمارے طریقہ میں مرید ہوں گے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے وہ ہمارے نسبت خاصہ کو رواج دیں گے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کریں گے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کریں گے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہوگی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہوگا۔ میں کہان تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں میں وسط میں محدوم اور اس کے فرزند اور اخیر پر امام مہدی ہیں۔

ایک روایت
حضرت امام مہدی کے وزیر اعظم حضرت مجددی اولاد سے ہونگے

بے آنجناب نے

یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے وزیر اعظم احمد نام آنجناب کی اولاد نرینیہ سے ہونگے۔
حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وزیر اعظم ہمدانی اولاد سے ہوگا۔

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نرینیہ اور حضرت خاتون الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہوں گے۔

حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا۔

خواجہ محمد یار اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعود علیہ السلام تک حضرت حمزہ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں رہے گا۔
واللہ اعلم بالصواب۔

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمالات کھنے کے بعد تسکیر کیا ہے کہ اس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے۔
مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یادو! اب میں تم سے وداع ہتا ہوں۔
یہ سن کر لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ اور آنجناب خلوت میں تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملہ نقل کی گئی ہیں۔
جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر

دوپہر کو سو کر اٹھے اور فرزندوں اور اہلیت کو طلب فرمایا اور کہا کہ دو ماہ بعد موسم سرما آنے والا ہے۔ اس میں میں نہیں ہوؤں گا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنجناب کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔

انہیں ایام مرض میں ایک حضرت بنجاب غوث اعظم کے ایک شعر کی تشریح | روز آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں۔

افلت شمس الاقلین و شمسنا
ابداً علی افاق العلیٰ العزب

ترجمہ: گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے۔ لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر چمکا رہے گا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اگر آپ اس کا حل سمجھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدار پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے بہ سبب کثرت شوق آپ آیدیدہ ہو گئے۔ اور یہ دعا اللہھو المرفیق الاعلیٰ، بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ اگر طیب کہہ دے کہ تم لا علاج ہو تو میں بہت سا روپیہ راہ خدا میں صرف کروں گا۔ مرض موت میں آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور نکھنا۔ اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی اعزاداری کے دنوں میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی قیری

جلد میں داخل کر دیا۔ چنانچہ اس جلد کے اخیر میں بھی درج ہے۔ جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد قرآنی سورتوں کی تعداد کے موافق ایک سو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ یاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب عالم خیرات و صدقہ کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کے لئے صدقہ دیتے ہیں، فرمایا شوق وصال کے لئے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پچاس دن بعد تمہیں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے۔ سید دہر و جلیل عصر حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے۔ تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب نے فرمایا: میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکوں گا۔ کیوں کہ یہاں پر بشری تعلقات اور قیود ہیں۔ جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تہجد ہوں گے۔

انہیں دنوں میں ایک روز **بزرگانِ سرسند کے مزارات کی آخری زیارت** آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے۔ دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اُممہ کو فاتحہ پڑھا اور قبرستان کے حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین

نے عرض کی کہ کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوئی۔ آنجناب ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر اپنے جدِ اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر گئے۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام پر واپس تشریف لائے۔ اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ باغیوں صفر کو آنجناب نے اصحاب کے جمع میں فرمایا کہ آج اس میعاد سے چالیس دن محرم ہو گئے ہیں۔ دیکھئے ان سات اُممہ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت عروۃ ابوالنقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سن کر حاکمین ہوئے۔ کیونکہ اس کلام میں ایک رمز بھی۔ جیسے آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تار گئے تھے کہ اب جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تیسویں صفر الحظ کو اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب کے بدن مبارک پر کوئی روئی وار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔ اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایام مرض میں بخورے دن صحتیاب ہوئے اور بعد میں خود مرض سے آٹا فانا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین جی جو تعین علی اور تعین وجودی سے بڑھ کر

ہے۔ بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے بکھنے میں مشغول رہتے تھے کہ دن رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت قیوم اول مجتہد الف ثانی کا مرض الموت اور وصال

حضرت قیوم اول مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض کوٹ آیا تو آنجناب کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہو گئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب نے خادم کو منہ دیا کہ اتنے کے کوٹے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد منہ دیا کہ جتنے کے میں نے کہے ہیں اس سے آدھے کوٹے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرصت غیبی نے آواز دی ہے کہ اس قدر کوٹے جلائے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی اور کام؟ جائیں گے۔ جب لایا تو آنجناب نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال کے لئے بھیج دیے۔ جس قدر آنجناب نے الگ کر کے رکھے وہ روز انتقال تک کافی ہوئے۔

حضرت عبد اللہ زنگی کا آخری جمعہ جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری کے نماز کے لئے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے جمعہ کا دن نصیب نہیں ہوگا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں وہ بارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اور تاکیداً

فرمایا کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور یا ضرور خیال رکھنا۔ اس کی بابت سخت باز پرس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجیز و تحفین سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیے۔ کوئی شخص میرے سر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفاء کے سوا کوئی میرے پاس نہ ہو۔ میری قبر کسی گناہ مقام پر بنانا۔ فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب نے پہلے فرمایا تھا کہ جو بڑے بھائی کے لئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا کہ اس زمین میں مرقع ہوگا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تاخیر ہے تو فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا۔ یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن قبر کی سونٹا کہ تلوٹے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات اللاحہ یہ ہیں لکھتے ہیں کہ اہل محبت کا اظہار غم حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الوصیت کی بے نشانی کے منظر اقم تھے۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کا وصال ہو گیا ہے اور میں روتا چلتا اودھ اودھ پھر رہا ہوں۔ کبھی آئین احمد کبھی آئین ابدلہ پکارتا ہوں۔ استغنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ بڑی مسجد میں الٹی قبر ہے جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میرے شیخ عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دیکھا۔

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ سائبہ دار عالم و درخت گر گیا۔ ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گو یہ تمام جہان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین

پہ گھر پہلا اور تمام خلقت چلا اٹھی۔ میں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آیت کے موافق ہے۔ "کنتن فی طیبہ اصلہا ثابتہ خرد عہا فی السمآء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درخت تھے اس لئے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ دو تین قبر کے لئے وصیت جگہ جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزند ان گرامی کو ان میں داخل ہے تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا" ان وصیتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوت خانہ میں تشریف لائے۔ آنجناب کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کہیں کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جاسکتے تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہلیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے قبر کے روپے سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت کر دیا۔ اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے۔

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا وصال ایک دن پہلے تو سعید عسکریل دہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان متوی فرمایا۔ فرمایا کہ اس کا وقت اور کس کی فرصت۔

اب تو مقوری دہر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیش غشی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یہ غشی ضعف کی وجہ سے ہے یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہ مکشوف و مشہور ہو جائیں گے۔ آنجناب نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت مختورا سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے تراویح مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے۔ درج فرمایا ہے:

جن صبح آنجناب کا وصال ہوا تھا۔ اس سے پہلی رات میں بڑے بھائی حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنجناب نے کمال صنعت کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بھٹاؤ۔ میں نے آنجناب کو پی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے لہرار سے مستفیض فرمایا جائے گا۔ آنجناب نے فرمایا وصال نہ ال کے داعی نے مجھے آواز دی ہے کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے۔ میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستان قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام پر پہنچ چکا۔ تو بار بار دعا سے آواز آئی کہ بادشاہ دگر میں نہیں معلوم ہوا کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر کیا۔ حتیٰ کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علیہ صفات سے پر ہے۔ جو بمنزلہ تعین علی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صورتیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین حسی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات و شیوات اور اعتبارات کے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بہت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات سے معتر ہے۔ اس مقام میں تم دونوں بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنجناب نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے اہم بننے کے سبب میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ ایم مرض میں آنجناب

کی امامت وہی کرتے تھے۔ یعنی اپنی صفییت سے حضرت خازن الرحمت کو اس مقام پر لگے اور مجھے فرمایا کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو۔ اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تم اس مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے ویسے پہنچا ہوں جیسے قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے جو کعبہ مقصود سے بلا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن صفییت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ گو آنجناب پر صنعت غالب آگیا تھا لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سہمہ فرق نہ کیا۔ بدستور ذکر شغل، مراقبہ، دن رات کے احوال، نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا۔ آنجناب نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائے گی۔ اس رات آنجناب یار یار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے۔

آج بلا واکہ سوئی سب جگہ دینوں وار

ترجمہ (اے محرم! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سالہا جہان فریاد کرتا ہوں۔)

طلوع آفتاب کے بعد قیامت کا آفتاب غروب ہو گیا | اسی رات آنجناب نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جو کاذب صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ رات کے آخری تیسرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تسبیح کی ناز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی

باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب یہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور حسب عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا۔ لیکن اس میں ریت نہ تھی۔ آنجناب نے فرمایا کہ تھال میں ریت نہیں۔ تھال سے کہ پیشاب کے قطرے لباس پہ گریں اس وقت بھی آنجناب نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ جب تھال میں ریت ٹال کر حاضر کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ پیشاب کروں۔ اور پھر تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ اور مجھے فرش پر بٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف، رخ مبارک قبلہ کی طرف اور دائیں ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سانس جلدی آرہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آنجناب نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الہی میں مشغول رہے۔ انبیاء کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اقل خزینۃ الرحمت مجدد الصلوات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اٹھنا کھڑے ہوئے وصال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

فغان از عالم بالا برآمد	خروش از عرصہ غبر ابرآمد
غبار از ساحت آفاق برخواست	پیام قبت از خضر ابرآمد
بے دمہائے آتش بارانم	سجائے موج از دریا برآمد
دران وقتے مجدد شد ز عالم	غریب از بیژن و بطحہ ابرآمد

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں
فناں از شرب و بطا برآمد | مختلف لوگوں نے کبھی پندرہ چنانچہ خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

یا ایہا الافاضل قد سافر الانام من کل اهل افت عروق القبول
قطب لندی لقوض رب السما
بالموت کان بدسکال قد انطلق من مشرق الظهور الى مغرب القول
لما اصابہ شاد رسول تحفة الکتاب العالم وحلت واریث الرسول
مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کبھی الموت
جس یوصل الحبیب الی الحبیب ؟

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کے مطابق تاریخ
تاریخیں کبھی ہیں جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جان شریعت، شہباز طریقت
معرفت ظل محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تاریخ کے معنوں کو نظم میں یوں
بیان کیا ہے۔

اے قطب کہ ہم عاشق و معشوق است بر جوہر اسرار نبی صندوق است
اے سایہ کہ از احمد در سل بہفت ظلمہ پر شدہ کہیں احمد فاروق است

اہل علم نے پانچویں تاریخ وفات لکھیں | لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آج
مآبد الہدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں۔

فریاد ز گردش زمانہ ! بیدار دست جور ایام
قطب ارشاد شیخ احمد بخلق بود منیفیض اوعام
در ماہ صفر بہت و ہشتم بگذشت ز دہر بہ رانجام

از رفتن او ز بے دلائل رفت یک بار قرار و صبر آرام
او قطع دیں برج ایسان او اولو رہد ہر مرد و دوام
شد روز وصال عاشقان شب شد صبح امید طالبان شام
تاریخ وصال او برآمد افوس قادی برج اسلام

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بست سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں جن کا یہاں درج
کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر ۱۲۳۱ھ کو اشراق کے
بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹ صفر ۱۲۳۱ھ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی امتیویں
تاریخ تھی۔ ماہ بیع الاول کی پہلی تھی۔ شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی۔ اور
اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر ماہ۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق ۱۲۳۱ھ
دن بیمار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ ”یوم کفارت
سنتہ“ ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس روز آفتاب
کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں۔ علمائے اکابر اس سرخی کو
دوستانہ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح الصدر میں لکھا
ہے۔ بلغنی ان السماء ذات والارض یبکیان علی المؤمن ویکسلہ السموات
حسرت اطرافھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مؤمن کی موت پر زمین و آسمان روتے
ہیں۔ آسمان کا رونا اس کی اطراف کا سرخ ہونا ہے۔

حضرت خیمۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجسیم و تکفین

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحنہ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنجناب اس طرح دست بستہ ہیں جس طرح نماز کے وقت ہاتھ باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کھانی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مکرانے تھے۔ دفن کرتے وقت تک مکرانے تھے۔ آنجناب کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو قبول کئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے۔

یاد داری کہ وقت تابدن تو ہمد خندان بندہ تو گریاں !

اں چناں زی کہ وقت رفتن تو ہمد گریاں بوند تو خندان

آنجناب کے دست مبارک کھول کر سیدھے کئے اور بائیں کر وٹ لٹایا۔ اور دائیں ہاتھ کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دائیں ہاتھ بائیں چسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ وایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھہرتا۔ پھر لوگوں نے کھوسے تین مرتبہ دیا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو

بہتری کو شمش کی یکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے۔ کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم ہوا کہ اس میں کوئی یعبید ہے تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں۔ کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک پرستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مضمون کو پیچ کر دکھلایا کہ ”کما تعیشون تموتون“ جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسی حالت میں مرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثانی اور خازن الرحمت رضی
خازن الرحمت نماز پڑھتے ہیں | اللہ تعالیٰ اعنہا جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ کفافہ قمیض اور تہ بندہ قمیض مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ علامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علماء کا اتفاق رائے ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کے لئے توقف نہ کیا۔ کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتفاقاً نہیں کرتی۔ علاوہ انہیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنجناب کو اس روضہ میں جس کی زمین کی نسبت آنجناب نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبہ خواجہ محمد صادق کے لئے بنوایا گیا تھا۔ اس قبہ کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت مجدد کا جنازہ اندر سے گئے۔

تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ اذراہ ادب مشرق کو سرگئی۔ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمت نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کے وصال کے بعد جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائیں وہ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ قبۃ عالم اکبری کو مقام شکر سے جفتہ ملا ہے۔ فرمایا۔ ہاں ملا ہے۔ چنانچہ مجھے شاکروں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے۔ ”وخلیل من عبادی الشکور“ میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ وہ لوگ صرف انبیاء ہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آنجناب نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنجناب سے پوچھا کہ مکر اور نیکر کے سوالوں سے معاملہ کیوں کر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ الہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں رہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا مجھے تو نہیں ہوا۔

حضرت خازن الرحمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا۔ اور تہجد کے لئے اٹھتا تو دیکھتا کہ آنجناب یعنی اللہ تعالیٰ عنہ رحمۃ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود دروازے سے اندر آئے۔ اور میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے گفتگو ہوئے۔ اور اس قدر دہرایا کہ میرا بدن

کاپ اٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے۔

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظور نظر تھے۔ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے۔ تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صفت پر میرے اور آنجناب کے دو میان فاصلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجناب کو دیکھتا رہا چنانچہ آنجناب نے دست مبارک درست کی پائے مبارک پر مسح کیا۔ میں دیر تک توجیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا کہ کشتِ کرم و خیال ہی ہو۔ لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فائز ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنجناب کو نہ دیکھا۔

خوارسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک غلط رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی کہ اس غلط شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت حاضر کر کے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آنجناب تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ چکے ہیں اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سراندر کیا اور پھر بائیں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو نقاسے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا کہ فیہ بھی بہشت میں ہے جاؤ۔ اور دیدار الہی سے مشرف کرو۔ آنجناب نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرد ندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی۔

ملا بد والدین علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب کو

میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف خط لکھ رہے ہیں جس کا عنوان یہ ہے۔ "ما خود بخود نگاہبان اینجہانیم ما ازین جہاں گذشتیم و دران جہاں نشستیم۔" انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بعد از وفات مزار سے دوستوں کو الوداع کہا | شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فاضل الانوار پر دو سال تک رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے نصحت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا پورا ہوا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی میں (محقق کتاب) نے بھی اسی معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنجناب کے مزار پر جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے مکتوبات میں جا بجا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں از سر نو مہر ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں تخت کے تمام خلفاء مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چل کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کتہوں پر رکھا۔

جب بادشاہ ہند جہانگیر نے سرسند آکر اپنی خلافت مجددیہ کا اعلان کر دیا | (جہانگیر) کو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی تعمیریت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل تھی۔

اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آگیا۔ کچھ پہلے ہی اس کی عقل خراب سی تھی۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر نے یہی سہی بھی بگاڑ دی۔ مہر عمر یکے بود جنسوں و گر خور مے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرسند آیا۔ آنجناب کے مزار مبارک پر فاتحہ کہنے کے بعد زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجا لایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس نے کہا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔ مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت فرمائیں۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرسند فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفاء سے مجھے بلحاظ عنایت ممتاز فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ و ولیعہد ہیں ہوں۔ اپنے تمام اعداء و وزرا کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو۔ تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکر مہر ہے۔ اس میں "فلان مرید سلطان جہانگیر" لکھا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اول کے خلفاء کو معلوم تھا۔ کہ بادشاہ کو جنوں ہو گیا تھا۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ آنجناب کے خلفاء جنہیں ہندوستان میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے ہلا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ و ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس رہو۔ میرے مددگار بنو۔ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکن سے بلوا کر اپنے پایہ تخت آکر آباد میں رکھا۔ لیکن آنجناب کے ہر ایک خلفاء کی بڑی عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنجناب کی عہدہ ترسیل سال اور مدت قیومت تیس سال تھی۔

اولاد و امجاد حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو ہے سات بیٹے اور دو بیٹیاں بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد سعید خاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ حضرت خواجہ محمد فرخ حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے انجناب کی بیٹیاں دو تھیں۔ ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت خدیجہ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن حضرت ام کلثوم حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

حضرت محمد کی اولاد (مصدق) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے کرا اب تک ہو گزری ہے یا موجود ہے، حالات بیان کرو۔ لیکن چونکہ میں ردیکن ہی میں شہر سرسند سے چلا آیا تھا اس واسطے مجھے آنجناب کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرسند جانے کا اتفاق ہوا تو صرف دس پندرہ دن رہا۔ پھر نانبہان آباد چلا آیا۔ جو کچھ حالات اس کتاب میں آنجناب کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند

حضرت محمد اشرف کے دو بیٹے شیخ محمد عبداللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجناب کی اولاد کے نام مد مفقہ حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو کچھ بلا کم و کاست یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر ہیں سلسلہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ردیکن ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پستانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے ردیکن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دیئے جاتے ہیں۔ رجب مستند ہجری کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آئے تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے۔ ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی اٹھ سال کی عمر میں فتاویٰ سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاقہ پر تھا۔ ان دنوں برسیب متی اور غلبہ جذبہ کے سراپوں سے ننگے۔ جد سرجی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے۔ ایک دن عین بارش میں ننگے سر اور پریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گزرے۔ تو فرمایا کہ ہمارے محبوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک خیمہ کے شیخ کامل سے خلافت سے کہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہ ایک انشی سادہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تخیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی بر خورداری نصیب ہوگی۔ اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور ہے۔ اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں انشاء اللہ سر سے صحو کی حالت میں آئے گا۔

حضرت خواجہ محمد صادق نے کہیں ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کو نید (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دے دیتے۔ اور جب مقبروں پر لے جا کر مردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امرا و بوجہ آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے۔

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آپ انہیں تسلیہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں آؤں۔ اور انہیں تسلیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا۔ کہ حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔

موقوفات میں کمال حاصل تھا | ایک مذہب دوست متقی کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ جو کہ علم مقبول میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنے طبع زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کئے۔ وہ سُن کر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کے لئے قوتِ مدرکہ ہے ہی نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہل جلد میں حضرت

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف لکھی ہے۔

پنچم مکتوب نمبر ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ | میرے معارف کا مجموعہ ہے۔ اور مقاماتِ جذ بہ سلوک کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم امر ہے خطا و غلطی سے محفوظ ہے۔

مکتوب نمبر ۲۸ میں لکھتے ہیں کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور ان کی ولایت میں داخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں۔ یعنی سرسند میں قلبیت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقلی۔

مکتوب نمبر ۳۱ میں لکھتے ہیں کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے۔ وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیع سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جسے مولوی کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے اور میرے فرزند کی ولایت فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے۔

نیز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا۔ کہ میرے بڑے فرزند نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ اور عیسیٰ سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جلی و علا کی آیت اور رب العالمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اس نے وہ کچھ حاصل کیا۔ جو کسی کو کم نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ کہ اس کے شاگرد بیباکی اور شرحِ مواقف کی سی کتابیں باسانی پڑھا سکتے ہیں۔ آپ کے شہود و کشف کی حکایات اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحبان کے حال کا علاج بانڈا کے شکوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے اور کسی سے نہیں۔ مولوی علیہ

السلام ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا اور اس ولایت کے عجائبات و غرائب بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ مکر المواجه اور خضوع و منسوع کی حالت میں رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے میں نے عاجزی کی خواہش کی ہے۔

مزار سے سفر پر نہ جانے کی ہدایت | آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعود نجابت کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہوئے آپ بھی ان کے ساتھ اپنے جد بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کے لئے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھری مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے، اس واسطے عرض ایک سچے سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راستے ملک عدم ہوئے۔ جب مرض میں طاعون کا زور ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہاں کوئی ترغیمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ جاؤنگا یہ فرد نہ ہوگی۔ آپ کو بخار ہو گیا، اور سوموار کے روز ۹ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہو گیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ محد بزرگوار کے مزار میں دفن کر دیا جائے لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا۔ چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید الف کی چودہویں سال کے حالات میں ہمیں گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جسے بخار ہوتا، وہی خواب میں دیکھتا کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگر مرلیق کو مؤکلوں سے ہاتھ سے نجات دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھالیا ہو، تو پھر تم خلعت کو کیوں اس میں پہنتے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت اکابر اولیاء خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر گٹھے میں باندھے گا وہ مرض طاعون سے بچ جائے گا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پائی۔ وہاں کے بڑے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت قرب ہے۔

ایک دفعہ حضرت حضرت خواجہ محمد صادق کے نام کا تعویذ وہاں کو دور کر دیا | قیوم پہلے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں وہاں کا زور ہوا۔ آنجناب خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مرلیق کو دیتے تو گٹھے میں باندھتے ہی مرض نازل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اول ہر جگہ کی فائدہ کے بعد ان فرزندوں کے روضہ مبارک کو دیکھنے جایا کرتے اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے اور جو لاہتا ترقیات آنجناب کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں، اور غنایت الہی وارد ہوئیں ان پر ظاہر کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق ہر لحظہ خاص انوار اور آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت پر ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب غریب اسرار جو رحمت الہی کے متعلق تھے، بڑی تشکلف سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ سوال فی آنجناب کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے اخیر پر ان کی تین عرضیاں مندرج ہیں۔

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند ندرین ہے۔ یعنی شیخ شیعہ محمد یحییٰ شاہ | محمد ولد خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، آپ (شیخ محمد یحییٰ) ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے۔ غلبہ جذبہ کی وجہ یہ تھی کہ ایک روز شاہ کمال رجن کو حضرت قیوم اول نے صاحب جذبہ قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی جنی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر التماس کی کہ اپنا ایک فرزند مجھے غنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ اسے لے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پر ڈالا۔ اور فرمایا کہ

اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے۔ بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل وعیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بالکل بالکل نہ رہی۔ یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لے جا کر خود ان کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یکے کے چار فرزند ہوئے لیکن یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تصرف تھا کہ شیخ محمد یکے کے ہاں اولاد ہوتی۔ ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منشا یہ تھی کہ تو ہم محمد صادق کی اولاد بہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے۔

خواجہ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے شاخ سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ پرہیزگار اور نیک مرد تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذ اور محمد فاروق دونوں بھائی شائستگی اور غبٹگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروق لا ولد تھے۔

خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کار بند تھے۔ آپ شیخ محمد ابراہیم کے دوسرے بیٹے تھے۔

خواجہ محمد سید زکریا علیہ الرحمۃ آپ محمد ابراہیم کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے لا ولد گئے۔

زینت النساء علیہا الرحمۃ حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں۔

خواجہ شیخ محمد عابد علیہ الرحمۃ اور ع و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے اشجانب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجت اللہ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارت حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک روکا تھا۔ یعنی شیخ بہاؤ الدین عرفہ شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں یدِ بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی و نقلی علوم کا کوئی دقیق مسئلہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ شیخ بہاؤ الدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

خواجہ محمد شجاع علیہ الرحمۃ آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہ کے طریقہ پر کار بند تھے۔

خواجہ محمد البوکر علیہ الرحمۃ آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

خواجہ محمد ظہیر علیہ الرحمہ | آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کی اولاد زریہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں۔

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمہ کی دو بیٹیاں تھیں عین النساء و زین النساء جن میں سے عین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بھتیجے شیخ عبداللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں۔

شیخ محمد زاہد علیہ الرحمہ | شیخ محمد زاہد شیخ محمد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ مدینہ منورہ سے تعلق رکھتے تھے۔ باطنی سلوک اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کار بند تھے۔ محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی جو شیخ ابراہیم کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدین کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا۔ اور بیٹیوں میں سے ایک شاہدہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرے میر احمد دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے محمد روشن سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی طرف ایک لڑکی رابعہ نام ہے۔ شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں۔

احوال سعید خلیل دہر خازن الرحمہ حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان شمسہ ہجری کو پیدا ہوئے۔
 نجوانم کہ اکنوں مدح آن شاہرا کہ چشمش ندیدہ جہنم اندرا
 سعید از ازل آمدہ نام او ! سعادت بود اولیں کام او !
 تفحص نمودم دریں نہ ورق ! بفرما نہ بردہ کسے ز سبق
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعید کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو تو کہا۔ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی تو فرمایا۔ محمد سعید بڑا زبرد ہے۔ اس نے غایبان ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعید نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کئے۔ آپ ۲۵ سال کی عمر میں دونوں علوم کی تکمیل سے فارغ ہو چکے تھے۔

مسائل فقہ کا حل | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں۔ حضرت خاندن الرحمہ کا علم ظاہری اس درجے کا تھا کہ اگر آپ کو مجھ تک وقت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس نام کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی عبدالعظیم یا کوئی، ملا سعد اللہ وزیر سلطان شہد وغیرہ ان کے شاگردوں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک

لا بیخی مسئلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران رہ گیا۔ سرہند کے مفتی ابوالخیر نے جو اپنے زمانے کے علماء کا سردار تھا۔ اپنے خبث باطنی کی وجہ سے آپ کو ترک دینی چاہی۔ لیکن نہ دے سکد۔ چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لائیکل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہ چکا تھا۔ کہ اگر امام ابوحنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ جب آپ سے اس نے یہ مسائل برسرعام پوچھے تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہیے؟ کہا کہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں حواس باحتہ ہو گیا۔

ابوالخیر علمائے سنیوں سے تھا | حضرت قیوم چاہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں دونوں بھائیوں خازن الرحمت اور عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ رقم تھا۔ جو ان دونوں بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہتے لگا کہ اس میں ایک یہ بات ہے جا ہے۔ حضرت خازن الرحمت نے فرمایا کہ یہ رقم ہم نے نہیں لکھا۔ اس کے لکھنے والے اور میں جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات ہے جا ہے۔ جب اس نے حضرت خازن الرحمت کو رقم دیا تو اگر بے جا بنی تھا تو اپنے تصرف سے سجا کر دیا اور فرمایا کہ سجا ہے۔ تم کس طرح سجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی سجا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آدھی رات کو عین بارش میں کیوں تکلیف اٹھائی۔ کل برسرعام ہمیں ترک دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکر کل پڑتی۔ میرے (معتقد) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ

ابوالخیر علمائے سنیوں سے تھا۔

علمائے لاہور کی ایک مجلس | شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے اکثر علماء و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت پر گفتگو شروع ہوئی۔ اور علمی دقائق کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونوں بھائیوں نے سر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دونوں صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں تو کہنے لگے۔ واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیوں کر پیدا نہ ہوں۔

حضرت خازن الرحمت کی تالیفات | علم ظاہری میں بڑی اعلیٰ پایے کی کتابیں لکھی ہیں مثلاً تعلیمات و مشکوٰۃ جن میں ان حدیثوں کی تفہیم اور ترجیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے درج فرمائی ہے۔ جن پر حنفی مذہب کا دار و مدار ہے۔ علاوہ ان میں ایک رسالہ تشہد نامہ میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے۔ جس میں بڑے بلند حقائق اور ذات صفات کی تحقیق و تدقیق بھی ہے جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے: حضرت سلامت در شاہ باد و مشغول بود روح را از بدن جدا وید ظاہر شد کہ اس مقام حیرت است۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے کہ محمد سعید نے جو

اپنے احوال بکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یادوں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سوئم اپنے بھائی اور میرے امام ہو۔ نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تواضع کر کے دایں دوسرے کو دے دیا۔ اور بائیں طرف رجوع کیا۔ قطب دایں طرف ہوتا ہے یعنی دایں طرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔

ولایت احمدی کے دو افراد حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی عکس پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں غلٹ غلت معایت کی۔ آنجناب فرماتے ہیں کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنجناب نے حضرت محمد سعید کو غلٹ غلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کبھی بھی غنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ ان کی جہرے داخل ہوگا۔ اسی واسطے آپ کو خازن الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت میں نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ جناب حضرت خازن الرحمت اپنے فخر میں کہتے ہیں۔ **الیہو نسبہی کتیبہ المجدد**

بارگاہ رسول پر حاضری جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو حج کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں روضہ مبارک سے آواز آئی۔ **العجل العجل انا الملیک مشتاق**۔ جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جناب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مگر تشریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی شفا کے لئے دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میری موافقت کرتے ہوئے تمام مخلوق دست بڑھا ہوئی۔ تمام ممکنات دعا کرنے لگے۔ حتیٰ کہ عرض کر رہی لوح و قلم۔ یہاں تک کہ الہی اسما و صفات و شیونات زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبدالاحد نے **لطائف مدینہ** میں ان مکاشفات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازن الرحمت پر مشکوف ہوئے۔

میرے (معتقد) والد بزرگوار فرماتے تھے کہ حضرت خازن الرحمت کا ایک ہندو مخلص مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ مذاب و نوح میں مبتلا ہے۔ بارگاہ الہی میں عرض کی۔ کہ اسے بخش دے۔ الہم ہوا کہ وہ بے دین تھا۔ اسے کیونکہ بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہ الہی میں پھر منت و سماجت کی تو حکم الہی ہوا کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر رافضیوں کے گروہ میں داخل کر دو۔ میرے (معتقد) والد بزرگوار فرماتے تھے کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر مسلمان ہوگا۔

ایک گستاخ فقیر | بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھسٹ آتے جانتے اُسے کوئی آدمی نہ دیکھتا۔ گھر کے مالک کو جرات نہ ہوتی کہ اسے کچھ لٹا کر میں حضرت خازنِ الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا وہ مخلص اس سے گھٹ گیا۔ وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر سو بیٹھا۔ اس نے مجبوراً کہ حضرت خازنِ الرحمت کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو بھڑاک کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے پیچھے رہائی دی۔

کرامتے | حضرت خلیفۃ اللہ قیوم جہادِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازنِ الرحمت کے ایک دولت مند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا دیکھو اس آستین میں اس نے باغ دیکھا جو ہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ یکے دو پہر سے سہ کر شام تک وہاں رہا۔ بعد ازاں اس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گزری تھی۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوسفیان کا معاملہ | کہ ایک روز حضرت خازنِ الرحمت کی مجلس میں صحابہ کرام کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شاہِ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سن کر کراہت پیدا ہوئی بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازنِ الرحمت نے فرمایا بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا۔ پہلے کچھ معاملہ خشک نہ تھا۔ لیکن بعد میں درست ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازنِ الرحمت صبح سے

شام تک نماز گروں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازنِ الرحمت نے فرمایا کیا کروں یہ جا نور ہے۔ اگر انسان ہوتا تو استعداد استعداد اس قسم کی تھی کہ اپنے وقت کے بڑے اولیاء سے ہوتی۔

وفات حضرت خازنِ الرحمت رضی اللہ عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و سماعت سے حضرت خازنِ الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا تھا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مد نظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے کہ بیماری شروع ہوئی۔ اور دن بدن ترقی پر تھی۔ بہتر علاج معالجہ کیا لیکن کچھ آفاقہ نہ ہوا۔ جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے۔ طرح طرح کے علاج کئے۔ وعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کے لئے مجھے اس قدر کمپن تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا کہ ایام وصال نزدیک ہیں تو بادشاہ سے نصحت لے کر سرسند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے پھتیس میل کے فاصلہ پر پہنچا لکھ پٹے۔ تو داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۱ ہجری ہے۔

تہذیب و تکفین کر کے پانچویں میں ڈال کر سرسند لائے۔

شیخ سعید الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ خواجہ سعید کی نعش میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا اور ہر گھڑی پر سبب بے قراری آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روئے مبارک کو دیکھتا تھا۔ ایک روز جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پانگی میں ادھر ہاتھ مارا لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے آنجناب کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا۔ لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہوں گے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا۔ تو دیکھا کہ آپ پرستور پانگی کے اندر موجود ہیں۔

جب حضرت قیوم ثانی حضرت مجدد کے قبۃ مبارک میں قبر کی جگہ بن گئی | نے آپ کی رحلت کی خبر سنی تو سخت غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبۃ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکید فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا چاہیے۔ لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پرے ہٹ گئی۔ اور فرش فاسب ہو گیا۔ جب حضرت خازن الرحمت کو لحد میں رکھا گیا۔ تو آپ نے آنکھیں کھول کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک دونوں بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کیا کہ آنکھیں بند کر لو۔ بھائی نے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کئے گئے۔

آج کل اس قبر کی لحد بارش کے سبب سبب قبر سے سارا شہر معطر ہو گیا | نکلی ہو گئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو

دیکھا کہ آنجناب کا کفن تک میلا نہیں۔ اور بدن مبارک پرستور قائم ہے۔ اور قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمال اور کرامات حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تیر کا صرف چند ایک کا ذکر مشن نمونہ از خروائے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پندرہ سال تھا۔ آپ کی بلا واسطہ اولاد تعداد میں تیرہ ہے جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطیف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبدالاحد، شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔
لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، مشرف النساء، فخر النساء زینب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ حضرت خازن الرحمت کے بڑے فرزند خواجہ شاہ عبداللہ شاہ سعیدی | ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجیر میں تھے تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھی۔ شاہ عبداللہ نے چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ جب آپ کی منسوبی سے منہا۔ تو سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے مل کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مر جائے گی۔ عورتوں نے عرض کیا کہ مرنے سے محفوظ رہے۔ صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تب تک بعد فوت ہو گئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے زخم لگایا ہے جس سے جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں
خواجہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آپ برے متقی اور پرہیزگار تھے۔ شاہ
 عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری جانی تھیں۔ جن میں سے جانی خواجہ محمد
 صادق کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی
 شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں نہایت صلاح
خواجہ شیخ احمدی علیہ الرحمۃ تھے۔ اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق
 کی بیٹی صلاح النساء کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ
 سے ہوئی۔ شیخ احمدی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ احمدی کے فرزند شیخ محمد کی کے مرید ہیں
خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ نہایت صلاح مروت تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النساء شیخ
 محمد اپنا کے دو پوتے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدین کا صرف ایک بیٹا تھا۔

آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند
خواجہ شاہ لطف اللہ علیہ الرحمۃ ہیں۔ اپنے زمانے کے صلاح اور عارف تھے۔ باطنی
 سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ
 دنیا سے لاوڑ گئے۔

آپ حضرت خازن الرحمت کے
مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی علیہ الرحمۃ تیرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور

باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث حضرت مروج شریعت اور مولوی
 فرخ شاہ ہم سبق تھے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شگرد ہے۔ مولوی صاحب
 نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشیے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراض
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں ان کے جواب ہیں
 کشف الخطا نام ایک کتاب بھی ہے آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا
 سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب
 کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بدستور ذکر
 الہی پر متحرک تھی۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ کس قسم کی غیبت سے میں نے آپ کے جگانے
 کی تدبیریں کیں۔ کھانا چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ
 اعلیٰ رتبہ کے متقی اور اپنے آباء و اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت
 نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ ہر سوال شائستہ بھری کو
 اس جانب فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ
 منورہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد شریف پر قبہ بنایا
 گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں۔

آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت
خواجہ علی رضا علیہ الرحمۃ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ ایک روز
 آنجناب اپنے مریدوں کو توبہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی وہیں تھے۔ جب انہیں توجہ
 دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ اس لڑکے میں شورش عظیم ہے ابتلا سے
 فہم ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی

مہبت میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت سنی سیکھی جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو اشغال اس طریقہ کے خلاف تھے کرنے شروع کر دیے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منع کرنا۔ اور غارتراویج میں ہر ترازویج کے بعد مجلس بدعت و سماع و نغمہ قائم کرنا۔ رقص کرنا۔ اور بیسے ریش خوبصورت بچوں، عورتوں اور گائینوں کے راگ و نواح سُنتا اور دیکھتا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھ کر سخت بے زار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن یہ بات معلوم کر کے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے نکل کر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے اور سخت ریاضت و مشقت اٹھائی۔ علم کبیر، تسخیر، کیمیا، سیمیا، رمیا وغیرہ حاصل کر کے اکثر جوتوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو سختیاں اور مصیبتیں اس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بتائی کہ میں چالیس روز تک لنگے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور ایک ننگ نہ چھوئی لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے عاق کر دیا تھا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا جس میں یہ آیت درج کی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَصِيًّا**۔ اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کرو کیونکہ شیطان رحمان کا ناقربانہ دار تھا۔ آخر اکثر فقرائے اُسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین و ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو حق اس

کی تابع تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے۔ اس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے، انہوں نے کہا حجت اللہ قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اسے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کے کام حقیرا سرہند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہوں گے۔

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا۔ کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتیٰ کہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض نہ کی کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب نے ازراہ کرم اس کی تقصیریں معاف فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلہ نہ کی۔ بلکہ بدستور قیدی عداوت پر رہے۔ اس نے سرہند اکثر بیتے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا۔ حتیٰ کہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناظم وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرہند سے نکل کر گجرات میں آبا اور وہیں مر گیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اسے کافر ہی سمجھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرہند میں علی رضا کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا تو میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں۔ کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیاز مندانہ عرضیاں دعا و توجہ کی التماس کے لئے آنجناب کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ پر کار بند رہا۔ اس کی وفات

کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنجناب کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجتے رہے۔ خاص کر محمد شمس الدین کو کئی مرتبہ چاہا کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر از سر نو بیعت کرے لیکن بہ سبب بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا غائبانہ مرید رہا۔

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ، وجہ اللہ، محمد سی، بدر عالم وغیرہ اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں۔

آپ مولوی فخر شاہ کے دوسرے فرزند مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ علوم دینیہ سے بہرہ مند تھے مثلاً علم طبعی، علم ریاضی، علم حکمت، ہیئت، ہندسہ، حساب، طبابت، رمل، نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علماء آپ کو اپنے سے افضل و برتر سمجھتے۔ اور آپ کا گویا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت لی اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پورے پورے کار بند تھے آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

آپ مولوی محمد ارشد کے بڑے بیٹے موزون خواجہ محمد ارشد علیہ الرحمۃ قابل اور خوش طبع جوان تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھا آپ کا شفیق بن جانا۔ محمد ارشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مولوی محمد ارشد کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی ذہنی تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا اور احمدی

طریقہ پر پورے پورے کار بند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک وجہیہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے قابل اور ذکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والدی کے مرید ہیں۔ مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔

آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔ ورع، تقویٰ، صلاحیت، شریعت، اور طریقت پر نہایت قدمی آپ کا شعار تھا۔ آپ کے دس بیٹے تھے۔ لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ہیں۔ ابھی چھوٹے خواجہ عطاء الہی علیہ الرحمۃ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے۔

آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لا ولد خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ فوت ہو گئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمات النساء جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوب ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بیٹے شیخ عبدالحق کی منسوب ہیں۔ تیسری مسیحہ جن کی شادی شیخ محمد کبیلہ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی۔

آپ حضرت خازن الرحمت کے چوتھے
شیخ سعد الدین سعیدی قدس سرہ | فرزند تھے۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مرقع الشریعت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
 سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ صلاّت
 اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا تھے۔
 آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے
شیخ محمد قطب علیہ الرحمۃ | حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں
 مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی
 حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک بڑا کا اور ایک
 لڑکی تھی۔

آپ شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند حضرت
شیخ محمد غوث علیہ الرحمۃ | قیوم ثالث کے مرید، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ
 کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیم اور جمال اللہ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث
 کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے۔ دوسری محمد مرشد سے اور
 تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطب کی لڑکی حضرت قیوم ثانی کے پوتے شیخ محمد سے
 منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النساء جو اپنے زمانے میں
 سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہ اور رضیۃ الوقت ہوں تو آپ کی غلامی
 کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساء عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ
 یہ تھا کہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت

قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو اعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب تھیں۔ دوسری
 سید الفاء جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوب تھیں۔

آپ حضرت
حضرت شیخ عبد الاحد مشہور شاہ گل سعدی قدس سرہ | خازن الرحمت رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد
 ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور
 خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے
 میں ایک عمرنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی کہ میں اپنے
 آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں
 تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا
 ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع
 اور کبر نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے کہ باوجود چچا زاد بھائی ہونے کے حضرت حجۃ اللہ
 کی خدمت بجا لاتے۔ چنانچہ آپ کی سواری کی رکاب پکڑ کر پا پیادہ چلتے اور بعض وقت
 آنجناب کا ہوصا اور نعین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث
 نے اس طریقہ کی تمام بشارت مثلاً ولایت ثلاثہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ
 شیخ صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور سرہند کی فطیت کا منصب بھی شیخ صاحب نے
 عنایت فرمایا۔ اگرچہ آپ کی اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے کہ شیخ صاحب نے قیوم
 ثالث سے استفادہ کیا۔ مگر ایک بزرگ نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجا لانا اور
 تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت اہتمام اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونوں صاحب شیخ صاحب کے محرم اسرار تھے۔ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ شیخ صاحب عبدالاحد نے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سی باطنی استفادہ کیا ہے جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔

در گل از رنگت یک گوشت اثر یافتہ ایم بلبل از بوسے تو جوشند خبر یافتہ ایم
مریای سوزختہ یک داغ دل افروز یافتہ ایم آبرو سوزختہ چو شمع گبر یافتہ ایم
ناله ہامیکند از شربت فریاد ہنوز یار شیریں دہنا کفر یافتہ ایم
دل بہر نفس بندیم بزرگست نقشبندے است کہ دروغین نظر یافتہ ایم

میرے (مصنف) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر جانتا ہوں۔ شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندانوں میں سردار ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں۔

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ہم سفر تھا۔ یصیرت افروز اظہار | اسنے میں بندوؤں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جا رہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا بابا، جب اس نے اس مجمع کا رخ کیا تاکہ ان سے جا کر نام پوچھے تو شیخ صاحب نے اسے واپس بلا کر فرمایا کہ اس کا نام 'بابا' نہیں 'راما' ہے۔ جب وہ اس مجمع میں پہنچا اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام 'بابا' ہے۔ جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اس کا نام 'بابا' ہے۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد بن گیا۔

شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا اور شرعی عمدہ کچھ تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور شغوی چارچمن مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً 'شواہد التجار'، 'لطائف درنیہ'، اور 'جوہر اللہ وغیرہ'۔ آپ اپنے زمانے سب سے زیادہ صالح، عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے محنت کار بند تھے۔ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر شائخ ہیں شمار کئے جاتے ہیں۔ جس سال سکھوں کے لشکر سرسند پر حملہ آور ہوئے تو آپ نے ان کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پہلے سے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد خود شاہجہان آباد چلے آئے اور وہیں رہنے بسنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۴۳ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ سبب حضرت قیوم طالع

۱۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کا سن وفات ۱۲۴۳ھ لکھا ہے۔ 'شیخ کبیر' اور 'مقتدا امیر الاحد' یکتا ولی سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت اور تربیت میں زبردست کام کیا۔ آپ کے خلفائے مکرمہ، مدیر مرقومہ، عرب عالم اور دیار مصر میں پہنچ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو رواج دیا۔ آپ اہل حال بزرگوں کو پابند شریعت کر دیا کرتے تھے۔ اور جذب رستی میں متفق حضرات کو متبع سنت بنا دیا کرتے۔

پروغیر سید نور شیعین بخاری نے اپنے ایک مقالہ 'فارس ادب میں اولیائے نقشبندیہ کی خدمات' میں جہاں اہل بزرگوں نقشبندیہ کی علمی اور ادبی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں انہوں نے حضرت شیخ عبدالاحد قیوم کے ان مکتوبات کا ذکر کیا ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مغل شہزادوں کی اصلاح کے لئے لکھے تھے۔ مکتوبات کو خواجہ محمد ابراہیم شیری نے ترتیب دیا تھا۔ اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے 'مکتوبات عیسیٰ وحدت' کے نام سے ۱۹۴۲ء میں ادارہ امیر کراچی سے شائع کرایا تھا۔ یہ مکتوبات اور گنگ سب عالمگیر کے نام تھے چند شاہ فرخ رید کو لکھے گئے اور اسے سلوک نقشبندیہ کی تربیت دی گئی۔ چند تربیت خاص بخشی کے نام لکھے ہیں خواجہ محمد نقشبند خواجہ سعید الدین بن خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ کے نام ہیں بہت سے خطوط ملتے ہیں۔ جو نقشبندیہ طریقیہ سلوک کے اہم دستاویزات کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ (مستند)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ صاحب کو وفات کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: گل بخت رہا پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز بخارہ ادا کیا۔ اور آپ کی نعش کو سر ہند بھیجا۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں جوہن کے اوپر صفہ مبارک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

حضرت شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ | آپ پہلے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بتی کے دربارے میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بتی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا۔ اور بتی اسے کچھ نہ کہتی تھی یہ آپ کا پاس ادب تھا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے تھے۔ عالم، عامل، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک اپنے دادا احسان اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آج کل ان نیک شخصوں کے خاندان میں شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا اور کوئی نہیں۔ اغنیاء سے بے پرواہ شریعت کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کار بند تھے۔ آپ سر ہند شریف کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعید یہ کے بعض لوگ آپ کے مرید ہیں۔ اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپ کے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن رات ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آپ کا صرف

ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکہ۔ بھیکہ ہندی زبان میں دہ یوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اسے بھیکہ کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کی مناسب استعداد تھی۔ آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسی کی دختر سے منسوب تھے۔ آپ کے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعید یہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد میر رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ دنیا سے لا ولد گئے۔ شیخ ابو حنیف کی ایک دختر تارہ خانم ہے جو حضرت شیخ محمد عیسیٰ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوب ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت حجت اللہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ محمد تقی کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی تھی۔ آپ طریقہ احمدیہ پر قائم اور شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ شعر بھی اچھا کہتے تھے۔ ایک روز شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ بادشاہ سنہری لباس میں جو اس پر اور یا قوت ٹکے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا۔ جب اس نے شیخ صاحب کو دیکھا تو ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ شیخ محمد تقی نے فی البدیہہ کہہ دیا۔

ملوث کے کند اسباب بنی اہل عرفان کجا آلود سازد آئین دلمان قرآن را

بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا خلف الرشید ایسا ہی ہونا چاہیے۔ آپ سفر قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دھڑلے سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت محمد اظہر رحمہ اللہ | درجہ کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے اپنا امیر اور مشیر مقرر کر لیا تھا۔ حضرت محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں۔ محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔

حضرت ظہور اللہ رحمہ اللہ | محذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے تیسری بیگم حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمد کی منسوب ہیں اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ الاسلام کی منسوب ہیں۔ اور تیسری بیگم کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولاد بیگم کا ازواج شیخ محمد یعقوب کے پوتے میراٹی سے ہوا۔

حضرت محمد جواد قدس سرہ | آپ شیخ عبدالاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ محمد انوار رحمہ اللہ | نہایت قابل مرد تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے یعنی نورالابصار، نورالانوار، اور غلام احمد رحمہم اللہ علیہم۔

حضرت شیخ نور الحق رحمہ اللہ | صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا ہے کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلیٰ قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت شیخ ضیاء الحق قدس سرہ | صالح مرد تھے۔ آپ کا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے جو نہایت صالح مرد ہے۔

حضرت شیخ عزیز الحق قدس سرہ | نہایت صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کا کافر ایک بیٹا معزالحق نام ہے۔

حضرت شیخ سعید الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔

حضرت شیخ شہناز الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔

حضرت شیخ جمیل الحق قدس سرہ | عطاء الحق شیخ بھی شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مکین ہیں۔

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبدالاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فخر اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید

اہل اللہ سے ہوتی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ محمد عابد رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ سید جیون رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں آپ کے مرید بکثرت ہیں۔

حضرت شیخ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ | آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں۔

حضرت شیخ شاہ گلشن رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں شعر بہت عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اس وقت کے اکثر شعرا آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے۔

۱۔ حضرت شاہ گلشن کے متعلق حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہ کی بڑی بڑی دقت ہے۔ آپ کی یہ رائے مقامات مظہری میں شافعیہ اعلیٰ دہلوی قدس سرہ نے بیان کی ہے۔ کہ حضرت شاہ گلشن کمال درجہ کے زہاد و ریاضت سے متصف تھے۔ وہ حضرت جنید کی خانقاہ کے درویشوں کی عادات سے متشکل تھے۔ تین روز کے بعد بھوک لگتی۔ تو جنگل کے درختوں کے پتے کھیرے اور فروزے کے پھلکے پانی سے پاک کر کے کھا لیتے۔ ایک ہی گڑی میں تین سال گزار دیتے۔ ایک دن روزہ کی افطاری کے وقت ٹھنڈے پانی کا تقاضا کیا۔ تو ایکسہرہ دینے لگا۔ حضور آپ کی مسجد کے پاس ہی ایک کنواں ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے۔ فرمایا میں کئی سالوں سے صبح کے پانی سے افطاری کرتا رہا۔ مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ پاس ہی ٹھنڈے پانی کا کنواں بھی موجود ہے۔

حضرت شیخ مراد رحمہ اللہ | علاوہ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ بے شمار ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا موجب طوالت کلام ہے۔

حضرت شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ | آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رہ گیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت قیوم ثالث، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں بہت خوشخبری دی ہے۔

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نو مسلم بوزھا کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ کا نفس ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں شیخ صاحب علم، علم، درجہ اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آیت

واقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے۔ ایک بن سرہند کے ایک رئیس نے اشرافیوں کی ایک مجلس میں کیے گئے اور کہنے لگے۔ مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ تیاری کے لئے بازار گئے تو ایک سائل نے سوال کیا تو یہی اسے دے دی۔ واپس آکر فرمانے لگے۔ حج کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

ایک بلوچ زکوٰۃ دینے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ یہ ارکان دین میں سے ہے۔ اور اس کی ادائیگی سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ جب صاحب نصاب ہوئے۔ تو پہلے زکوٰۃ دی پھر سارا مال اللہ کی راہ میں نسا دیا۔ (ماخوذ مقامات مظہری۔ مرتبہ محمد اقبال مجددی۔ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔ لاہور)۔

آپ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ جسے شیخ محمد مراد گل کشمیری نے مرتب کیا تھا۔ عبداللہ جان فاروقی نے ۱۹۴۷ء میں کراچی سے شائع کیا تھا۔

تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ سلاطین بھری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبر کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ جی کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔ دیوار قرب کے اندر باہر واقع ہیں۔

میرے مصنف کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جو تین قبریں قبر کے اندر ہیں۔ بزرگی میں ان سے چوتھے درجہ پر بھی قبر ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

آپ شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے
حضرت محمد نور القدس رحمہ اللہ بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آجناپ ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے۔

فہم (مستغنی) کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محتاق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھ بیٹے حسب ذیل ہیں۔ جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہ کے مرید تھے۔ نور العالی شاہ میر شیخ میر میر عجبیہ غلام مصطفیٰ اور میر مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ
حضرت محمد ادر اللہ قدس سرہ نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ محمد مراد اللہ کے فرزند صالح تھے۔ آپ
حضرت شیخ میر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ محمد محبوب، میر اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ لاکھوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت

کے پوتے شیخ نور الصمد سے منسوب ہے۔ دوسری صاحبی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العالی کی منسوب ہے۔ تیسری فیض النور شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوب ہے۔ شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خطیفے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک انون شاہ ولد ہے۔ جو پٹھانوں کا شیخ ہے۔

آپ حضرت خازن الرحمت رضی
حضرت شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا تھا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ
حضرت شیخ محمد عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے
حضرت شاہ صنعت اللہ قدس سرہ ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپ۔ دنیا سے لاولد گئے۔

آپ حضرت عصمت اللہ کے دوسرے فرزند
حضرت سلطان مشائخ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید ہوئے۔ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند
ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح
پرہیزگار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے۔

حضرت میرا الہی رحمہ اللہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں شیخ
عبد الاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار
تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میرا الہی کا صرف ایک
بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ
اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب
ہے شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوب ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہ | آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ
حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔
آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ
نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دو تلوں والا دھت تھکا
جس کے تنے ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹے تھے۔ آپ نے دونوں تلوں کو پکڑ کر دو
ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ
کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔

شیخ میر نجیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ محمد تقی کے فرزند اربعہ تھے حضرت
قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے

اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بی نظیر
تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت سلام اللہ قدس سرہ | آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی۔
آپ شیخ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔

حضرت محمد آسن اللہ رحمہ اللہ | آپ کو آپ کے نانا خلیل اللہ نے متبنی بنایا تھا
جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لے کر اب تک آپ سے سوائے پرہیز
کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ حضرت
مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور القصد کی بیٹی سے منسوب تھے جس سے دو
بیٹے ہوئے۔

حضرات عرفان اللہ و ثناء اللہ | آپ محمد آسن اللہ کے فرزند ہیں۔ ابھی
بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔
میر نجیب اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوب ہے دوسری
درویش نام حضرت شیخ سعید الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے محمد مسیح اللہ کی
منسوب ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی منسوب
ہے۔ دوسری حسن علی المشہور شاہ چراغ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی
لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا
بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے۔

حضرت خازن الرحمت کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے ایام زلیت میں پیدا ہوئی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریعت محمود سے منسوب کی گئی۔ ان کا ایک لڑکا اور

ایک لڑکی تھی۔

آپ حضرت خازن الرحمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شیخ بدیع الدین قدس سرہ کی دختر فرزندہ آخر صالحہ کے بیٹے ہیں۔ آپ
 حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی آنجناب سے اور
 نیز قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک
 سال قرآن شریف کی درق گزرائی کی خدمت پر مامور رہے۔ آپ شریعت و طریقت
 کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔
حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ آپ راج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے
 بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کیا۔ آپ نہایت صالح متقی اور
 پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ نہایت
حضرت شیخ محمد نویس رحمۃ اللہ علیہ صالح اور متقی تھے۔ آپ کے دو فرزند
 محمد عاشق اور فخر الدین ہیں۔ جو دونوں کے دونوں صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔
 اور شیخ نور اللہ کے مرید ہیں۔

بڈ باندی زبان میں پیر فرقت
شیخ کلیم اللہ المشہور بہ بڈ باندی رحمۃ اللہ کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ دعائیہ ہے۔
 کہ اللہ تعالیٰ بڑی عسر کرے۔ آپ کلیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد
 تھے۔ شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغة اللہ کے دوہتے محمد امام کی منسوبہ تھی۔

آپ شیخ بدیع الدین کے دوسرے فرزند
شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ ہیں۔ بہت ہی صالح اور متقی تھے۔ ظاہری علم

بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے
 منسوب تھے۔ لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ شیخ بدیع الدین کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے شیخ عبد اللطیف کی منسوبہ تھیں۔ دوسری
 فخر النساء شیخ بہاؤ الدین معروف بہ شیخ کالاسے منسوب تھیں۔ تیسری صالحہ عابدہ نام
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے شیخ عبدالقادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے
 منسوب تھی۔ حضرت خازن الرحمة کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ البرکیم
 سے منسوب تھیں۔ اور تیسری بیٹی شرف النساء جو مریم زباں تھیں۔ اور بہنوں نے سلوک
 باطنی حضرت قیوم ثانی و ثالث کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج
 الشریعت کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النساء زینب تھیں جن کی نسبت مولوی فرخ شاہ
 فرماتے ہیں کہ اگر کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں تو فخر النساء کے
 ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ
 کی شادی میر عبد الیم سے ہوئی جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی
 شاکرہ کے فرزند ہیں۔

دونوں سید اہل اللہ کے فرزند
حضرات امیر خسرو سید اکاھ رحمۃ اللہ ہیں۔ دونوں صالح متقی اور پرہیزگار
 ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں۔ ایک سید اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید
 اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں
 شیخ محمد عبد اللہ نے حضرت خازن الرحمة کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے
 بیان کیا۔

آپ حضرت مجدد الف
حضرت قیوم ثانی معصوم زبانی عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ انتہائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے غیرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خیر مال احوال مع آپ کے خلفاء فرزندوں اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصے میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمہ اللہ | چوتھے فرزند ارجمند تھے۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ”محمد فرخ کی بابت کیا کہوں کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہنا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں ذیل سے لڑکپن میں گتہ جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو“۔ مرخص موت کے وقت جب لوگ بجار پرسی کے لئے آتے تھے تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت فرمائی آپ کی پیدائش کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان کے مطابق محمد عیسیٰ نام رکھا آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔

صاحبِ جواہر نقیسیہ | چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جکتے ہیں کہ جو کرامات اور خوارقِ عادت آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسیٰ سے ظاہر ہوئے ان کی نسبت فقط اتنا کہنا کافی ہوگا کہ وہ جوہرِ نقیسیہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں

کے کشف کی یہ کیفیت تھی کہ جو لوگ سفر کو جاتے آپ ان کے رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آنیدہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں سببِ وقوع میں آتے۔ آپ مسجد میں جاتے تو دوزخیوں اور ہرہشیوں کی جوتیاں پہچان لیتے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف قدس سرہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے۔

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جیو رحمہ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ ۱۲۲۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ“۔ ہم تجھے ایک یحییٰ لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اشارہ کے بموجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں کہ ایک روز شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہہ رہے تھے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا سہ ہے کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا اسی کو لے لیں۔ شاہ سکندر قدس سرہ کہتے اپنی نسبت کا الفاظ آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جانے لگا۔ ہم ان کا مفضل حال شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں لکھ آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے۔ ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفرِ حج سے واپس آئے۔

لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ وہ تین روز بعد سرہند تشریف لے جائیں گے۔ تو عرض کیا کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ میرے سبق میں ناغہ ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے آگے نکل جائیں گے۔ آنجناب نے نہایت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور بہت شاباش دے کر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں مجھ کو کسی کو اس کے بھائیوں کا سامنا چاہتا ہوں لیکن کیا کروں ایک تو اُس کی عمر چھوٹی ہے دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارت انہیں عنایت فرمائی۔ حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں یدِ بیضا حاصل تھا۔

میرے (معتقد) جدِ بزرگوار نے کتاب موطا امام مالک کی سند آپ سے حاصل کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ سے اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف نہایت بلند پایہ ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے۔ دو مرتبہ حج کے لئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے مرصع سر پہنچ مرتعت فرمایا۔

اورنگ زیب کے نذرانے | اورنگ زیب یاد شاہ نے آپ کو مدد و معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے: "الملک ملکت والمملک لیحییٰ"۔ آپ نے سرہند میں ایک نہایت عالی شان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پر تاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور در سر بھی تعمیر کرایا۔ آپ نے حضرت خواجہ پیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ جیو ہندی زبان میں

حضرت شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو علیہ الرحمۃ | دعا یہ لکھ ہے جس کے معنی میں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارت آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے پر و کر دیئے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً ابیدہ ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے آخر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام

اولاد آپ کی فرمانبرداری تھی۔ آج کل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں اور سر ہند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آگئی تو اپنے شاہجہان کو جانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس بڑے باپے میں سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں۔ جب آپ شاہجہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا کہ میں اس بڑے باپے میں صرف جناب کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا بہت کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سر ہند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے ستر سالہ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

آپ شیخ ضیاء الدین
حضرت حسن علی معروف بشاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ بہت متقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپ کا کلیہ تھا کہ ہر روز بلا غافہ خواہ کیسے ہی موافقات کیوں نہ آتے عصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ انہیں بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔
آپ حسن علی کے بڑے
حضرت غلام سیدی المشہر بہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک بلخی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آج کل آپ کے جد بزرگوار کی خانقاہ آپ سے منور ہو گئی۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چھٹے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ مواہب احمدیہ کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ محمدی کے بیٹے ہیں۔ نہایت
حضرت غلام نقشبند قدس سرہ | جوان، صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صبغتہ اللہ کے دوہتے فدا احمد سے منسوب ہے اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

آپ حسن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت محمد باقر مشہور بہ حاجی رحمۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا شمار احمد ابھی بچہ ہے۔

آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ
حضرت سعادت اللہ رحمۃ اللہ | آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹیوں میں ایک شیخ غیاث اللہ کے بیٹے محمد نور سے منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت اللہ سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے۔

آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند
حضرت شاہ احمد رحمۃ اللہ | ہیں۔ نہایت موصالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ کی صرف دو لڑکیاں ہیں جن میں سے گمانی بیگم محمد باقرہ کور سے منسوب ہے اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نور اسلام سے شیخ ضیاء الدین یوسف کی بیٹیوں میں سے نجم اللہ شیخ خلیل اللہ

کے بیٹے محمد مراد اللہ سے منسوب ہے۔ اور مہر النساء خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تیسری وجہ یہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکریا سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النساء کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے۔

حضرت شیخ زین العابدین مشہور پر شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ | آپ حضرت شیخ تقی اللہ علیہ السلام کے دوسرے فرزند ہیں آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ نے آپ کو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائی۔ آپ کے باطنی احوال بہت بلند پایہ تھے ظاہری علم بھی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے ظاہری و باطنی استفادہ کرتے تھے۔ سالانہ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنے والد زنگوار کے قبہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد اب سے سات لاکھ اور تین لاکھ ہیں۔

حضرت شیخ نور الاحد رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک دو بیٹے ہیں۔

حضرت محمد برطان اللہ رحمہ اللہ | آپ نور الاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے اپنے والد زنگوار کے مرید ہوتے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں صفی اللہ اور رضوان اللہ دونوں

ہی جوان، صالح، حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونوں شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔

خواجہ محمد محفوظ رحمہ اللہ | قابل زہبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی۔ دوسری محمد راشد سے اور تیسری محمد برطان اللہ سے۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں **خواجہ محمد روشن ضمیر رحمہ اللہ علیہ** | اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ اور تین لڑکیاں۔ دونوں بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی محمد ابو بکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے عبدالغفار کی منسوب ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبدالاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خاندن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعید یہ ہیں اور سعید یہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازعہ چلا آتا ہے۔

ایک دفعہ میں (مصنف کتاب) نے شیخ محمدی کو کہا کہ آپ کے بھائیوں کو سعید یہ لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی ان کے بدلے ان سے لے لیے ہیں۔ یعنی شیخ عبدالاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے نواسے ہیں۔ ہم نے لے لیے ہیں۔ محمد انوار کے لڑکے بھی ان میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اس نے کہا کہ ہم نے جو ان سے لے لیے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لے لیے وہ سخت

فاسق اور عامیانه زندگی کے مالک ہیں۔

خواجہ محمد درویش رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ حضرت
حجت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ تہا صالحتی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی۔

خواجہ کمال الدین قدس سرہ | متقی ہیں۔ شیخ ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے مرید ہیں۔ آپ کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔

خواجہ وجہیہ الدین رحمہ اللہ علیہ | آپ خواجہ محمد درویش کے دوسرے بیٹے
ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابعہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے
چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء میں مفصل لکھے جائیں گے۔ آپ کا ایک
چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد
سے منسوب ہے۔

حضرت شاہ گدا رحمہ اللہ علیہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور
حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید
ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے
حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ آپ کا صرف ایک
لڑکا ہے۔

خواجہ سعید احمد رحمہ اللہ علیہ | آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں۔
آپ باپ کے ہی مرید ہیں۔ اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

خواجہ شریعت احمد رحمہ اللہ | آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں
قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔

خواجہ ضیاء احمد رحمہ اللہ علیہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری
اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے
انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ
نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرصیہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔
دونوں ضیاء احمد کے

حضرات سخی احمد زین العابدین رحمہ اللہ علیہ | بیٹے ہیں۔ دونوں ہی صالح
اور قابل ہیں۔ ضیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوب ہے۔ اور دوسری
ابھی چھوٹی ہے۔

شیخ رضی الدین رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ بہت
صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا
کے مرید تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا ہے۔
آپ رضی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوان اور
خواجہ غلام شرف رحمہ اللہ | قابل بیٹے ہیں۔ شیخ فقیر اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک
خاتمی محمد یونس سے دوسری خاتمی محمد عظیم کے چچا زاد بھائی فقیر احمد سے منسوب
ہے۔

حضرت خواجہ محمد امام رحمہ اللہ | آپ حضرت جیو کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ
مشہور برہمچی شیخ عابد کی منسوب ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت

شیرخوارگی میں فوت ہو گئیں۔ دوسری ام کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے پہلے
 بسیں۔ تیسری خدیجہ زمان۔ واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں۔ آپ نے سلوک باطنی
 اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے
 حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو ولایت اور کمالات نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل
 ہونے کی آپ کو خوشخبری دی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 بھتیجے عبدالقادر کی منسوبہ تھیں۔ حضرت خدیجہ کے تین حسب ذیل بیٹے اور سات
 بیٹیاں ہیں۔

خواجہ غلام محمد رحمہ اللہ علیہ | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تولد سے ہیں۔ نہایت صالح
 اور متقی آدمی تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
 سے حاصل کیا۔ آپ کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔

حضرت شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ | اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔
 شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ ورج و
 تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ شیخ عبداللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد موسیٰ رحمہ اللہ علیہ | نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے
 مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ علیہ | آپ محمد موسیٰ کے فرزند ہیں۔ آپ
 دنیا سے لا ولد گئے۔ لڑکی سے بھی کوئی

اولاد نہ ہوئی۔

آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ باطنی
 حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ علیہ | سلوک حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور فدا احمد دونوں
 نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ ان کے حالات ان شاء
 اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء کے حالات میں مفصل
 لکھے جائیں گے۔ خواجہ رفیع الدین کے دو چھوٹے بڑے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعزائسہ
 شیخ عبدالحق سے منسوب ہے۔

آپ شیخ عبداللطیف کے تیسرے فرزند
 حضرت زین الدین رحمہ اللہ | ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ
 کے مرید تھے۔ شیخ عبداللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت مرقع الشریعت کے
 پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی
 حضرت حاجی فضل اللہ رحمہ اللہ | اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت
 خدیجہ کے نور چشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی و حضرت قیوم ثالث سے
 کی خدمات میں پورہ کیا۔ اور حضرت قیوم رابع سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی
 فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند، عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔
 آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے۔ جس سے
 تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت حسام الدین رحمہ اللہ | آپ اعلیٰ درجہ کے پرمیزگار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدین، جلال، اور وہیبیہ الدین تینوں حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لا ولد حسام الدین کی لڑکی نور الحق کے بیٹے سے منسوب تھی۔

خواجہ میر صفیر احمد رحمہ اللہ | آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں حضرت نجات اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں مقامات معصومی قائم ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے تھے۔ آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

خواجہ محمد محتشوق علیہ الرحمۃ | آپ میر صفیر احمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجتذب الاحوال ہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے۔

حضرت میر نیاز احمد رحمہ اللہ | آپ میر صفیر احمد کے دو لڑکے ہیں۔ نہایت اسی صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے نانا حضرت جلیل اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور قابلیت علمی میں بے مثال ہیں۔ تاریخ دانی شریفی آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ مرد العزیز ہیں۔ جو شخص آپ سے ایک بار ملتا ہے شیفہ ہو جاتا ہے۔ آپ کا ایک بیٹا ہے اور دو بیٹیاں۔

حضرت میر فدائی معصوم رحمہ اللہ | آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ لیکن کم سن ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ نیاز احمد کی دونوں لڑکیاں روشن بیکم فہیم النساء چھوٹی ہیں۔

میر صفیر احمد کی تین لڑکیاں ہیں۔ معز النساء، عزیزہ النساء اور ہدایت النساء۔ حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوب ہے۔ حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پہلی خاتمہ جو حضرت حبیب اللہ کی منسوب تھیں۔ دوسری برتھیدہ حضرت حجت اللہ سے منسوب تھیں۔ تیسری ام سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے۔ اور مجھے عمدہ عمدہ بشارات اُن کے حق میں فرمائی ہیں وہ محمد صادق سے منسوب تھیں۔ ان کی صرف ایک لڑکی تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی۔ چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام تھا۔ جو نہایت صالح مرد تھا۔ ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبدالبہادی تھا۔ جو عالم اہل تھا۔ عبدالبہادی کے تین بیٹے تھے۔

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔ میں مصنف نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے۔ فی الواقع آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی۔ یہاں پر آنجناب کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کئے کی یہ وجہ ہے کہ بعض لوگ فخریہ طور پر بلا سند حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چونکہ کسی دوسرے مصنف نے آنجناب کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے۔ اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اس واسطے ہم نے مفصل حالات، بیان کر دیے ہیں تاکہ اور کوئی غیر شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنجناب کے حق تعالیٰ نے یشرف

عطا فرمایا ہے کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے۔ آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے لیکن حضرت کی اولاد کا یہ خاص ہے کہ اس میں علم و فضل، بزرگی، شریعت، و طریقت کی پابندی، ولایتی قوت، معرفت، احدیت میں ثابت قدمی، حقیقت میں استقلال، ارشاد مستحب وغیرہ کا حقہ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا چنانچہ اس بارے میں خود آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کے لئے التماس کیا کرو۔ اور جو ان میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر نماز کے بعد فاتحہ پڑھ کر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کیا کرو۔ جو ان میں سے زندہ ہیں۔ ان کی خدمت کیا کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونوں جہان کی نیک بختی سمجھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دینی اور دنیوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کر دے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف ایک خاتون عقی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے کرام

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات، نہایت اختصار سے بھی لکھنا چاہیں تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنجناب کے تمام خلفاء کی تعداد چوبیس خلافت اور اجازت عنایت ہوئی پانچ ہزار ہے۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی۔ بعض نے زیادہ۔ خلفاء مرید اور فرزندانوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کے فرزندانوں کے بعد آنجناب

حضرت میر محمد تھان بدشتی رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ

میر سید شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدشت ہے۔ آپ سید بزرگ کے نام سے مشہور تھے اور بدشتوں کے بڑے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ۹۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید ہو گئے

۱۔ حضرت میر محمد تھان قدس سرہ کے اعمال و مقامات پر صاحب حضرت المقدس خواجہ

حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) بدرالدین سرہندی نے بڑی کفعلیت سے لکھا ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ اعظم اور خاص اخص محبت تھے۔ آپ حضرت میرزا بزرگ پرشمن الدین بدخشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فرزند تھے۔ ۷۷۰ھ کو بلاہ کشم بدخشاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان علم و فضل میں گیارہ روز گزار تھا۔ اور آپ کے اجداد روحانیت میں ممتاز بزرگ تھے حضرت میر محمد نعمان فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد ماجد کے ستر علوم سے واقفیت حاصل تھی۔ مگر ان کی ولایت کا اس وقت علم ہوا جب میں نے خواب میں آپ کو مقام ولایت پر دیکھا۔ سن شعور کو پہنچے تو امیر عبداللہ بلخی عشق رحمت اللہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ہندوستان آئے تو کئی بزرگوں کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ آخر کار حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ آپ نے میر نعمان کو اپنی انتہائی نگاہ انتضات میں تربیت دے کر سلوک کے کئی مقامات سے آگاہ فرمایا۔ اور اپنی خصوصیات و تہذیب سے بیٹوں کی طرح رکھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر میر محمد نعمان بڑے شکستہ دل ہوئے۔ آہ و فغان کے ساتھ یوں نظر آتے کہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس مصیبت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا۔ بڑا ترس آیا۔ فرمایا۔ ”میرے بھائی بکنہ انشاء اللہ اللہ“ خوب تر خواجہ شد۔ ساتھ لیا اور سر ہند لے آئے۔ بیعت ہونے کے بعد مقامات مجددیہ کے طالع اعلیٰ پر پہنچا دیا۔ حضرت میر نعمان نے منازل سلوک کو بڑی تیزی سے طے کیا۔ آپ پر حضرت مجدد کی خاص نظر شفقت تھی۔ ایک بار حضرت مجدد سخت بیمار ہو گئے۔ خورشید تھا کہ یہ بیماری جان لیوا ثابت نہ ہو۔ آپ نے اپنے بیٹے خواجہ محمد صادق اور حضرت میر کو طلب فرما کر خصوصی امانتیں اور نسبتی عطا فرمادیں۔ حضرت مجدد صحت یاب ہوئے تو فرمایا۔ یہ مقامات اور مناصب کے فوری حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمارا کر دیا تھا۔ آپ کو خلافت سے توازا گیا۔ خصوصاً فرمان جاری ہوئے۔ حضرت مجدد کے علم پر میر محمد نعمان سر ہند سے برہان پور چلے گئے۔ جہاں آپ کو قبول عام

نے اپنے خلفاء کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا تو ان میں ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حاصل ہوا۔ بڑوں طالبان حق جوق در جوق آئے۔ آپ کی مجالس اہل سلوک سے بھری رہتیں۔ صوفیاء، مشائخ حسیک قصوف، کے ملکر یہ بھی آپ کے حلقہ میں شامل ہونے جاتے۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس عداوت کے اکثر مشائخ بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں اکثر مکتوبات ہیں جو اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں آپ کے نام میں وہ اہل تصوف کے لئے ایک نعمت روحانی ہیں۔ آخری دن تک حضرت مجدد کی نگاہ فیض آپ کے مراتب اور مناصب کی ترقی میں رہی۔

حضرت میر کی مشرت ہندوستان سے بکھل کر مختلف ممالک اسلامیہ میں پہنچی۔ تو لاکھوں لوگ خدمت میں حاضر ہوئے خصوصاً افغانستان، ایران اور وسط ایشیا سے بہت سے حضرات ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے۔ حضرت مجدد کے مخالفین اور اسلام سے بغض رکھنے والے وزیرانے بادشاہ کے دربار میں اس خطرہ کا اظہار کیا کہ میر محمد نعمان کے پاس ایک لاکھ اور کچھ افغان ہر وقت موجود رہتے ہیں کبھی وقت بغاوت کر کے سلطنت کا تختہ نہ اٹا دیں۔ بادشاہ کو بھی اس خبر سے فکر مندی ہوئی۔ آپ کو دربار میں طلب فرمایا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم میر کیوں کہلاتے ہو۔ میں نے لوگوں کو حضرت کے منع کیا ہوا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ آپ کے پاس ایک لاکھ سوار میر ہیں۔ بادشاہ کی اس بات پر آپ ہنس دیئے۔ بادشاہ نے کہا۔ میں سوال کرتا ہوں اور آپ ہنستے ہیں۔ میں ایسے مشکور و پیش کو پسند نہیں کرتا۔ مہابت خان سپہ سالار افواج مغلیہ بھی اس وقت موجود تھا۔ کہنے لگا۔ حضور ان کے پیروم و مرشد شیخ احمد سرہندی نے اپنے خلفاء کو مختلف ممالک کی بادشاہی دی ہوئی ہے۔ یہ میر پانپور میں سادے دکن کے خلیفہ ہیں یہ ہم جیسے دنیاوی بادشاہوں کی کیا پواہ کرتا ہے۔ بادشاہ نے غصے میں آکر کہا۔ انہیں لے جاؤ اور اپنی قید میں رکھو۔ مہابت خاں سے آیا اور آپ کی خدمت کرنے لگا۔ اہل ارادت مہابت خان کے محلات میں آئے۔ بادشاہ نے مہابت خان کو بلا کر تنبیہ کی کہ یہ کیا تماشہ ہے۔ مہابت خاں نے (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

یہ میر صاحب بھی تھے۔ پہلے پہلے میر صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانے میں تاثر تھا۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سخت الفاظ میں فرمایا کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہیں جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ پھر آپ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا جو کچھ کہا گیا تھا اس سے کئی چند بلند رتبہ ہیں۔ آپ تجدید کے ساتویں سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال حضرت مجدد بیمار ہو گئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا اتفاق فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجناب نے میر صاحب کو خدمت دے کر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے اور کوششوں کو وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ وہاں پر شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسے جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزار با مرید تھے۔ اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحب خصوصی توجہ کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ ان گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحب کی خدمت میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ حضرت مجدد نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں: ”آن عارف باللہ ابستد الکمال“

دبقیر حاشیہ مبالغہ سفر سے آگے کہا۔ حضور ایہ درویش صوفی پانچ گنا بڑا پڑھتا ہے مزید اس کے پاس کچھ بھی نہیں اس سے کوئی قدر نہیں ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا اسے برہانپور سے اکبر آباد لے آؤ۔ اکبر آباد میں اکبر آپ شہرت و بار میں کمر لڑتے جا پہنچی اور آپ کو مزید روحانی تربیت کا موقع مل گیا۔

کہ ایک بار یہ مکتوب لکھا۔ کہ آج صبح تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہو گیا ہے اور قضا و قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطور امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب کوئی اور کسر نہیں رہ گئی۔ حسب دلخواہ کمال حاصل ہوا ہے۔ ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے انوکھا س ہدایت لیتا رہے گا۔ ورنہ اس کی مثال صورت آنکھوں کے سامنے رہی جتنی کہ پورا یقین ہو گیا۔ کہ یہ دوت اس خواب کا نتیجہ ہے۔ جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب مباح ہو گیا۔ وعدہ ایفا ہوا۔ اتنی رہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہو گی۔ اور اس گرد و نواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائیں گے۔

اس علاقے کی قطیبت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی تھی۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے میر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی۔ آپ نے جانے سے پہلے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد شور برپا ہوا کہ ذبح کرتے ہی بکرے میں کیرے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی نکال پھینچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ بکرہ حلال کی کمائی کا نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم شہر تھا۔ رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا۔

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور بابے کے ساتھ گاتی بجاتی۔ آپ کے مکان کے پاس سے گزر گیا آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر کر سامنے پڑے ہوئے ایک تن

کو اونٹنھا کر دیا۔ اس کو اونٹنھا کرنا تھا کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہو گئی آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے سرسبز روانہ ہو گئے۔ چھ ماہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ چھ ماہ پہلے ایک برات غائب ہو گئی تھی، جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ یہ میرا ہی قصور تھا، اٹھ کر وہ یرتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین بعین نمودار ہوئی اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی۔

امیر تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا بچپن میں اس لڑکے کو چھپکھل آئی تھی کہ مرنے کی نوبت آگئی، جب وہ میر صاحب کے پاس لایا گیا تو آپ نے وہ بیماری اپنے جسم پر لے لی۔ چنانچہ اس کے دانے آپ کے چہرے پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی، لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے آخر آپ نے اسی بیماری کی آفت کو ایک دیوار پر ڈالا جو اسی وقت گر گئی۔

ایک روز جناب میر صاحب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ ”کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“ میر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔ پھر جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“

ایک روز میر صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک

بلند جگہ سے گرا کر زنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس شکر یہ میں نے حلوا بتلایا اسی وقت مجھے اتنا اہم ہوا کہ آج جو شخص یہ حلوا کھائے گا بہشت میں جائے گا۔ آپ کا مراد اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابوالہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ باطنی کیا۔ میر ابوالہی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے لیکن ان کے طریقہ میں بعض بدعتی امور پائے جاتے تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ مجددیکہ مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرسبز میر ابوالہی کے طریقہ سے خوش نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیروں کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابوالہی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید کا لپھو۔ دوسرے سید جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے ذریعہ سے حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد حنیف ہمیشہ میر صاحب کے شکر گزار رہے۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ جب معمول دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی سرسبز سے پہلی منزل ہی طے کی تھی کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت تھی کہ جو شخص ملتا اس سے اپنے علوم و معارف بیان فرمایا کرتے۔ خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے علوم و معارف کا ذکر کیا پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جانا ہوں۔ پوچھا۔ میر محمد نعمان سے بھی ملو گے۔ کہا۔ جاتا ہی اس غرض سے ہوں۔ کہا تو پھر ان علوم و معارف کا ذکر میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد حنیف اور میر صاحب کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونوں ایک ہی سواری میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔ میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا۔

کہ پہلی منزل آپ نے کہاں کی؟ کہا بنور میں۔ پوچھا شیخ آدم سے ملفیات کی؟ کہا ہاں۔ پوچھا باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا اس کے اظہار سے شیخ صاحب نے منع کیا تھا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف و علوم بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ تھے۔ چنانچہ میر صاحب نے حرف بہ حرف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت نا راض ہو کر فرمایا کہ یہی اس کے معارف ہیں جن پر اسے اتنا مانا ہے۔ اسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر رہا کرتے تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم نادوں سے برابری کے دعوے کرتا رہتا ہے۔ غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحب نے اپنے مریدوں کی طرف اشارہ کیا کہ یہ معلوف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں بددھاتم پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحب بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بے خود ہو گئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے، بیل اور دوسرے مویشی سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے کسی کو اپنے آپ کی شدھ بدھ نہ تھی۔ بعد ازاں آفاقر ہوا۔ تو میر صاحب نے وہ ذکر چھوڑا۔ اور دوسری باتیں شروع کیں۔

کشم بدخشاں کے علاقے میں ایک
حضرت خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات اور سفر و حضر میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ اس خدمت بابرکت سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ تک پہنچایا۔ جس وقت حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجیر میں اپنے دونوں فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے تئیں رہے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقررہوں کا سر حلقہ بنایا۔ بعد از دو یا در ثالث ہوز داغ سیاہی دار در میں یا در ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یا در ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یا در ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی کے منظور نظر اور مقبول بارگاہ تھے آپ کشم بدخشاں کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ آپ کے والد خواجہ تھاکم اپنے وقت کے معروف عالم اور قناد صاحبِ ولایت تھے۔ مرزا شاہنزع بادشاہ بدخشاں کے استاد تھے۔ اور سلسلہ کبرویہ (خواجہ محمد الدین کبرای) سے وابستہ تھے حضرت خواجہ محمد ہاشم ہندوستان آئے۔ برہانپور میں حضرت میر محمد نعمان خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پہنچے۔ سلوک کے اس ابتدائی سابق لیے ملا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی نے خود ہی آپ کو سر بند طلب فرمایا۔ پورے دو سال حضرت مجدد کی خدمت میں گزارے۔ سفر و حضر میں بستہ دامن فزاک مجدد رہے۔ حضرت کی مجلس خاص کے مجلسین بنے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں آپ کو روحانی بنادیں اور بارگاہ غزنوی میں قبولیت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی کتاب "نہدۃ المقامات" (عجل) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پڑھی۔ بعض مقامات پر اصلاح فرمائی اور اظہارِ مسرت فرمایا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیرو و مرشد، اولاد و خلفاء کے مستند حالات قلمبند کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی آخری جلد آپ نے مرتب فرمائی تھی۔

تھے۔ حضرت سرسند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد قمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ آپ نے ذبۃ المقامات، برکات احمدیہ جیسی مستند کتاب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھی تھی۔ اسے دنیا سے محدثیت میں بڑی شہرت ملی۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت، مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔

”بھائی صاحب! آپ خوف، زوال سے نجات پا کر مدبول حقیقی تک پہنچ گئے ہوں گے۔ اور تجربے سے کل تک اوز و ہاں سے اوپر تک بل گئے ہوں گے۔ اور قوسین سے ادا نئے تک پہنچ گئے ہوں گے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہوگا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی پالیا ہوگا۔ بلکہ ”المؤمن احب“ انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔“ کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہوں گے۔ علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آگئے ہوں گے۔ نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر سہم تن اثبات کو دیکھتے ہوں گے۔ بلکہ وہاں سے جمہول الکفیفیت تک پہنچے ہوں گے۔ اور وہاں قرار کیا ہوگا۔ اور خلیل سے نجیب کا رخ کیا ہوگا۔“

یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے

مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کی۔

میرے (مفت) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ ہاشم صاحب ایک جمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیائے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا کہ گذشتہ اولیاء سے بہت سی کرامت ظاہر ہوتی تھیں۔ اس زمانہ میں کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اب بھی اولیاء سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور جگہ لیجا لیں یہ فرمانا تھا کہ وہ خیمہ زمین و مجلس حرکت کرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے دیکھا تو اسے رک جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیاء کی کرامت کی بات کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے مفتقد ہو گئے۔ آپ کا مزار بڑا پتوریں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برے خلفا سے

ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے۔ علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے سنی سے پابند تھے اس واسطے آپ پر بھی مقرر چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سنت میں وقت کے تمام اولیاء کے سردار تھے اس واسطے انتخاب کی خدمت میں بڑے عجز و کمار سے مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوزہ کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اور خاندان الرحمت رضی اللہ تعالیٰ

عنہما نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی شیخ طاہر لاہوری کے حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور سر تعلیم کے سبب کافی کمزور ہو چکا ہے۔ شیخ طاہر لاہوری صاحب انتخاب سے اس قدر ڈرا کرتے تھے کہ ایک دفعہ انجنیا نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور قرأت بڑی کثرت سے ادا کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد نے صبح کے حلقے سے پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام احباب ڈر گئے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص شیخ طاہر ہے۔ شیخ صاحب میں چند دنوں میں ہی بدبختی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ نے زناہ پہن لیا۔ ایک بند و خور کے عشق میں تلک تلک اختیار کیا۔ حضرت مجدد اپنی توجہ سے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے مگر وہ اسی میں مشغول ہو جاتے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ اٹل قضا کی زد میں ہیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الہی میں خشوع و خضوع سے التجا کی کہ اسے پروردگار! مجھے لوح محفوظ کا تصرف عنایت فرما۔ جناب باری نے عنایت فرمایا۔ تو انتخاب نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ طاہر لاہوری کا نام اشقیاء میں درج ہے۔ حضرت مجدد نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر لفظ سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ واقعہ تواریخ اور حضرت مجدد کے مکتوبات میں درج ہے۔ جہاں آپ نے ان تمام شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات سے وضاحت کی ہے۔ شیخ طاہر کے اجازت نامہ اور سند خلافت میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ طاہر نے ان مصائب کے بعد سلوک ختم کر کے

خلافت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مصیبت اٹل ہوئی تھی۔ حضرت مجدد نے آپ کو نقش بند یہ تقادریہ اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت لاہور کی قطبیت بھی مرحمت فرمادی۔ حضرت شیخ طاہر بھی ادباً ہر سال درویشوں سمیت پایادہ حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ زندگی بھر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلق اور خدا جوئی میں آپ ایک مثال تھے۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کا کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے دوستی نہ کرتے۔ چنانچہ گورنر لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ آدم نے ایک جامع کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے سلسلہ تقادریہ اور چشتیہ کی اجازت حاصل کی۔ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار لاہور میں ہے۔

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری تقادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ مطابقت سے ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۴۰ء ہجری اکبری میں پیدا ہوئے تھے۔ شاہ سکندر بن شاہ کمال کھنسل قدس سرہ جاکے مرید ہو کر سلسلہ تقادریہ میں تربیت حاصل کی۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی کے والد خواجہ عبدالواحد قدس سرہ کے مرید ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ آپ وقت کے ممتاز عالم دین اور ماہر تعلیم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد مصوم اور خواجہ محمد صادق کی تعلیم کے لئے آپ کو مقرر فرمایا۔ تو آپ نے ان صاحبزادگان کی علمی تربیت میں بڑی محنت کی۔ ایک بار

حضرت شیخ عبدالحق الدین شہناز پوری رحمۃ اللہ علیہ | مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرنے

دریہ ماشیہ صفر سے آگے حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی مجلس میں از روئے مکاشفہ اعلان فرمایا کہ ہماری مجلس میں ایک ایسا شخص ہے جس کی پیشانی پر شعی اور ہوا کا فرقہ الفاظ لکھے ہیں۔ احباب کو تشویش ہوتی تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ قسمتی حضرت شیخ طاہر لاہوری کے مقدر میں ہے۔ ملاحظہ عالم و فاضل ہونے کے باوجود سرسند کی ایک خوش شکل ہندو عورت کے عشق میں پھنس گئے۔ اس کے لئے غماز و روزہ ترک کر کے زنا ر باندھ لیا۔ یہ عورت مندر میں جایا کرتی تھی۔ آپ بھی اس کے اشارہ پر ہندو لہاس پہننے اور تشفیہ ملتے تھے۔ یہ لگا سے مندر میں جا پہنچے۔ حضرت مجدد آپ کے احباب اور خصوصاً آپ کے دونوں صاحبزادوں کو اپنے قابل صد احترام استاد کی اس کیفیت پر بڑا صدمہ ہوا۔ صاحبزادگان نے سفارش کی۔ تو حضرت مجدد نے خصوصی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ سے ملا ظاہر کی توبہ کی توفیق حاصل کرنی مناسب سمجھنے کے بعد ملا ظاہر نے حضرت مجدد سے پوری پوری توبہ حاصل کی۔

حضرت مجدد نے آپ کو سرسند سے لاہور منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ اور وہاں کی قطبیت عطا فرمادی۔ لاہور آکر آپ نے پہلے مکر شیخ اسحاق (اندون شہر ہوتی بازار اور چونا منڈی کے پاس قلعہ شیخ پوریاں اور بعد از خوشحال سنگھ نے ایک قلعہ کھلی بنائی۔ قیام پاکستان کے بعد اسے سی آئی اے کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ ان دنوں مستورات کا ایک کالج بنایا گیا ہے) میں قیام کیا۔ لاہور کے گل کوچے آپ کے علم و فضل کی روشنیوں سے متور ہونے لگے۔ رات دن ظاہری اور باطنی علوم کے طالبیوں کا مجمع ہونے لگا۔ ان دنوں جہاں لاہور کا قبرستان میانی ہے۔ وہاں اکبری دور کے ایک امیر حافظ جان محمد کا گائوں تھا۔ حافظ جان محمد نے حضرت ملا ظاہر کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اور نہایت احرار سے اپنے گائوں لے آئے۔ یہاں آکر آپ نے ایک دینی دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور اس علاقہ کا نام میانی آپ کی نسبت سے

تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ غماز کے بھی اتنے پابند نہ تھے۔ ایک

(بقیہ ماشیہ سابقہ سے آگے) مشہور ہوا۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں کہ آپ فقہ حنفی کی کتاب اپنے ہاتھ سے خوش خط لکھتے اور اس پر خوشی و تعلیقات لکھ کر فرو کر کے روزی کما تے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جو روحانی تربیت دی تھی اس کی ضیاء میں لاہور اور پنجاب کو روشن کرنے لگیں۔ اگرچہ آپ نے سرسند سے لاہور آنے قدرے چھپکا ہٹ محسوس کی مگر یہاں آکر اور ارج بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ شفقت نے آپ کو مال کر دیا۔ آپ نے ان فرائضات کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی کو ایک خط میں کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور مقتدر صلیب شیخ آدم پوری مجددی حضرت ملا طاہر لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور نور سے ہی نکلے پاؤں پہنچے اور حضرت طاہر قدس سرہ سے روحانی فیض پاکروا پس جاتے۔ آپ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۸ء فرم الطرام کو ہجر ۵۶ سال فوت ہوئے اور اپنے دارالعلوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جہاں آج تک آپ کا مزار اہل عقیدت کی زیارت گاہ ہے۔ سب سے پہلے آپ کا روضہ شیخ ابو محمد رئیس لاہور نے تعمیر کرایا۔ آج سے ۱۶۰ سال پہلے فیض الدین جو راجہ وہاں سنگیہ کا ملازم تھا نے اسے از سر نو تعمیر کرایا۔ قبرستان کی چار دیواری بنائی۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے والدین یا آبا و اجداد کا ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دو شاہان کیں مگر اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے پانچ خلفاء ابو محمد قادری لاہور (مدفون میانی)، سید صدیقی (مدفون دہلی)، حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جنۃ البقیع مدینہ منورہ)، مکین مست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون بیرون مری دروازہ لاہور)، اور شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جہۃ شریف) سالکان وقت ہوئے ہیں۔

(مستحق)

روز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم کیا تو آپ سے وجہ پوچھی جو عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بتا۔ آنجناب نے فرمایا کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلوت میں لے جا کر ذہنی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بے خود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا۔ تو آپ نے آنجناب کی خانقاہ میں رہ کر آنجناب سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحب کے مرہم بیٹی اور شیخ صاحب کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ لشکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آکر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور یاد الہی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ہر روز دیر طرہ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنجناب کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی عرض بھیجی:

”کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا: ”انت سراج اللہ“ تو اللہ تعالیٰ کا چہرہ سراج ہے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعات دل خوش کن ہیں۔ گو ناقل میں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو ہو کے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الہی میں مشغول رہتے۔ آپ کا مزاج سہارنپور میں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ بیہنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیجی ہے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی نفس کی رعونت کا علاج میں سبق پڑھا رہے تھے۔ کہ شیخ نور محمد اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذرا کہ جس طرح ہمیں معلوم ہے اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آنجناب نے ان کے خیال سے باطنی طور پر اکاہ ہو کر دونوں کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بڑی شغلش کی لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حام الدین نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان کے نفس ابھی موٹے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات ہر روز دن کے وقت جگٹوں اور ویرانوں میں پھرنے رہتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو تو مسجد تلے کا مدتوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کرا دیں۔ اس سے ان کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہیگی اور مسجد کی خدمت بھی ہو جائے گی۔ آنجناب اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دونوں جوانمردوں نے مختصری مدت میں سالہا سال کا پڑا ہوا کوڑا کرکٹ صاف کیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر ان کے حال پر مہربانی کی۔

حضرت لے شیخ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت دے کر مندوستان کے مشہور شہر بلستہ میں بھیج دیا۔ لیکن شیخ صاحب آپ کی یہ کیفیت حضرت مجدد نے

سنی۔ تو ایک ترمذی اکابر حکم جاری کیا اور انہیں لکھا کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنجناب کے ارشاد کے مطابق دریا سے گنگا کے کنارے شہر کی طرف کھانسی پھونسن کی ایک کٹیہا بنائی اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ نور محمد بڑے اولیاء میں سے ہیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ | تعالیٰ عنہ کے عظیم ترین خلفاء میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال لکھ چکے ہیں۔ جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پہلے وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیاء کے منکر تھے جو وحدت وجود کے قائل تھے۔ حضرت مجدد نے ابتدائی طور پر شیخ حمید کی تربیت وحدت وجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مردہ گائے کو پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں حضرت مجدد نے حضرت شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔ اور ایسے خیالات کو اللہ کی شان میں امانت قرار دیا۔

مولانا عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بڑے امیر نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کوئی کرامت دیکھی کہ تو ان کا مرید ہو گیا۔ میں نے شیخ حمید کا واقعہ بیان کیا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے کادھوون ذریعہ شفا بن گیا | اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کو انہیں کے

وطن کی خلافت دے کر روانہ فرمایا۔ رخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے عرض کی۔ کہ مجھے آنجناب حضرت مجدد اپنے پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحب نے اس پاپوش کو سرنبد کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگال کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس نعل مبارک کو دھو کر پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سمٹ پائند تھے۔ آپ کا سلم ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور پر رائج ہے۔ آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
حضرت شیخ منزل رحمۃ اللہ علیہ | تعالیٰ عنہ کے قدیمی خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے آنجناب کی بہت خدمتگاری کی اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کیے۔ خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور مقام پر اس بارے میں لکھتے ہیں کہ تمہارے لئے شیخ منزل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے ہیں۔ ایک بار شیخ منزل پہاڑ کی سیر کو گئے اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھلا تو غار میں گر کر رہی ملک بقاء ہوئے کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا۔ اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی کو خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ منزل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کوئی شخص ان کی فریاد رسی نہیں کرتا۔ ایک جگہ نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ آنجناب کو آ کر خبر دی۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فاتحہ پڑھی

شیخ صاحب درع اور تقویٰ سے موصوف تھے۔

حضرت شیخ طاہر بخش رحمتہ اللہ علیہ
آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔
آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا اور خلافت پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ کو
خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی
دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے کہ جب انجناب علوم و معارف بیان
فرماتے تو آپ اس طرح آرسے اور نعم کہہ کر سر ہلانے کہ حضرت قیوم اول رضی
اللہ تعالیٰ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے کہ ابا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف
ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ انجناب نے آپ کو خلافت دے کر جو پور بھیجا۔
لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح و منہج ایسی اختیار کی کہ
لوگ انہیں ملاحتی کہنے لگے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ چنانچہ آپ نے
حضرت مجدد کی خدمت میں لکھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عجیب
سادہ لوح ہو۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیے۔ لوگوں کے مجمع کی ضرورت نہیں۔
ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیے۔ نیز لوگوں کے
دلوں کو ہاتھ میں لائے کہ لے لے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ ملامت نہ ہو سکے
اس بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف ایک مکتوب
بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے پابند تھے۔
آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مخصوص بابوں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی
بائیں بیگز قدس سرہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا تھا۔ آپ

انجناب کے ساتھ سرسند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ باقی بائیں بیگز
قدس سرہ نے سفارش کی تھی کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں
اجل نے آدبا یا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین نزع کے وقت تشریف
لائے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرا کام سرانجام نہیں ہوا۔ انجناب نے آپ کے حال
پر توجہ فرمائی اور کام سرانجام فرمایا۔ آپ انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکر یہ بھیجائے
سرفردوں پر رکھا اور راستے ملک بقا ہوئے۔

حضرت مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ
برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔
حضرت مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اول رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ
کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک کی منازل طے کرائی گئیں۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان
بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں انجناب نے آپ کی تعریف لکھی ہے کہ مولانا کی بزرگی میرے
نزدیک اظہار من الشمس ہے۔ اس ولایت کی قطبیت بھی حضرت مجدد نے مولانا کو عنایت
فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزار ہا لوگ آپ
کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۲۶۶ھ ہجری
میں آپ نے حلت فرمائی۔ انجناب نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ
مغفرت پڑھا۔

حضرت مولانا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ
آپ مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ انجناب کے ایک
مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں۔ اگر
تمہیں ہندوستان یا ماوراء النہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام
ہوں گے۔ بعد ازاں مولانا حسن انجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انجناب نے

انہیں خلافت دے کر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے۔

حضرت مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا و بقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ میں فقر کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا۔ میں نے سرسبز کی جامع مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو یہ اختیار آنجناب کا شیفہ ہو گیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دھوکا غسالہ تعال میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً پی بیا پیٹتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن اور رات کے مختلف درود و طائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اول مجدد خلفائے ہیں۔ اہل ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ نے آنجناب کے حوالے کیا تھا۔ آنجناب نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی۔ جو مکتوب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ سے ملا کر کوچ کے لئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بہت اچھا کہاتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے۔ حسب ذیل شعر اسی مثنوی سے ہیں۔

بہتہائی چنین میل و لم چیت ازین تنہا نشستن حاصل چیت
سگم من در سگی معذور با شمع بدین حذر اندہ خلالت دور شمع
فلط گفتیم کہ سگ اندازیں راز کہ خود را کردہ ام نسبت بوزار
زننگ این سخن افشاں برآرد کہ بد عہدے ز ما خود را شمار
مکان خود صاحب خود را شناسند بے از نا شناسائے براسند
خود سائے شناسد نے خدا را چرا بد نام ساند خیل مارا
دیرین مدت کہ عمر من بسرشد نہ اندین مدتہ اند کہ ہم خبر شد
ندانم ہر چہ ملت رستم من نہ سگ نے آدمی لبس رستم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ | شادمان اصفہان کے علاقے میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ آپ اسی شہر شادمان کے رہنے والے تھے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مکتوب بھیجا جہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔ اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمد تھے اور وسط میں شیخ عبدالحی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قرآن السعدین سمجھو۔

شیخ عبدالحی حضرت مجدد کی نظر میں | آنجناب نے جو مکتوب شیخ نور محمد کی طرف لکھا اس میں شیخ عبدالحی کے

حالات یوں تحریر فرمائے کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے اور تمہارے پڑوس میں بھی۔ یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کے لئے اس کی صحبت غنیمت ہے۔ کہ تو وارد ہے اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی۔ بلکہ فنا و بقا سے بھی پرستے تک کی بھی اسے خبر ہے۔ اور جذبہ و سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذر گاہ ہے۔ مکتوبات کی بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہو سکا اس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جمع کی تھی۔

آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں۔

حضرت شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نہایت عزیز الوجود مرد تھے۔ سلوک باطنی آپ نے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرمد کے طریقہ پر راسخ القدم تھے۔

آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں اور حضرت

حضرت شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلیٰ وہ ہے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر

صاحبِ بینۃ الافقیاء نے حضرت شیخ عبدالحی کا سال وفات ۱۲۸۵ھ لکھا ہے۔ اور تاریخ اس شعر

اعظم است سانش

قطب دین حق پرست عبدالحی

ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں۔ میں (محقق) نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحبِ انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنؤ میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

طائفان بر خشاں کے
حضرت مولانا یار محمد قدیم طائفانی رحمۃ اللہ علیہ علاقے میں ایک شہر ہے۔

مولانا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے حسن کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے میرے بنی کریم پر درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے تو آپ اس ہودج میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے جو عرفات میں انجما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لایا گیا تھا۔ زیارت کرنے ہی سیوش ہو گئے۔ جب آفاقہ ہوا۔ تو رقص کرتے گئے۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجیبی مجنون ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے۔

گرایں بیٹے از خمیر بیرون شود بسا کوہ و صحرا کہ مجنون بود

حضرت مولانا یار محمد جدید طائفانی رحمۃ اللہ علیہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنجناب کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی
 حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیمی اصحاب
 سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ
 کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل
 دسترس تھی۔ حضرات اقدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات مفصل درج
 فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سنوالات الاقنیاء جس میں حضرات آدم علیہ السلام سے لے
 کر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں۔ تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت
 سی کتابیں تالیف کیں۔

حضرت شیخ بدرالدین سرہندی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تربیت یافتہ اور
 خاوند مجدد کے مشہور تذکرہ نویس کی حیثیت سے شہرت دوم کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے
 خاندانِ راستہ و شاخِ اہلِ اولاد و امجاد پر حضرات اقدس نام کی کتاب دو جلدوں میں تبصر فرمائی تھی۔ آج یہ کتاب
 فارسی اور عربی میں ہے۔ اگرچہ ہانکم کشی کی کتاب زبدۃ المقالات خاوند مجدد کی ایک نام و ستاد بزرگ ہے
 مگر حضرات اقدس (وجہات الارباب مرتبہ ۱۰۴۲ھ) کا ایک اپنا مقام ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب سیر احمدی
 بھی تحریر کی تھی۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے پسند فرمایا اور بعض مقامات پر اس کی اصلاح بھی فرمائی تھی۔ مگر
 اس کتاب کا مسودہ چوری ہو گیا۔ حضرت شیخ بدرالدین صاحبِ قلم تھے اور تذکرہ نویس ہیں بالکمال تھے۔ مرتبہ کے
 علی اکبر کو دہی نے آپ کو برصغیر کے بزرگانِ کرام کا تذکرہ لکھنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے دیرینہ ہزاو صوفیاء کا تذکرہ
 سلسلہ میں مکمل کر لیا۔ اور اس کا نام جمع الاولیاء رکھا گیا۔

آپ کی شہرت قلمی سے متاثر ہو کر داراشکوہ نے مناسبت میں آپ کو دہلی طلب کر لیا۔ اور فرما کر کش کی
 کہ جہتہ الاسرار اور بعضہ التواضع کا فارسی میں ترجمہ کریں۔ ان تراجم سے خدمتِ علی تو داراشکوہ نے
 (بقیہ مشیہ آئندہ صفحہ پر)

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضرت مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ آپ ان اشخاص میں
 سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ قدس سرہ العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
 میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

آپ بھی ان لوگوں میں
 حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب
 باقی باللہ بزرگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے
 سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف
 آنجناب نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھی۔

(بقیہ مشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی تفسیر عرانیس البیان کے ترجمہ کا کام سپرد کر دیا۔ آپ نے عرانیس البیان
 کا ابھی چوتھا حصہ مکمل کیا ہی تھا کہ داراشکوہ کے اقتدار کو نوال آگیا۔

صال احمدی بھی آپ کی ایک غنصری تالیف ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے مرض الموت سے وصال
 تک کے واقعات کا تذکرہ ہے آپ نے یہ نوائی بعد از موت لکھی۔ پھر مدح کا بھی سنوالات الاقنیاء لکھی۔
 فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ کیا۔ (استفادہ ماہنامہ نور الاسلام اولیائے نقشبند نمبر)

آپ بدایوں کے فاروقی الشب بزرگ تھے۔ بعض تذکروں میں آپ کا اسم گرامی شیخ عبدالہادی
 ممکن لکھا گیا ہے۔ آثار اولیائے شہر بدایوں کے مولف سید منظور علی منظور بدایونی نے
 آپ کی تاریخِ فطانت و شغبان سلسلہ لکھی ہے۔ مزارِ شکیہ خرم شاہ بدایوں میں ہے۔

حضرت شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ | آپ کے مرید ہونے کا حال
پہلے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سلوک
باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طریقت کے بڑے
پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے۔

حضرت شیخ محبت اللہ مانیکپوری رحمۃ اللہ علیہ | آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ
بر مانیکپوری سے خلافت حاصل
کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمان کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنجناب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنجناب
نے آپ کو خلافت دے کر آپ کے وطن مانیکپور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں
آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارے میں آپ نے آنجناب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرض بھی کی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیج دیا جائے۔ آنجناب
نے پھر آپ کو الہ آباد بھیج دیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ
آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الہ آباد میں ہے۔

حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول ہیں
آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ جن بخت گریز
زادی میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید و دولہ تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ
اٹھایا۔ ان میں سے ایک شیخ آدم بوندی بھی ہیں۔ یہ ابتداء میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے
پھر اراں حاجی صاحب انہیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ سرسند سے
بائبر ایک گاؤں میں رہے۔ پھر چند روز بعد آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک
صاحب خیریتہ اصفیاء نے آپ کے گاؤں کا نام پہنچا۔ پھر متصل سرسند بکھا ہے۔
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

روز آنجناب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا مجھے ہمارے دوستوں پر بھی
تعزیت ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پر لے آنا ہوں۔
لیکن حاجی خضر پر اتنا بھی قابو نہیں۔

آپ پہلے شاہ فضل اللہ بر مانیکپوری
حضرت شیخ احمد دینی رحمۃ اللہ علیہ | کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت محمد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحب
کے ساتھ رہے۔ پھر دوبارہ حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آپ نے
خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ | کابل کے درمیان ایک قصبہ ہے
حسن ابدال لاہور اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ پہلے حضرت شیخ عبدالاحد حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی
کے زیر تربیت رہے۔ پھر حضرت مجدد کی خدمت میں رہ کر مکمل سلوک کی۔ حج پر گئے تو دنیا سے اسلام کے منہ
آپ کی طرف کھینچے چلے آئے۔ آپ کی وفات ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔

۱۔ جناب منظور الحق مدنی نے اپنی کتاب تاج الدین حسن ابدال مطبوعہ ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ
پنجاب لاہور میں شیخ کریم الدین حسن ابدالی کی وفات منسلک لکھی ہے۔ اور آپ نے تاریخی حوالوں اور
مقامی شہادتوں سے تحقیق کی کہ ثابت کیا ہے کہ آج لوگ جس مقبرہ کو نشانقاہ حضرت بابا حسن ابدال خٹو
کہتے ہوئے ہیں دراصل یہ شیخ کریم الدین حسن ابدالی مجددی کا مزار ہے۔ بابا حسن ابدال کا مزار قندھار کے
قرب ہے۔ آپ موضع قندھار کھر کے رہنے والے تھے۔ جو حسن ابدال سے چند میل فاصلے پر ہے۔ اور یہاں سے
کثیر کوئیکہ سڑک جاتی ہے۔ شیخ کریم الدین آخری عمر میں حسن ابدال آگئے۔ جہاں آپ کی وفات ہوئی اور مزار بنا۔

شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس علاقہ میں سلسلہ مجددیہ کو بہت رواج ہوا۔ چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپ کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب حضرت مجدد نے غلوت اختیار فرمائی تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتدا تھا۔ حضرت شیخ صاحب کا مرید تھا۔ اس طرح اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحب پوری اکتیس دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحب نے اس بارہ میں ایک عرصہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ آنجناب نے تصدیق فرمائی اور ان واقعات پر ایک مکتوب آپ کی طرف تحریر فرمایا۔

آپ بھی ان لوگوں میں
حضرت مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جنہیں حضرت خلیفہ باقی باللہ سیرنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ بہشت میں نماز ہوگی یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور رو دیئے۔ کہ پھر وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی ہو

ہوگی۔ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں سلوک باطنی مکمل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کو بخانا بھیج دیا۔ آپ وہاں جا کر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ عبد الواحد ہمارا مہمان آیا ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان کیا۔ لوگ آکر مولانا عبد الواحد صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔ اور مرید بن گئے۔

حضرت مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ عنہ کے کامل خلفاء سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ حضرت مجدد کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ سندھ میں حج کے لئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کے بہت منت سماجت کرتے۔ لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے دوا دار نہ تھے۔ ٹاٹ پسینے سرپلوں سے ننگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ منورہ پہنچے بعد ازاں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کے لئے شام گئے۔ اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی
حضرت مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت ہی متقی و محال خلیفہ تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی
حضرت شیخ واؤد ساکی علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب ہمسار و نیستی تھے۔

حضرت شیخ سلیم نوری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکمل خلفاء سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ محمد چری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے اجل خلفاء سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے۔

حضرت شیخ نوری محمد نہاری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ میں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی گئی ہے۔

حضرت صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ میں صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے۔

حضرت مولانا صادق کابلی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفاء تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ قلم پینچے۔

حضرت مولانا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آنجناب کی خدمت خاص آپ کے ہی پر دتھے۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا۔ آنجناب آپ پر بہت مہربان تھے۔ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔

حضرت مولانا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ | آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت صوفی فرمان مجدد رحمۃ اللہ | آپ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص و دستوں میں سے تھے۔ آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم الخدمت ہیں۔ آپ کو احسنی عمر میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم خلفاء سے ہیں۔ آپ نے حب قاعدہ سلوک آنجناب کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا بنا عمت پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ | آپ روم کے بڑے اجل کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑکی حضرت

خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکحولہ تھی۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے۔

حضرت مولانا حمید احمدی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔

حضرت حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے۔

حضرت شیخ عبد الرحیم پھر کی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محل خفا سے تھے صاحب انکسار و نیستی اور قوی جذبہ تھے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آنجناب نے آپ کو فناۓ اتم کی خوشخبری دی۔ آپ نے سلوک باطنی اور مقام ولایت کی انتہا تک پہنچ کر حکم کیا۔

حضرت مولانا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص پیروں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک محقق کیا۔

حضرت مولانا عبد الغفور سمرقندی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجل اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنجناب سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا۔

حضرت حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ | آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر پیروں سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔

حضرت خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہ و خواجہ خورشید علیہ السلام | یہ دونوں حضرت

باللہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں مخدوم زادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اور فرمایا کہ ان پر توجہ دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی قوت اس درجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد حبیب دونوں عزیز بائع ہوئے تو سرمہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی سرسبز تھے۔ ابھی سرسبز تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہلا بھیجا کہ اگر والدین زکوٰۃ کی وصیت کے مطابق آئے ہو تو آؤ اور اگر اپنی پیر زادگی کے لحاظ سے آئے ہو تو میں پیر زادگی والے آداب و استقبالی سجالاؤں۔ دونوں نے عرض کر بھیجا کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خاتفاہ میں رکھا اور سلوک محکم کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورشید پر حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ زیادہ تھی۔ چنانچہ اپنی نسبت خاص کا القاب بھی فرمایا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ محمد کو بہت پسند فرماتے ہیں کہ وہ محمدی مشرب ہے۔ محبوب ہے۔ خواجہ خورشید

نے خلاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ پہلی جلد کا دو سو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد پر مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خرد محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب نمبر ۸۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکما عین ذات کہتے ہیں۔ اور متکلمین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے اور اسی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے۔ وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خرد ہی کے نام لکھا گیا ہے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام آپ نے مکتوبات میں قفا و بقا، ولایت، قرب، معرفت، حضرت احدیت کی بشارت، لکھی ہیں۔ ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طولات ہے۔ اس واسطے مجملہ بیان کیا گیا ہے۔ آنجناب کے تمام خلفاء کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت سے خلفا اس وقت گذر گئے۔ اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفاء کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بنور، سرسندھ سے بارہ کوئس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ پھر انہیں کے وسیلے سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے سستیل ہے لیکن ان کا دادا پٹھان تھا۔ القصبہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا وہ انہوں نے الفا کر دیا۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد بزرگوار 'کو اکب دریا' میں لکھتے ہیں حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتاً عطا فرمایا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس تھا۔ میں نے سب تمہیں پلا دیا۔ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں اب میں تمہیں بھر زغار کے پاس سے چلتا ہوں۔ پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں لائے یہاں پر پھر تو کچھ ملا سوا

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

کم نصیب ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجیر میں مجھے خدمت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مامور فرمایا۔ اجیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرسند میں مجھے خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا تو ہم مجبوروں کے سینے داغِ حسرت سے بریاں تھے۔ غل کے وقت آنجناب سے خوارقِ عظیم کا ظہور ہوا۔ اکثر احباب نے آنجناب کے وصال کے بعد آپ کو اپنے ساتھ ناز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں حضرت مجدد کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنجناب کے روح مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی میں کرتا ہے۔ جیسے زندگی میں آنجناب سے فیض حاصل ہوتا تھا۔ بجنسہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ (عاجی خضر افغان) نے آنجناب کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادر بہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا۔

عاجی خضر دہلوی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے بیعت تھے اور سلسلہ قادر یہ چشتیہ میں فیضانِ یافقہ تھے۔ مگر شیخ عبدالاحد کے حکم پر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہوئے۔ اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں بڑا مقام حاصل کیا۔ آپ قصیدہ بول پور جو سرسند کے قریب ہی ہے پیدا ہوئے اور وہاں ہی قیام پذیر تھے۔ حضرت مجدد کی نگاہ سے آپ کی شہرت ہندوستان سے نکل کر تمام اسلامی ممالک تک پہنچی۔ آپ نے عالم اسلام کی سیاحت کی۔ وقت کے مقتدر شاہ کی زیارت کی۔ حرمین الشریفین میں پہنچے۔ بیت المقدس گئے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

خلیفہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالاتِ عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت امام ہادی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفلِ قصوے و ذروہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی صاحب کی اجازت سے قبل اہلِ دل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرشِ نشانِ آستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمتِ اقدس میں عرض کئے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی دہلی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے مرید ہونے کا شوق دلائے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہو گا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد صاف تھا۔ اس واسطے میں آنجناب کی خدمت میں منقول رہا۔ مدت بعد مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ مجھے اویسی رحمانی محبوب ربانی خلیفہ صدیقی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات و احوال میں ابتداء ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بخیر جانے کے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی تعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مند نشین اور مشیغیت پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ فور یا طنی واقف ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے ضرور پوچھ گا تم نے باوجود قدرتِ ہدایت کے اپنے آپ کو معذور رکھا ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناکید فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کر دیا۔ شیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ نہیں یہ کمالات تعجب سے ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبولیت عامہ و نامہ نصیب ہوئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار اہلسی کو دیکھا تو پوچھا، میرے سلسلہ میں کوئی ایسا شخص جو تیرے کو قربیب سے محفوظ ہو، اہلسی نے بتایا، آپ کے خلیفہ حاجی خضر میرے دام تزییر سے ہمیشہ بچ جاتے ہیں، حضرت حاجی خضر ۵۲۰ھ میں فوت ہوئے اور بہلولپور میں مسوا بنا۔
(ماخوذ از خزینۃ الاصفیاء)

۱۔ اگرچہ شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے حالات کتاب کی جلد اول و دوم اور خصوصاً جلد دوم کے دیباچہ میں لکھے جا چکے ہیں مگر اس ماضی لیکانہ اور عارف زمانہ کی زندگی کے بعض احوال مفتی فہم سرور لاہوری قدس سرہ کی کتاب خزینۃ الاصفیاء سے اخذ کر کے ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری سرمد کے مصنفات میں قصبہ بنور میں پیدا ہوئے۔ حاجی خضر قدس سرہ سے علوم تصرف حاصل کیا، اور آپ کے حکم پر حضرت میر احمد سرمدی مجدد الف ثانی کے حلقہ ارادت میں آئے اور بلند درجات پر پہنچے، مولانا بدیع الدین اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ آپ اتباع سنت رفیع بدعت میں نہایت استقامت سے قائم رہے، آپ کی مجلس میں روزانہ ایک ہزار طالبان سلوک حاضر رہتے تھے، اور ایک ہزار سے زیادہ لوگ آپ کے دسترخوان سے ہر روز کھانا کھاتے تھے، آپ والد کی طرف سے حسنی سید اور والدہ کی طرف سے افغان تھے۔

مذکورہ آدینہ کے موقف سے لکھا ہے کہ آپ ۵۲۰ھ میں لاہور تشریف لائے تھے، آپ کے گرد اگر وہاں اور سادات شریح اور علماء کا ایک بڑا ہجوم حلقہ تھا، تو سلطنت کے بعض امرا نے جائزہ لے کر بادشاہ جہانگیر کو کہا کہ اگر یہ شخص کچھ عرصہ مزید قبولیت عامہ حاصل کر گیا تو آپ کی سلطنت کے لئے خطرہ پیدا کر سکتا ہے، بادشاہ نے صیغہ صورت حال کو معلوم کرنے کے لئے اپنے وزیر نواب سعد اللہ کو آپ کے پاس بھیجا، آپ نے وزیر سعد اللہ کی آمد پر اس کی طرف خاص توجہ نہ دی، وہ دل میں بگڑ گیا، چونکہ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پر گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نواب سعد اللہ روحانیت سے بے بہرہ تھا، اس نے آپ کے نیا نہ منسل کے عظیم اجتماع کو سیاسی نظر سے دیکھ کر بادشاہ کو رپورٹ دی کہ یہ شخص کسی وقت سلطنت کے لئے خطرہ بن سکتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان دنوں شاہی فوجیں جگہ کتھار اور راجہ جگتہ کی جنگیں والہ سلطنت سے بہت دور ہیں، یہ شخص کسی وقت بھی قلعہ پر قابض ہو جائے گا، بادشاہ نے حضرت شیخ آدم کو گزارش کی کہ آپ لاہور سے اپنے وطن سرمد چلے جائیں، آپ نہ صرف بنور گئے بلکہ اعلان کیا کہ ہم ستان چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کر رہے ہیں، آپ سرزمین حبیب پہنچے، حج کیا، زیادہ روزہ نبوی سے مشغول ہوئے اور وہاں ہی وفات پا کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

مولانا بدیع الدین سرمدی آپ کے پیر بھائی اور ہم سلوک تھے، آپ نے مناقب لاہور میں آپ کی کمالات لکھے ہیں، حاجی محمد امین بخاری نے اپنی کتاب مناقب الخوات میں آپ کو ہدیہ تفسیر پیش کیا ہے، اسی طرح تذکرۃ الاولیاء، سلوات الاقطار اور روضۃ السلام کے مؤلفین نے آپ کے بھرپور مناقب اور مراتب لکھے ہیں، حضرت آدم بنوری نے اپنی زندگی میں ایک لاکھ طالبان جن کو سلوک کی تعلیم دی کر اپنا خلیفہ بنایا تھا، اگرچہ آپ ابتدائی زندگی میں فن سپاہ گری کے ماہر تھے اور غلیہ فوج میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کر چکے تھے، مگر حجاز ہجرت حقیقی نے آپ کو حضرت مجدد کی بارگاہ تک پہنچایا، اور آپ راہ سلوک کے نامور بزرگ بنے، آپ نقشبندیہ اور مجددیہ سلسلہ کے علاؤ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور شطاریہ سہل میں اجازت دیا کرتے تھے، آپ کو خلیفہ الزمان اور قطب الاقطاب کے خطابات سے نوازا گیا۔

حضرت آدم بنوری دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو روضہ منورہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے، دروازہ خود بخود کھل گیا، آپ اندر گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر شیخ کو دست بوسی کی سعادت بخشی، یہ

مشاہدات سے مشرف ہوتے اور آپ کے خلیفہ بن کر منبر ارشاد اور تکمیل پر بیٹھے
آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں۔ اور حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود
شیخ صاحب بھی صاحب استقامت، ورع اور تقویٰ تھے۔ امر معروف اور نہی
منکر آپ کا پسندیدہ شایوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھ سے زیادہ ہیں شیخ صاحب
بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے جو شاید کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہو گا۔ آپ
کی نظر میں اعلیٰ ادنیٰ، چھوٹا بڑا، وضیع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں
امرا کی سنی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی۔

(بقیہ حاشیہ منسوخہ سے آگے) واقعہ تمام حاضرین دیکھ رہے تھے۔

اپنے اپنی کتاب نکلتا لاسرا میں کھڑا ہے۔ کو فقیہ کسی کو تعزوت میں نہیں لاتا۔ وگ خود بخود
کچھ چلے آتے ہیں۔ اس طرح فقیر نے اب تک چالیس ہزار حضرات کو صاحب ارشاد دنیا یا ہے۔ آپ کے
ایک خلیفہ شیخ صالح نقشبندی لکھتے ہیں کہ میں آپ کا مرید ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مجددِ طریق
نیا ہے۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ تمام اولیائے متقدمین تشریف لا
رہے ہیں۔ میں ہر ایک سے مصافحہ کر رہا ہوں۔ ہر ایک بزرگ مجھے مبارک دینا کہ میں مجددِ آدمیہ کے
سلسلہ میں مرید ہوا ہوں۔ یہ طریقہ پسندیدہ سلسلہ ہے۔ صبح اٹھا۔ دوڑا دوڑا حضرت شیخ کی خدمت
میں گیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ صالح الحمد للہ تمہیں الہیمان ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ بنوری کے
چاچے بیٹے تھے۔ اور دو درگیاں تھیں۔ سفر حجاز میں آپ کے تین بیٹے شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد اولیاء اور شیخ
محمد حسن آپ کے ساتھ تھے۔ مگر شیخ غلام محمد ہندوستان میں رہے۔ آپ مدینہ منورہ میں ۱۳ ماہ شمال کو
بٹھے۔ جنت البقیع میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کے سایہ میں دفن ہوئے۔ فرماؤم ہادی بنی اہ
شیخ زینب آدم سے تاریخ وصال برآمد ہوتی ہے۔

نواب سعد اللہ خاں حاضر خدمت ہوئے | ایک روز کا ذکر ہے کہ
بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں
آپ کی نیارت کے لئے آیا لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی
خانقاہ میں باورچی لوگ بادلو کھانا پکایا کرتے اور برابر بانٹا کرتے۔
شیخ صاحب فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ کھٹ کا پراغ
روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے
یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں ایک
نورانی لڑکا پیدا ہو گا۔

نیر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیز نکال کر عنایت فرمائی۔ کہ اسے
کھا لو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھا لیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔
اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ
سے ہے۔

میرے (مصنف) جد امجد "کواکب دربیہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت فیوض ثانی
عزوة الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچے ہیں
اور حضرت خازن الرحمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تزیہیات کے شروع تک پہنچ
چکے ہیں۔

شیخ آدم بنوری کے مریدوں کا ایک غلط تاثر | شیخ صاحب کے مرید
آپ کے حق میں اس قدر
افراط بلکہ غلو سے کام لیتے ہیں جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں۔

وہ شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے ہیں حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں سے بھی۔ وہ خدا سے بہتر دُستے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولی جہد اور وصی مطلق ہیں شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اول خلیفہ میر محمد نمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں آنحضرت نے خود مکتوبات میں مفصل و شرح بیان فرمادی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں۔

حضرات القدس، اور

حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات | برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفاء اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں، ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے اور ان کے مصنف بھی آنجناب کے خلفاء ہیں، بلکہ حضرات القدس تو آنجناب کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنجناب کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ علامہ شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاجی سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مردانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں ایک احمی آدمی ہوں اور حقیر کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی، بونفص طالب ہوں ان کی خدمت میں حاضر

ہوں۔ اگر مجھ سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کے لئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ میں نہیں جانتا کہ شیخ صاحب کے سلسلہ طے پھر کس دلیل سے شیخ صاحب کو آنجناب کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں۔

مقام قیومیت کا صحیح ادراک

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خبر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح دیتا ہے وہ سرکشیاً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے۔ اور آنجناب کا منکر ہونا ایمان کی کمی کی دلیل ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب چارے پیر ہیں، اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں تو اس کی دہی مثال ہے کہ چشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے بید جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہہ دیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس واسطے باقی تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ہذا اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہہ راہضینوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار تو ارتداد کا باعث ہے اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام

اصحاب کمالات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہوتے گئے۔ ہزار سال بعد پھر ایسے کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں۔ ہم ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کر آئے ہیں۔ کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیومت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے۔

شیخ آدم بنوری کا حضرت محمد معصومؐ سے ایک اختلاف

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک لاہوری فاضل دوست نے ایک بار شیخ صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند شاہجہان بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس فاضل کی دعوت قبول کر کے پانچ ہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئینہ کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کے لئے شہر میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں۔ آئینہ اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سبکی ہوگی اور سلسلہ مجددیہ کا وقار مجروح ہوگا۔ دوسرے دن حبیب شیخ صاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ فرمائی۔

اور خاموش رہے۔ لیکن حضرت، خازن الرحمت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں نیت کی ہے اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب نے اس بات کو وزن نہ دیا اور لاہور روانہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحب نے کہا تھا کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے انہوں نے آئینہ کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ غالباً شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا پرواہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے۔ اب مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اور جو کمال میرے نصیب میں تھا وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کو اتھا کیوں کروں؟

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب کی یہ باتیں سن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سرہند کے قریب پہنچے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملا بدر الدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحب کے پاس بھیج کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے ایسی باتیں کہی ہیں انہوں نے صاف انکار کر دیا اور یقین دلایا کہ میں نے نہیں کہیں۔ جنہوں نے یہ باتیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے۔ بایں ہمہ شیخ صاحب نے اگر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام سمجھتا ہوں۔ اور اپنے پیر کا ثانی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو اپنے کثرت پر پورا بھروسہ تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے استعجاب رہی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو انہیں پوچھنا نہیں چاہیے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا تو اس پر عمل کرنا چاہیے تھا۔ جب شیخ صاحب لاہور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں آتے اور زیارت کرتے آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی کہ یا زاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل ہو جاتا جب بادشاہ نے سنا کہ لاہور میں ایک ایسا شیخ آیا ہے تو اس نے بھی ملاقات کا ارادہ فرمایا۔ اس مطلب کے لئے پیسے ملک العلماء مولوی عبدالحکیم یا کوٹی اور اپنے وزیر سعد خاں کو بھیجا۔ جب دونوں شیخ صاحب کے پاس آئے تو شیخ صاحب نے انہیں خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی چنانچہ وہ خلوت کے باہر خائفانہ میں بیٹھ رہے۔ دیر بعد جب آپ خلوت سے نکلے تو پھر بھی ان کی طرف التفات نہ فرمایا۔ مولوی صاحب اور وزیر صاحب منصب ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں جید عالم بھی تھے۔ انہوں نے جب علی مبارک شروع کیا تو شیخ صاحب اول تو ان کی باتوں کو سننے کو تیار ہی نہ تھے اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے شیخ صاحب سے حضرت محمد

۱۔ فاضل مآثر و روضۃ القیوم نے اس واقعہ کو قلعہ شانی اور حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باہمی کشیدگی اور دشمنی قرار دے کر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حالانکہ خواجہ محمد زکیہ کے حالات کے دوسرے متقین نے اس قسم کی ناراضگی کو قطعاً غلط قرار دیا ہے اور واقعی متبادل سے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں محضرا میں کوئی وجہ مخالفت نہیں تھی۔ محمد اقبال حمزوی اہل اے تے حضرت خواجہ محمد معصوم سرسوی قدس سرہ کے کتاب حیات الحرمین کے دیباچہ میں بچے دلائل سے تردید کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں حضرت کسی غلط فہمی یا غلط فکری کا شکار نہیں تھے۔ بلکہ حضرت آدم بنوری ایک طرف حضرت محمد الفاضل دہلوی کے پیروار تھے۔ دوسری طرف خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیحد احترام کرتے تھے۔ آپس میں کئی اجازت سے حرمین اشرفین گئے۔ وہاں استقبال کیا جب حضرت خواجہ معصوم حج کو گئے تو جنت البقیع میں شیخ بنوری کی قبر پر فاتحہ خوانی کی کشف میں ملاقات کی ۔

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایک اجتہاد یہ مسائل پوچھے تو شیخ صاحب نے ان کا جواب کسی وقت پر ٹال دیا۔ صرف حضرت مجدد کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں خود مولوی عبدالحکیم یا کوئی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا کہ شیخ صاحب! جہاں سے آپ کو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں، میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے۔ میں بھی حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنا ہم مشرب اور ہم سلوک سمجھ کر آیا تھا۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعد اللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے۔ دونوں شیخ صاحب سے نصحت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو کہا کہ یہ جاہل ہے۔ ہٹھان بہت اکتھے کر رکھے ہیں مجھے دہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا کر دے۔ لیکن مولانا عبدالحکیم یا کوئی اس معاملہ میں خاموش رہے۔ اور بادشاہ سے کچھ نہ کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی صرف وزیر نے جھپٹی کھائی، بلیہ یا تین سُن کر بادشاہ کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف

۱۔ ماثرہ امرار کے مولف شاہنواز خاں نے حضرت مولانا مہمل الدین المعروف مولانا سعد اللہ خاں علوی وزیر اعظم شاجہان کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں آپ جینیوٹ صنایع جھنگ میں رہی تھیں کی ایک شاخ کے نامور فرزند تھے۔ بڑے ذہین اور ذکر رسا کے مالک تھے آپ کے ذہن، معلومات کا ایک سمندر تھا ابتدائی عمر میں مقامی مدارس سے علوم حاصل کئے۔ قرآن حفظ کیا۔ اور پھر تحریر و تقریر میں کمال حاصل کیا۔ شاہجہان جو شہر شناس تھا اس نے آپ کی علمی شہرت سنی تو خان صدر کی وساطت سے دوبارہ میں طلب کر لیا۔ چند دنوں میں آپ کی قابلیت، استعداد کار اور صلاحیت نے شاہجہان کو بے حد متاثر کر دیا۔ چنانچہ شاہجہان کے خواص معتمد بن گئے۔ سعد اللہ خاں کا خطاب میا گیا۔ اور ذاتی امور کا نگہبان مقرر کر دیا گیا۔ ایک ایسا وقت جب بادشاہ کی (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

ہو گیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ اس سلسلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۷ سے لگے) سے کی وجہ سے تہہ بونی۔ تو آپ کو انعامات خاص سے نوازا گیا اور منصب میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ اسلام آباد خان دوران کے انتقال کے بعد آپ کو دیوان خاص مقرر کر دیا گیا۔ یہ عہدہ شاہی فرامین اور احکامات خاص کے مستحق تیار کرنا تھا۔ آپ نے اس کام کو بہت قابلیت سے کیا۔ اور اس کام کو اتنا طے کیا کہ بیرونی سلطنتیں اور سفارتیں بھی مغل دربار کی قابلیت کا اعتراف کرنے لگیں۔ چنانچہ شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وزیر کل بنا دیا۔ پانچ ہزار فی منصب اور ایک ہزار۔ پانچ سو کے منصب کے ساتھ ہاتھی اور چھٹی سواری کے لئے مقرر کر دی گئی۔

بلخ اور بدخشاں کی مہم پر شاہزادہ مراد بخش کو انتظامی معاملات میں کچھ مشکلات پیش آئیں تو شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وہاں بھیجا۔ جہاں پہنچ کر سعد اللہ خاں نے وہاں کے حالات اور انتظامات کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اور ان علاقوں میں مغل حکومت کی فرمانروائی کو مستحکم کرنے میں سعد اللہ خاں نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ شاہجہان نے خوش ہو کر ان کے منصب میں اور ترقی دے دی۔ ان دنوں شاہ صفی کا درکار شاہ عباس اپنا لشکر لے کر قندھار کی طرف بڑھا۔ تو اورنگ زیب عالمگیر کی کان میں جو ہمہ رواد کی گئی اس کے منہ پر اورنگزبان سعد اللہ خاں ہی تھے۔ اس مہم پر بھی سعد اللہ نے اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر کے بلند مقام حاصل کئے۔ راجہ جگجیت سنگھ کے لڑکے راج سنگھ نے جن دنوں قطب بندی شروع کر دی۔ اور مغل اقتدار کے لئے خطرہ بننا ہوا تھا۔ سعد اللہ خاں نے آگے بڑھ کر قلعہ چیتو کو دوبارہ فتح کر کے ہندو راجوں کی قوت کو پارہ پارہ کر کے دکھا دیا۔

شاہجہان کی تخت نشینی کے تیسویں سال سعد اللہ خاں کو توبیخ کا درد اٹھا جس کا علاج تو کر لیا گیا مگر کمزوری و عجز نہ ہو سکی۔ شاہجہان اس کی عیادت کے لئے خود جاتا۔ آخر مغل دور کا یہ عظیم اور ذہین وزیر اعظم ۲۲ جمادی الثانی ۱۰۵۶ھ / ۱۶ اپریل ۱۶۴۵ء کو فوت ہو گیا۔ سعد اللہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ خلیق۔ متواضع اور علم دوست اہل علم کا مربی تھا۔ معاملات کے حل کرنے میں عدل و انصاف کو سامنے رکھتا تھا۔

شیخ صاحب کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحب حج کو پہلے جائیں شیخ صاحب کی نیت پہلے ہی حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا سپر بھائی ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کروں گا۔ نیز اس طریقہ مجددیہ پر بادشاہ کا حق ہے۔ جب اس بادشاہ کے باپ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف دی۔ تو اس نے حضرت مجدد کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مخدوم زادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ میں اس سلسلے میں مودب اور خاموش رہوں گا۔

ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت
حضرت خواجہ محمد معصوم سے معذرت
میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی صر بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ شیخ آدم بزدلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آ رہے ہیں اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بلا لاؤ۔ شیخ صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت سجا لانے کے بعد معافی مانگی۔ اور کہا کہ انسان سہو خطا کا پتلا ہے۔ اگر مجھ سے سہو خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر خاطر ہو ملال آگیا ہو۔ تو اللہ معاف فرما دیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا د بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۸ سے لگے) سرکاری معاملات میں دیا ستداری میں کمال تھا۔ رعایا پر رحم اور اہل کا دل پر شفقت کرتا تھا۔ اس کی وزارت میں ہندوستان کو ہر طرح ترقی ملی۔ دواشاہ کو ہمیشہ اس کے خلاف رہا۔ مگر اس کی حکمت سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ وہ عظامی۔ فحاشی جملہ ملک کے خطابات سے نوازا گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاشیہ نشینوں اور مودب اُمراء صنف اول میں تھا۔

کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی معاف فرما دیا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا: یا ولدی انت فی جوارحی۔ بیٹا! تم میرے پردوس ہیں۔ نیز فرمایا: یا آدم! مشکئ انشت و ندبک الجنة۔ اے آدم! میرا اپنی بیوی جنت میں رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہو رہے تھے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ شیخ صاحب نے مدینہ میں وفات پائی اور ہمیشہ ہمیشہ دیار البنی میں رہے۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحب کے مقبرہ پر پڑنا ہے آپ کا مقبرہ عرب میں شیخ الہدیٰ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔

قیوۃ مجدیدیہ کی حضرت آدم بنوری کی قبر پر نظر التفات

مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہو چکے تھے۔ جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لے جاتے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وودفہ حج کے لئے گئے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک ٹھہر کر فاتحہ پڑھتے۔ شیخ صاحب

سے کرامات کا بہت کچھ ظہور ہوا۔ حتیٰ کہ چند مرتبہ مڑوں کو بھی زندہ کیا۔

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ زندگی بھر بنور سے سرمد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پایادہ آیا کرتے۔ پھر تین کوس سے ننگے پاؤں چل کر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے اور سرمد کے جنگلات سے مٹی کے ڈھیلے کر پہلے انہیں اپنے پیرے اور دائرہ سے صاف کرتے پھر اہل خانقاہ کے استیضے کے لئے لاتے۔

اب ہم شیخ آدم بنوری کے خلفا کا ذکر ولایت میں شیخ آدم بنوری کا مقام کرتے ہیں جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ "اگر خواجہ قطب الدین اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس زمانہ میں ہوتے تو مشغیت چھوڑ میرے مہدوں سے آکر فیض حاصل کرتے۔"

حضرت شیخ آدم نبوی قدس سرہ کے خلفاء کرام

آپ شیخ آدم نبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت میرعلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خاص ہیں۔ نہایت متشرع اور سنت نبوی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے سنت پابند تھے کہ اولیائے گزشتہ میں اس کی مثال
 محال ہے حتیٰ کہ سب آپ نے اپنی روکی کی شادی کرنی چاہی تو خود عرب میں جا کر تحقیق
 کی کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے ہمیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں بعینہ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک
 رات اور ملک زریب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ بڑا ب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ ایسی گھڑی چند روز بعد میرعلیم
 کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو تاریخ ملاتے سے معلوم ہوا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے۔
 جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔

آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔

آپ میرعلیم اللہ کے بیٹے ہیں آپ بھی والد بزرگوار
حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پکے

صاحبِ خویرۃ الاصفیاء نے آپ کو متقی، کامل، عالم، عامل اور سنت نبوی کی پابندی
 میں بے مثال لکھا ہے آپ کا سن وفات سنہ ۱۰۰۰ ہے۔

تبع اور شریعت اور لریقت کے سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد
 آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج جہاں میں کوئی بڑا حادثہ ہوتے والا ہے۔ چند روز
 بعد حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے
 معلوم ہوا کہ آنجناب قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا جب
 سید محمد نے فرمایا تھا کہ آج جہاں پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے۔

آپ میرعلیم اللہ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد
حضرت محمد صابر علیہ الرحمۃ بزرگوار کی قبر پر ہی رہا کرتے تھے۔ اور ان کے چچا حضرت
 سید احمد شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر پکے ہیں۔ آپ نے حضرت
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی
 حاصل کی ہے۔

آپ میرعلیم اللہ کے خلیفہ متقیم الاحوال ہیں بعض
حضرت شیخ زین رحمۃ اللہ آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے۔ اب آپ کا
 صرف ایک بیٹا گل محمد نام ظاہری علوم میں طاق ہے۔ اُس نے سلوک باطنی بھی اپنے
 باپ سے حاصل کیا ہے۔

آپ میرعلیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت شیخ عبدالحلیم رحمۃ اللہ مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور
 لریقت کے بڑے پابند ہیں۔

آپ میرعلیم اللہ کے خلیفہ ہیں نہایت
حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ متشرع اور صاحب حال تھے۔ آپ نے حضرت
 قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ سلطان رحمہ اللہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ و متمم تھے۔

حضرت شیخ محمد عمران رحمہ اللہ | آپ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقہ پر کار بند تھے۔

حضرت شیخ الہدیٰ رحمہ اللہ | آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے سے وزیر آبادی کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔ شیخ صاحب نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہدا۔ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ کی ہدایت تم پر ہو۔ یہ کہنے ہی شیخ الہدا پر احوال کشف ہوئے۔ شیخ الہدا مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا اور او عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اجازت دی۔

حضرت شیخ محمد ریاض رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ الہدا کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلوک پھر دل و جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے ذکور و نخل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنف) نے ان کی تیارت کی ہے۔ فی الواقعہ آپ کی حالت ابھی ہے۔ حضرات سرسند کے طریقہ احمدیہ مجددیہ کے خوب پابند ہیں۔

حضرت حاجی عبداللہ کوٹلی رحمہ اللہ | آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور ہیں۔ کوہاٹ (پشاور کے نزدیک) کابل کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بہادر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتبر

یاروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت حاجی یار محمد یامینی رحمہ اللہ | پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک صاحب صاحب شیخ آدم بنوری کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک پایا۔ شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پابند تھے۔ آپ کامراہ میں پائین میں رہے۔ جگہ کے تمام دھخت آپ کے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت دوست محمد رحمہ اللہ | آپ حاجی یار محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی اور مرید ہیں۔ واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں۔ حضرت میر علی اکبر رحمہ اللہ | آپ دوست محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور طریقہ احمدیہ شریعت اور طریقت کے پکے پابند ہیں۔

حضرت شیخ مامون رحمہ اللہ | آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پورے پورے پابند ہیں۔

حضرت اخون محبت رحمہ اللہ | آپ شیخ مامون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

حضرت شیخ سعدی لاہوری رحمہ اللہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ احوال باطنی میں پکے ہیں۔

حضرت شیخ یحییٰ رحمہ اللہ | آپ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ استغراق

اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے۔

حضرت محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ یحییٰ کے مرید و محتلم اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حافظ سعد اللہ وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

حضرت اخون احمد رحمۃ اللہ علیہ | آپ حافظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔
حضرت اخون سعادت رحمۃ اللہ علیہ | آپ اخون احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت متقیم الاحوال تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب ارہ ناما ص ہوئے۔ تو اپنے شیخ اطوار کے تابع ہو کر سیر سلوک حاصل کیا۔

حضرت شیخ امید علی رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ نور رحمۃ اللہ علیہ | آپ اخون درویش کے فرزند اور شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ عرب رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ نور کے مخصوص مرید ہیں شیخ عرب یار اخون عبدالحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت متقیم الاحوال تھے۔ صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول

رہتے تھے۔

حضرت شیخ فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے ختم پابند ہیں۔

حضرت شیخ میاندا رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ فتح محمد کے خلیفہ ہیں۔ صاحب سبقت و کرامت تھے۔ جذبہ بھی قوی تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ عبد الرسول رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ میاندا کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علی سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت غلام لغت بند رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ عبد الرسول کے فرزند ہیں۔ اپنے والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ محمد ظاہر رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ عبد الرسول کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے۔

حضرت شیخ محمد ظاہر رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ عبد الرسول کے فرزند ہیں۔ آپ بھی اپنے والد کے بڑے حید عالم تھے۔

چنانچہ مقول و منقول اور فروع و اصغور کے جامع تھے۔ علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی۔ آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھی۔ چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی۔ اور اُس کے اکثر مسائل بطور تصنیف بطریق فردیت بیان فرمائے۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ عثمان شاہ ہجہا پوری رحمۃ اللہ کے خلیفہ تھے۔ جب بہادر خاں نے شاہ ہجہا پور
 بنانا چاہا تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا، عرض کیا۔ آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں
 کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے۔ تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے
 شیخ آدم نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا۔ تب سے شیخ عثمان نے شاہ ہجہا پور
 میں رہنا اختیار کیا۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی
 ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو بیس (معتف) نے دیکھا ہے۔ جس کا نام
 محمد طاہر تھا۔ اور جو نہایت عزیز الوجود تھا۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید
حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
حضرت حافظ عبد الغفور رحمۃ اللہ مرید ہیں۔ شریعت اور طریقت کے پابند تھے۔

آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
حضرت حافظ محمد مراد رحمۃ اللہ مرید ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
حضرت اخون نعیم کامہ رحمۃ اللہ مرید ہیں۔ درج و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔

میردیس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ آپ کا مرید تھا
 آپ اخون نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

حضرت حاجی ولی خاں رحمۃ اللہ خلیفہ تھے۔ جب محمود نے ایران پر چڑھائی
 کرنی چاہی تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیے۔ اخون

صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خاں کو اس کے ساتھ کیا۔

دونوں شیخ آدم کے

حضرت شیخ عبد الرحیم شیخ محمد رضا رحمۃ اللہ علیہما معتبر خلفا سے ہیں نہایت

مستقیم الاحوال تھے۔ سادہ سادہ کرامت و خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور شایخ

نبیل کئے جاتے تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کی بہت

تقریف کی ہے۔ اب ان کا سلسلہ بیت جاری ہے۔ ان کے مرید ہزاروں کی

تعداد میں ہیں۔ ان کی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پرانی دلی میں اور

دوسرا شاہ ہجہا پور کے قریب ہی قصبہ پہلت میں بہت سے افراد مقیم ہیں۔
 آپ شیخ عبد الرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع

اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ عموماً پہلت میں رہتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز بن عبد الرحیم العمری الحنفی نقشبندی المعروف

المدہوی بروز بدھ ہر شوال ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ابتدائی مروجہ کتابیں پڑھ

لیں اور شرح مناجاتی تک درس نظامیہ پر عبور حاصل کر لیا۔ پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

سے منسلک ہوئے۔ والد مکرم نے مدرس کی اجازت بھی دی اور اس تقریب کا اختتام ہم عصر علمائے کرام کی موجودگی

میں فرمایا۔ اور تعلیم محمد فیضی اور فقہا کی طرز پر تیس دینے لگے۔ ۱۲۸۵ھ کو حج بیت اللہ کیا۔
 ویا ربیب میں قیام کے دوران حضرت شیخ ابوالطہر مدنی سے استفادہ کیا۔ دو سال بعد واپس دہلی آئے۔
 ۱۲۸۷ھ کو وصال ہوا۔

آپ کے چار بیٹے مولانا شاہ عبد العزیز، مولانا رفیع الدین، مولانا عبد القادر اور مولانا عبد الغنی نے

برصغیر میں علمی شہرت میں بلوغ حاصل کی۔ فقیہ الرحمان، نوز کبیر، المسوی، المصطفیٰ، فیوض الرحمن، قول الثمیل،

عقود الجید، جمعات، الطائف القدوس، الانصاف، سلطات، النفاس العارفین، شفا القلوب،

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت حاجی شریف رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، شریعت اور طریقت

کی پابندی اور درجہ و ترقی میں مشہور تھے۔

آپ حاجی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

حضرت شیخ عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے، ہزار ہا

آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ لاہور کا حاکم عبدالصمد خاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا بہت

سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدم کے طریقہ

میں شیخ عبد الباقی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ آپ کے ثقت

بھی منطبق الاحوال میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الانتباه: الدار المشیخ حجتہ اللہ العالیہ

تغیبات الہیہ جیسی مشہور زمانہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں آپ کی تربیتی خدمات نے ایک جہان کو مستفید کیا ہزاروں

طالبان حق فینیاں ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کی بھرپور ترجمانی کی۔ سادگان

عصر نے آپ کے سامنے نافوسے ادب ملے کیا۔

حال ہی میں شیخ عبد الباقی نقشبندی مجددی کے کتب (فارسی، اردو) بعنوان مجموعۃ

الاسرار پہلی بار زیرِ طبع سے آہستہ ہو کر علمی دنیا میں آئے ہیں جنہیں ان کی اولاد میں سے ایک بزرگ

حاجی محمد سلیم شانی نقشبندی نے شائع کیا ہے۔ ان مکتوبات کے دیباچہ میں حضرت شیخ کے حالات بھی

قلبتہ کئے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق حضرت شیخ عبد الباقی شانی قدس سرہ مشرقی پنجاب کے قصبہ

شام چوراسی میں ایک ہندو گھرانے میں ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام لالہ دیوان بودھ مل

کھتری تھا۔ لالہ بودھ مل مغل حکومت کی طرف سے شام چوراسی سے مالیہ وصول کر کے سرسبز کے خوانہ

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ بابا زید رحمۃ اللہ علیہ سدر بالین یا قاصدہ شیخ صاحب سے حاصل

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) میں جمع کرائے تھے۔ ان دونوں حضرات مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سرحد میں سند ارشاد پر مہوہ فرما تھے۔ ہندو ہونے کے باوجود حضرت کی خدمت میں

حاضر ہو کر بیٹھ کر درخواست کی۔ عبد الباقی شانی کا نام بھوپت رائے رکھا گیا۔ ہوش سنبھالنے پر ایک

مسلمان استاد کے ہاں فارسی زبان سیکھی۔ گلستان بوستان پڑھی۔ ایک دن گلستان کا یہ شعر یاد کیا۔

حال است سعدی کہ راہ صفا تو ان رفت جز پئے مصطفیٰ

تو دل کی کیفیت بدل گئی۔ راہ صفا اور راہ مصطفیٰ کی جستجو شروع ہو گئی۔ بچے نے استاد سے راہ

مصطفیٰ کے حصول کی تلاش پر اصرار کیا۔ مولوی صاحب نے کلمہ پڑھایا۔ مسلمان ہو گئے۔ نام عبد الباقی

رکھا گیا۔ رات کو خواب میں زیارت مصطفیٰ نصیب ہوئی تو راہ مصطفیٰ پالیا۔ ہندوؤں نے آپ کا سینا

محال کر دیا۔ گھر چھوڑا۔ کپور تھلہ میں موضع سلطان پور میں حاجی عبد اللہ کے ہاں پناہ ملی بیعت کر لی۔

حاجی عبد اللہ حضرت آدم بنوری کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت آدم بنوری حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔

حضرت آدم بنوری حرمین الشرفین چلے گئے۔ تو آپ ان کے خلیفہ حاجی محمد شریف متقی کے زیرِ تربیت رہے

پھر سرسبز محمد ظاہر عالم پوری سے تعلیم مکمل کی اور تاج العارفین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ہزاروں لوگوں کو سلوک

نقشبندیہ سے نوازا۔ مضاف مجددیہ کی ترجمانی کی۔ اگست ۱۱۱۱ھ یم پیدا نش تھا۔ اور ایک سو

اٹھارہ سال زندہ رہ کر ۲۷ اگست ۱۲۳۲ھ یم میں واصل بھی ہوئے۔

آپ کا زادہاں ملک شام چوراسی میں واقع غلانی ہے۔ تقیم پنجاب کے بعد غیر مسلم آپ کے ہزار پر عقیدت افزا

سے حاضری دیتے ہیں۔ اور سالانہ عرس کرتے ہیں۔ آپ کے خلفا میں شیخ علی احمد سہارنپوری، میاں محمد رفیق

میاں محمد گل، میاں محمد قاسم، شیخ عبدالہادی، میاں محمد شریار، مولانا جان محمد خاندھری، شیخ عاشق محمد جالندھری

حافظ محمد حسین قدس سرہم کے نام مشہور ہیں۔

کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ معمول تھا۔ آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ مرید ہوئے۔ امر معروف اور نہی منکر پر عمل کا مزین رہے۔ چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپ نے بادشاہ کو بر ملا کہا کہ تو نے اپنی لڑکیوں کو بغیر نکاح کے کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں ان کا نکاح نہیں کرتا۔ کیا تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اب میں مزدور ان کا نکاح کر دوں گا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ بائزید کی وفات کے بعد ان کے مزار پر تخلیق کا اس قدر جوم ہوتا ہے کہ دہلی کے اولیا۔ مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا جوم نہیں ہوتا۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم
حضرت شیخ فیروز خواجہ مکی رحمہ اللہ کے مرید ہیں۔ نہایت متقیم احوال تھے۔

آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے
حضرت خواجہ محمد امین مکی رحمہ اللہ بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی۔ طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی اور استقامت سے کاربند تھے۔ حضرت قیوم ثانی محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک کتاب بھی ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کے خلفاء و فرزندان کے حالات خصوصاً شیخ آدم کے حالات زندگی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ بلکہ اس تصنیف کا اصل موضوع شیخ آدم کے حالات ہیں۔ فقہاً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندان اور خلفاء کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم بنوری رحمۃ
حضرت حافظ محمد شفیع رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ خواجہ رحیم جو اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ تو اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حافظ صاحب نے مجھے نگاہ لطف سے دیکھا۔ جب میں نے استاد کی خدمت میں جا کر سبق پڑھنا چاہا۔ تو مجھ پر ایک خاصیت طاری ہوئی۔ جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا۔ لیکن میرے استاد جنہوں نے بزرگوں کی مجالس دیکھی تھیں۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم پر کسی بزرگ کی نظر عنایت ہے۔ جب سن تیز کو پہنچا اور فقر کی خدمت میں آنے جانے لگا۔ تو اس وقت مجھے مذکورہ بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر علماء، مشائخ، شعرا اور حکمران

آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ انہیں کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم آفتاب پر تو تھے کلفت نگاہ ڈال سکتے ہیں لیکن شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب پر بہ سبب نور کی شمعوں کے نگاہ ڈالی نہیں جاسکتی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا۔ وہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ قادریہ کے باکمال بزرگ مانے جاتے ہیں۔ صاحب قہر جاخان نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سید شاہ کمال قدس سرہ العزیز کے پوتے تھے۔ بڑے عالی قدر، رفیع الشان، سو فی مشرب بزرگ تھے۔ مگر آپ طبقہ ملائیت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بڑی بے باکی اور جرأت کے ساتھ ملائقی شکار کا اظہار کرتے تھے۔ دائمی صاف چہرہ رکھتے تھے۔ بعض اوقات گدھا منگو کر اس پر سوار ہوتے۔ اور بچوں کو کچھ دے دلا کر اپنے بچے شور مچاتے پر آمادہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی منہ پر سیاہی پھیلا کر سامانہ اور کیتھلی کے کوچہ و بازار کا چکر لگاتے تھے۔ اس طرح غرور نفس اور انا کو غوار و زار کرتے۔ بایں ہمہ وقت لکے کی شاہی زبان طریقت آپ کے زیر دام آئے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلہ قادریہ کا فیضان آپ ہی کی وساطت سے پایا تھا۔ اور آپ اس نسبت کو نقشہ بندی مجددی سلوک کے ساتھ اپنے بعض مریدوں میں جلدی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ہی کی بدولت حضرت غوث العصر، ورتقب العصر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیرکات اور فیوض ملے تھے۔ شیخ محمد صابر لاہوری (حضرت طاہر بندگی) کو بھی سلسلہ قادریہ میں آپ سے ہی فیض ملا تھا۔ حضرت طاہر لاہوری قدس سرہ العزیز ظاہری علوم کی کمپن کے بعد بن دون ملا جمال تلوی رحمۃ اللہ کے دارالعلوم واقع جامعہ مسجد وزیر خاں لاہور میں مدرس تھے۔ شاہ سکندر کیتھلی مسجد وزیر خاں کے نیچے سے گذرے۔ حضرت طاہر لاہوری نے آپ کو قندیلہ لہاں میں دیکھا تو مسجد میں کھڑے کھڑے پیسے تو خاموش کی۔ مگر مسجد کے صحن سے نیچے اترے تو بازار میں آکر حضرت سکندر کیتھلی کے پاؤں میں گر گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے دوستوں کو بے گناہ لائے کہ کہا۔ اور سربار بار مولانا محمد طاہر لاہوری کو بلا دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ دونوں نشہ میں مست ہو چکے ہیں اور ہوش میں بھی نہیں۔ اس دن سے حضرت طاہر بندگی نے تجربہ و تفرید کے مقامات

آپ اپنے وقت کے مشہور
حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوری رحمہ اللہ شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت مستقیم الاسوال، صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آپ نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیودیت، اقرار کیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا تھا۔

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
حضرت شاہ عیسیٰ برہانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ نے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کمالات، کورہ اور غیبت قبول کر لیا۔

آپ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنجناب
حضرت شیخ نظام مارنولی رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔
آپ شیخ جلال تھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
حضرت شاہ قاسم سلیمانی رحمہ اللہ عنہ کے ہم عصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے ان گنت کرامات ظاہر ہوئیں۔ خلقت کا رجوع آپ کی طرف،

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ملے رکھے۔ اور آپ کی خلوت، عزت، صحبت و برکت سے عارف حق بن گئے اور سلوک کے بلند مقام پر پہنچے۔ حضرت سکندر کیتھلی کا مزار حضرت شاہ کمال کے قدموں میں ہے۔

بہت تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے در کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وقتاً پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمہ اللہ | آپ ماور النہر کے بزرگ نادوں میں سے ہیں۔ لیکن لاہور میں اگر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ موروئی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدد الف و قیومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المعروف بہ حضرت ایشاں کشمیر کے آخری بادشاہ محمد حسین کے زمانہ میں کشمیر آئے۔ یہاں آکر دہائی کشمیر میں آپ نے ایک سلسلہ تقاریر جاری کیا۔ تو بے پناہ شیعوں نے عقائد اہلسنت اختیار کر لیا۔ چونکہ بادشاہ شیوہ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ مگر چند دنوں بعد اکبر نے کشمیر پر حملہ کر کے محمد حسین کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور اکبری افواج کشمیر پر قابض ہو گئیں۔ آپ اکبر کے آخری دہائی کشمیر سے لاہور آ گئے۔ آپ کا وطن بخارا تھا۔ اور حضرات نقشبندی اولاد میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی آپ کو خدمتِ زادگان نقشبند تصور کرتے تھے۔ آپ نے دربار سلطانہ بخارا سے تحصیلِ علوم کر کے اسلامی ممالک کی سیاحت شروع کی۔ مرقند، ہرات، قندھار اور کابل سے ہوتے برصغیر میں آئے تھے تحقیقاتِ حقیقی کے مصنف نے لکھا ہے کہ وادی کشمیر میں شیعہ سنی اختلافات کی وجہ سے جمہور نے آپ کو اگرہ بلا لیا تھا۔ آپ اگرہ اور شاہجہان آباد کے بزرگان دین سے ملاقات کے بعد لاہور آ گئے۔ یہ سلسلہ ۱۰۳۳ھ کا زمانہ تھا شاہجہان نے آپ کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔ آپ نے اپنی مسجد، خانقاہ، باغ اور مقبرہ خود ہی تعمیر

شاہ فتح اللہ سنبھلی رحمہ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور شیخ سلمہ حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے جب حضرت سید میر کشادہ بلخی رحمہ اللہ | آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سنا۔ تو بے اختیار ہو کر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب و توجہ خاندانہ کی التماس مندرج تھی۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ سے آگے) کرا لیا۔ تاریخ کبیر کشمیر کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ کا عالیشان مقبرہ مسجد خاں شاہجہانی امیر نے بنوایا تھا۔ نواب وزیر خاں، بانی مسجد وزیر خاں لاہور آپ کا عقیدہ مند تھا۔ آپ کے ایک بیٹے خواجہ معین الدین نقشبندی آپ کے ساتھ ہی لاہور میں آئے۔ آپ نے اس عالم بیٹے کو خانقاہ فیض پناہ سری نگر میں منگر اور دوسرے امتظامات کے لئے کشمیر بھیج دیا۔ یہ لڑکا بڑا صاحبِ تصنیفات بنوا ہے۔

حضرت اورنگزیب عالمگیر کی ایک بہن کی بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ خواجہ معین الدین نقشبندی ۱۰۳۵ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں تین بیٹے یادگار چھوڑ کر فوت ہوئے۔ خواجہ نور الدین محمد آفتاب اور خواجہ کمال الدین شہید (شہادت ۱۰۳۸ھ) آپ کے ہی فرزند تھے۔

حضرت ایشاں اور میاں میر لاہور کے درمیان مسائل تصوف پر مکالمات و مباحث رہے ہیں۔ آپ اپنی مسجد میں وعظ فرماتے۔ نواب ذکر یا خاں وائی لاہور نے آپ کی خانقاہ کو سر پار رونق بنایا۔ سنگ اور درجہ جاسی ہاگم آپ کا باغ ۱۰۳۵ھ میں زینتِ گلہ کے پیر لار گلاب گھر جو دہلے نے تیار کیا اور کچھ اونٹ بنایا۔ اور اس میں گھر بنائے گئے۔ اور فیل یا فہرے بنائے گئے۔ آپ کا مزار آج بھی پختہ نقش و نگار کے ساتھ موجود ہے۔ کچھ مہرہ میں سکوندر میں بادشاہ نے بنا دیا گیا۔ انگیزیوں کے لئے کے بعد اسے واکھڑا کیا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے خواجہ علی احمد کاشمیری نے کشمیر میں منبرہ کی مرمت کرائی۔ (ما خود از نقوش لاہور نمبر)

حضرت میر مومن علی رحمہ اللہ | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ علامہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر بلکہ مرید تھے معقول منقول اور فردوع و اصول کی تمام متداولہ کتابوں پر آپ کے حاشے ہیں۔ اور آپ نے ان کی شرحیں لکھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرحیں غیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتا۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پیچھے مفصل لکھا گیا ہے۔

حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہ اپنے وقت کے علامہ زمان فہم اسہ دہلوان اور سربراہ معاصرین، افتخار فقہاء محدثین تھے۔ والد کا نام مولانا شمس الدین تھا۔ سیالکوٹ میں ۱۲۹۸ھ رخصت ہوئے۔ تاریخ ولادت کو پیدا ہوئے۔ حضرت ملا کمال الدین محمد کاشمیری رحمہ اللہ علیہ سے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ ملا کمال قدس سرہ کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی سے علم حدیث لیا۔ انسان العین شاہ ولی اللہ

آپ نے عمر عزیز تدریس علوم دینیہ اور تصنیف و تالیف میں گزراوی۔ عالم اسلام کے علماء کرام آپ کے مدرسہ سے علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چکے۔ لاہور کے دارالعلوم میں صدر مدرس رہے۔ جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت میں آپ کی شہرت پنجاب سے ابھر کر مغلیہ دربار میں پہنچی۔ مگر شاہجہان بادشاہ نے تو آپ کے علم کی قدر افزائی میں کمال کر دیا۔ کئی بار سونے سے تولا گیا۔ اعزازات سے نوازا گیا۔ لاکھوں کی جاگیریں عطا کی گئیں۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے دربار تک رسائی کے بعد یہ تصغیر میں دینی مدارس قائم کئے۔ علماء کرام کے اعزاز میں اضافہ کرایا۔ لاہور، اکبر آباد، سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں بڑے بڑے

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت مولوی عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور ہندوستان کے بڑے

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے دارالعلوم قائم کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیاز مندی رہی۔ بیعت ہوئے۔ اور سلوک کے کئی مدارج طے کیے۔ حضرت مجدد نے آپ کو "آفتاب پنجاب" کا خطاب دیا۔ آپ کے علمی مباحث اور خطبات سے دنیا بھر اسلام کے علماء متاثر ہوئے۔ ایرانی علماء سے کئی بار مناظرے ہوئے جس میں آپ ہمیشہ غالب آئے۔

یہ شریف احمد شرافت نوشا ہی قدس سرہ کی تحقیقات کے مطابق آپ نے سلسلہ مجددیہ کے علاوہ سلسلہ نوشا بیہ کے بانی حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہ سے سلوک کی منزلیں طے کیں اور درجہ کمال کو پہنچے۔ (شریف التواریخ جلد دوم صفحہ اول)۔

بایں ہمہ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اہیائے دین کی جدوجہد سے زحمت متاثر تھے بلکہ پوری طرح شریک کار تھے۔ آپ نے ہی حضرت مجدد کو سب سے پہلی بار "مجتہد الف ثانی" کہا (مجتہد الف ثانی کا نظریہ توحید صفحہ ۱۱) اور حضرت مجدد کے معاون و مددگار رہے۔

آپ تدریسی مصروفیت کے ساتھ ساتھ گراں قدر تصانیف کے مالک تھے حاشیہ تغیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات الیچہ تلویح۔ حاشیہ شرح غنائد نفسی التفات زانی، حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح مواقت۔ حاشیہ ملا جلال دوانی۔ حاشیہ شرح شمس۔ حاشیہ شرح مطالع الانوار۔ حاشیہ ہدایت الحکمت۔ حاشیہ مراجع الادواح، بحمدہ عبد الغفور۔ حاشیہ مطول، حاشیہ تشریفیہ آپ کی یادگار ہیں۔ ان حاشیوں نے دنیا بھر میں علم و ادب میں تہلکہ برپا کر دیا۔ دنیا بھر کے علماء نے ان حاشیوں کو اپنایا اور انہیں انہیں روشنیوں سے ہمارے مدارس جگمگا رہے ہیں۔

آپ حضرت شاہ دولہ گجراتی کی زیارت کر کے سیالکوٹ جا رہے تھے کہ راہ میں سوہدرہ کے (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ ۱۲)

مشہور اور جید عالم تھے۔ مدارج النبوت، جذب القلوب الی دیار المحبوب (تایخ مدینہ) تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج کر پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے، اس میں بھید کیا تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھ کر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جواب کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منتقد اور آپ کے کمالات کے منقرض ہوئے۔

آپ بھی حضرت مجدد حضرت مولانا جمال لاہوری تلوی رحمہ اللہ الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب اکبر کے وزیر ابو الفضل نے تفسیر بے لفظ لکھنے کے لئے تمام علمائے ہندوستان کو بلایا۔ تو ان میں مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول نمبر پر تھے۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

آپ خراسان کے بڑے جید حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) مقام پروردگار کو انتقال فرمایا۔ مراد آپ کے مدرسہ مسجد ادرجاگیر کی وسیع زمین پر سیالکوٹ میں مرجع خلافت ہے۔

آپ ماورالنہر کے بڑے علمائے حضرت مولانا نوک رحمہ اللہ تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام اور کلام کو سنا، تو بہت معتقد ہوئے اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

معاصر شعراء

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں عارفی، ظہوری، شیعہ طالب، کلیم، طالب آملی، شوکت بخاری اور قاسم انوری وغیرہ شعرا موجود تھے۔ قصائد عارفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے (مصنّف) پسند آئے۔ قطعہ ۱

اگر حاتم چوں لب فی پر کند گذر بر خیابان مسطر کند
حروف و نقطہ و جملہ از لہجے ہم سیہ مست رفتند بر روئے ہم

نمبرہ ز یک رنگی دوستان کہ بودند چوں گل دریں بوستان
چمن را تر و تازہ آراستند چو شبنم نشستند و برخواستند
کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی، جس کا ایک شعر یہ ہے۔ ۲

ہنوز اندک شعور دارم ز من مگذر
بچشم مست خود تکلیف دہ ایس جام خالی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔
ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعوت
ارشاد کی ابتداء اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں
وئی۔ اکبر دین سے مراد ہو گیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ مگر جہانگیر آخری عمر میں آنجناب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ آنجناب نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی تو ان
میں ان دنوں عبداللہ خاں اور بیک نامی حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شہید حکمران شاہ عباس کی حکومت تھی۔ عبداللہ
خاں اور بیک شاہ توران نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے شاہ عباس
والیے ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اسے مذہب اہلسنت و جماعت پر لانا چاہتا تھا جس
میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے ساتویں سال
میں منسل لکھا گیا ہے۔

الحمد لله الذي هدانا لهذا
وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا
الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق

بکتاب می رود طفل پر یزاد مبارک باد مرگ نوباستاد
مرزا ایما منیر بہت مشہور ہے اور اس کے شعر بھی نہایت زمین اور
منیر

علقہ زلف او تباب شد عینک چشم آفتاب شد
قصائد مغز فطرت بہت اچھے ہیں حسب ذیل شعرا انہیں کے قصائد سے ہے۔
عمران و وصل چسیت چو مطلب رضائے قوت
خواہی بزمہ مے کش و خواہی بانقش
سرمنہد ہیں جو شعرا کہتے تھے ان میں شرف الدین حسین۔ مغا فرح حسین مظفر
حسین اور محمد زمان راسخ جن کے حالات اس سے پہلے کہے جا چکے ہیں۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)
غنیمت کجای بھی اسی طبقہ میں تھے۔ گفت گو کی تو بادشاہ نے العاشق والہجنون معذرت کہہ کر
چوڑ دیا۔ آپ کی شعر گوئی کو آپ کے معاصرین اور بعد میں آنے والے اہل سخن نے دیکھ کر تعجب
کیا۔ پنجاب سے نکل کر آپ کی شاعری کی شہرت ایران و توران تک پہنچی تو اہل کمال لکے شروع
کو مجلسوں کی رونق بنالیا۔ آپ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کے روضہ کی زیارت کے لئے بغداد
پہنچے کشمیر اور کابل گئے۔ شاہجہان آباد میں پہنچے تو محمد افضل سرخوش نے آپ کو سرائیوں پر بٹھایا۔
آپ کرم خان نواب گجرات کے زمانہ میں کنجاہ کے قاضی تھے۔ اور اسی زمانہ میں ۱۱۹۶ھ
۱۱۹۷ھ میں شہنوی نیرنگ خیال لکھی۔ آپ کا ایک ایک شعر شعرائے عصر کی زبان پر تھا۔ شہنوی
کے علاوہ دیوان غنیمت بھی آپ کی یادگار ہے۔ شہنوی نیرنگ عشق کی قبولیت کا یہ عالم رہا
کہ ہزاروں خطی نسخے تیار ہوئے اشعار اذہر کئے گئے۔ چہر نیرنگ عشق کے جواب میں کئی شہنویاں
لکھی گئیں۔ اس کی مرز پر کئی شاعروں نے بیع آبنائی کی۔ سیکڑوں ایمیشن چھپ کر شائع ہوئے۔ اور
بنام شاہ نازک خیال کی دھوم مچ گئی۔ آپ ۱۲۱۵ھ میں شاہزادہ فرنہ سیر (۱۲۱۵ھ سے ۱۲۱۶ھ)
کے عہد حکومت میں فوت ہوئے۔ مزار کنجاہ میں ہے (ماخوذ از شریف التواریخ ۲/۴)

ہمعصر لاطین

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر بادشاہ ہندوستان میں جہانگیر
شاہ جہان اور اورنگ زیب تھے۔ جہانگیر کے وقت میں پہ
مسند قیومیت پر تشریف فرما ہوئے۔ شاہ جہان کے وقت سے لے کر اورنگ زیب
کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا۔ تینوں بادشاہ آنحضرت کے مرید تھے
جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔
توران میں عبدالعزیز خاں بادشاہ تھا اور ایران میں شاہ سلیمان۔ یہ دونوں بادشاہ
بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمدی قالہ واصحابہ
وذریاتہ واهلبیتہ اجمعین الی یوم الدین۔ امین امین
بارب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اللهم اغفر لمؤلفہ وکاتبہ وحافظہ
ونقاریہ ولمن سعى فنیہ

زینبہ الزہراء فضائل درود شریف اور دیگر
 اعلیٰ حضرت بریلوی خاں کو بلا
 پندرہ علمائے اہلسنت تیار فرمایا حضرت شریف
 احمد علی صاحب الشافعی (دو جلد)
 بیچند اے روح
 حکیم گوشتہ رسول اللہ نقشبندیہ
 سیرت طیبہ (دو جلد)
 لاسمعیانین تحقیق الحلیجی جامع
 اسرار و اسرار
 شواہد القیوت
 مکتوبات اعلیٰ و ابائیہ تحف الیک امام ربانی
 سیرت طیبہ (دو جلد)
 الرخیفۃ الکرمیۃ
 کادۃ سید
 نذر کمالہ